

عشق سیریز

ہائی وکسٹری

منظرہ کلیم ایم اے

RA
AF
FRE
XO
@H
OT
M
A
L
•
C
O
M

صفدر کے فلیٹ میں اس وقت سوائے عمران کے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے۔ صفدر نے ان سب کی باقاعدہ دعوت کی تھی اور اس دعوت کے نتیجے میں وہ سب یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ صفدر نے بجائے کسی ہوٹل میں کھانا کھلانے کے اپنے فلیٹ پر ہی کھانے کا انتظام کیا تھا۔ البتہ کھانے شیرٹن ہوٹل والوں نے یہاں پہنچائے تھے اور وہ سب کھانے سے فارغ ہو کر چائے پینے اور گپ شپ کرنے میں مصروف تھے۔ صفدر نے عمران کے فلیٹ پر فون کیا تھا لیکن وہاں سے سلیمان نے بتایا تھا کہ عمران اپنی اماں بی کو ساتھ لے کر اپنی بہن ثریا کے سسرال گیا ہوا ہے۔ وہاں کوئی فنکشن تھا اور سر عبدالرحمن چونکہ ملک سے باہر تھے اس لئے عمران کو ساتھ جانا پڑا۔ سلیمان کے بقول ان کی واپسی دو تین روز بعد ہونی تھی اس لئے صفدر خاموش ہو گیا تھا۔

پاک گیٹ
ملتات
یوسف برادرز

”عمران اگر ہوتا تو اس دعوت کا صحیح لطف آتا“..... اچانک چوہان نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجبوری ہے کہ وہ دارالحکومت میں موجود نہیں ہے۔“
صفر نے کہا۔ وہ پہلے ہی سب کو عمران کے بارے میں تفصیل بتا چکا تھا۔

”میں اکثر ایک بات سوچتا ہوں۔ اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں تو میں اپنی سوچ کا اظہار کروں“..... اچانک نعمانی نے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا مطلب۔ یہ تم اجازت کیوں مانگ رہے ہو۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات“..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”بات ہی ایسی ہے کہ شاید آپ لوگوں کو پسند نہ آئے۔“ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بہر حال تم بتاؤ“..... جو لیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”نعمانی۔ اگر عمران صاحب کے خلاف کوئی بات ہے تو بہتر ہے کہ مت بتاؤ شاید جو لیا اسے برداشت نہ کر سکے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اس کے خلاف کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی“..... جو لیا نے بڑے حتیٰ لہجے میں کہا تو سب ممبران ایک بار پھر ہنس پڑے اور اس بار

جو لیا کے چہرے پر ہلکی سی شرماہٹ کے تاثرات ابھر آئے۔

”میرا مطلب ہے کہ عمران“..... جو لیا نے کچھ کہنا چاہا لیکن شاید فقرہ اس سے بن نہ آ رہا تھا اس لئے وہ خاموش ہو گئی۔

”تم نے خواہ مخواہ کا سسپنس پیدا کر دیا ہے نعمانی۔ جو کچھ کہنا ہے کھل کر کہو۔ عمران کو ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں اس لئے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے“..... صفر نے کہا۔

”میں اکثر سوچتا ہوں کہ جلد ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سروس سے فارغ کر دیا جائے گا اور ایسا عمران کی وجہ سے ہو گا“..... نعمانی نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“ جو لیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب ممبروں کے چہروں پر بھی حیرت تھی۔ حتیٰ کہ تنویر بھی نعمانی کی بات سن کر حیران رہ گیا تھا۔

”تم نے واقعی عجیب بات کر دی ہے۔ کھل کر بات کرو۔“ صفر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ لوگ، گزشتہ سالوں پر نظر دوڑائیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سوائے تنویر، صفر، کیپٹن شکیل اور جو لیا کے اور کوئی ممبر سیکرٹ سروس کے مشن میں شامل ہی نہیں ہوتا۔ ہم باقی لوگ تو ایک لحاظ سے سیکرٹ سروس سے عملی طور پر فارغ ہو چکے ہیں اور دوسری بات یہ کہ اپنے آپ کو مصروف رکھنے اور شاید اپنی تنخواہوں کا جواز بنانے

RA
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کے لئے ہم نے فورسٹارز کا سلسلہ قائم کر رکھا ہے اور شاید چیف نے بھی اس لئے اجازت دے دی ہے کہ اس نے ہمارا لحاظ کیا ہے ورنہ حقیقت یہی ہے کہ ہم سب ایک لحاظ سے سیکرٹ سروس سے نہ صرف فارغ ہو چکے ہیں بلکہ مفت کی اور بیکار کی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ صالحہ کو بھی کبھی کبھار ساتھ لے لیا جاتا ہے اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ جو ساتھی بھی عمران کے ساتھ جاتے ہیں وہ بھی ہوٹل کے کمروں اور کاروں میں ساتھ ساتھ لدے پھرتے ہیں۔ تمام کام اور تمام مشن عمران خود سرانجام دیتا ہے اور صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جو لیا ٹھنڈے ٹھنڈے واپس آ جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو عمران ہی مشن مکمل کرتا ہے اور عمران ہی مشن پر کام کرتا ہے اور اگر یہی صورت حال رہی تو چیف ہمیں فارغ کرے نہ کرے ہمارے ضمیر ہی ہمیں سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیں گے کیونکہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ پاکیشیا کے عوام کے ٹیکسوں کا پیسہ ہوتا ہے اور جب ہم کام ہی نہیں کرتے تو پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم یہ بھاری تنخواہیں اور الاؤنس وصول کریں۔..... نعمانی نے پوری تقریر کر ڈالی تو جو لیا سمیت سب کے ہونٹ بھنج گئے۔ ان سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”نعمانی نے جو کچھ کہا ہے وہی کچھ میں عرصے سے کہتا چلا آ رہا ہوں لیکن میری کوئی سنتا ہی نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عمران ہم سب میں سے زیادہ ذہین ہے بلکہ سپر مائنڈ ہے۔ اس کی کارکردگی اتہائی تیز ہے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

لیکن اس کا یہ مطلب بھی تو نہیں کہ عمران کے مقابلے میں ہم لوگ بیکار ہیں۔ ہم صرف بطور تنخواہ اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے رہتے ہیں جبکہ تمام بوجھ وہ اکیلا ہی اٹھاتا ہے اس لئے واقعی یا تو عمران کو سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر دینا چاہئے یا پھر ہم سیکرٹ سروس علیحدہ ہو جائیں۔..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ویسے ایک اور بات بھی ہے کہ عمران بھی حقیقت میں کام نہیں کرتا۔..... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ وہی تو سارا کام کرتا ہے۔..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مس جو لیا۔ ہم سب عمران کے ساتھ طویل عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے محسوس نہیں کیا کہ اب عمران کی کارکردگی میں بنیادی تبدیلیاں آ گئی ہیں۔ وہ آدھے سے زیادہ کیس فون پر مکمل کر لیتا ہے۔ بے دریغ روپیہ خرچ کر کے وہ ہر قسم کی معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ روپیہ وہ اسی ملک کے گیم کلبوں سے حاصل کرتا ہے۔ پاکیشیا کا روپیہ خرچ نہیں کرتا لیکن بہر حال وہ روپیہ خرچ کر کے معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کی ذہانت مجرموں کے خلاف گھیرا متگ کر دیتی ہے اور آخر میں وہ مجرموں کو گردن سے پکڑ کر مشن مکمل کر لیتا ہے۔ نہ کلیو حاصل کرنے کے لئے کوئی بھاگ دوڑ کرتا ہے اور نہ کسی کے ساتھ کوئی جسمانی فاسٹ ہوتی ہے۔ ذہانت، فون پر معلومات کا حصول اور آخر میں ساتسی ذرائع

سے مشن مکمل کر لیا جاتا ہے اور ہم سب ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں..... نعمانی نے کہا۔

”نعمانی درست کہہ رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چیف جلد ہی پوری سیکرٹ سروس کو فارغ کر کے صرف عمران کو سیکرٹ سروس میں رکھ لے گا اور نجانے اب تک وہ کیوں خاموش ہے جبکہ اب تک اسے ایسا کر لینا چاہئے تھا“..... صفدر نے کہا۔

”بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ کیا ہم استعفیٰ دے دیں“..... جولیا نے کہا۔

”ہمارے استعفیٰ منظور نہیں ہوں گے۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ صالحہ نے احتجاجاً استعفیٰ کی بات کی تھی لیکن اس کا استعفیٰ منظور نہیں کیا گیا تھا“..... اس بار صدیقی نے کہا۔

”کیپٹن شکیل۔ تم بتاؤ کہ اس صورت حال کا مداوا کیسے کیا جائے“..... جولیا نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”مس جولیا جو کچھ کہا گیا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ عمران واقعی سپر مائنڈ ہے اور وہ اکیلا ہی مشن مکمل کرتا ہے۔ ہم لوگ واقعی کام کے لحاظ سے بے کار ہو چکے ہیں لیکن آپ نے یہ بات نہیں سوچی کہ جو مشن ہوتا ہے وہ عمران کا ذاتی مشن نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کسی کا ذاتی ہوتا ہے۔ یہ ملک کی سلامتی اور کروڑوں افراد کے تحفظ کا مشن ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی دراصل پورے ملک کی کامیابی ہوتا

ہے۔ اب ذرا ایک لمحے کے لئے سوچیں کہ اگر عمران پاکیشیا کا فرد ہونے کی بجائے کافرستان، ائیکریمیا، کارمن یا اسرائیل کا فرد ہوتا تو پھر کیا ہوتا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یہ تمام ممالک کس طرح اپنی حسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کاش عمران جیسا کوئی ایجنٹ ان کے پاس بھی ہوتا۔ اس لحاظ سے عمران پاکیشیا کا ایسا سرمایہ ہے جس کا کوئی بدل نہیں ہے اس لئے ہمیں اس انداز میں نہیں سوچنا چاہئے کہ عمران کو سیکرٹ سروس سے علیحدہ کر ادیں اور اس کی جگہ خود مشن مکمل کریں بلکہ ہمیں اس انداز میں سوچنا چاہئے کہ عمران اکیلا پورے مشن کا بوجھ اٹھانے کی بجائے ہم سے بھی ساتھ ساتھ کام لے اور نعمانی کی یہ بات بھی درست ہے کہ مشن کے لئے ایک علیحدہ ٹیم تیار ہو گئی ہے حالانکہ ہم میں سے کوئی بھی کسی دوسرے سے صلاحیتوں میں کم نہیں ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تمہاری سب باتیں اپنی جگہ درست ہیں کیپٹن شکیل۔ لیکن عمران کو کس طرح اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ ہم سے بھی کام لے“..... صفدر نے کہا۔

”اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم چیف کو مجبور کر دیں کہ وہ عمران کو بھی اپنے طور پر علیحدہ مشن دے جبکہ ہم علیحدہ بطور ٹیم مس جولیا کی رہنمائی میں کام کریں۔ اس صورت میں ہم کام کر سکتے ہیں ورنہ عمران کی موجودگی میں تو ویسے بھی ہمارے ذہن کام ہی نہیں کرتے اور ہم صرف کٹھ پتلیوں کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر بس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

دوڑتے پھرتے رہ جاتے ہیں"..... تنویر نے کہا۔

"ایسی صورت میں ہم بہت بے عزت ہوں گے کیونکہ عمران نے انتہائی برق رفتاری سے کام کر کے مشن مکمل کر لینا ہے اور ہم ابھی پلاننگ ہی کرتے رہ جائیں گے"..... صفدر نے جواب دیا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ واقعی ہم عمران کی تیزی اور برق رفتاری کا مقابلہ نہیں کر سکتے"..... جویا نے کہا۔

"میری ایک تجویز ہے"..... اچانک صالحہ نے کہا۔

"کیا"..... جویا نے چونک کر پوچھا۔

"عمران کو کسی نہ کسی طرح ہم مجبور کر دیں کہ وہ خود کام کرنے کی بجائے ہم سے کام لے۔ پھر مسئلہ حل ہو سکتا ہے"..... صالحہ نے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران مشن پر کام جان بوجھ کر نہ کرے اور یہ بات تو اس سے ہزار بار ہو چکی ہے لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات ہی نکلتا ہے۔ عمران ہی مشن مکمل کر لیتا ہے اور ہم منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں"..... صفا نے کہا۔

"تو پھر اس کا ایک حل ہے۔ اگر مس جویا چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو جویا کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیا"..... جویا نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے دیکھا ہے کہ عمران ہم میں سے اگر کسی سے دبتا ہے تو

صرف مس جویا سے۔ ورنہ باقی سب کو تو وہ انگلیوں پر نچاتا ہے۔ اگر مس جویا اس پر پابندی لگا دیں کہ اس نے فون پر کہیں سے معلومات حاصل نہیں کرنی، کسی سے معلومات نہیں خریدنی، کسی ساتھی آلہ کو مشن میں استعمال نہیں کرنا تو اس طرح یقیناً وہ اپنے ساتھیوں کو استعمال کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور پھر گلہ ختم ہو جائے گا کہ وہ ساتھیوں سے کام نہیں لیتا۔ لیکن عمران کی طبیعت کو ہم سب جانتے ہیں۔ وہ پارے کی طرح کام کرتا ہے۔ اسے روکنا اور مجبور کرنا بظاہر تو ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن اگر مس جویا چاہیں تو یہ ہو سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ بہترین تجویز ہے لیکن عمران مس جویا کے کہنے پر بھی باز نہیں آئے گا۔ تم اسے طے سمجھو"..... صفدر نے کہا۔

"وہ میری بات کہاں مانتا ہے۔ اس کی فطرت ہے کہ وہ بس اپنی ہی بات منواتا ہے"..... جویا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر کسی طرح چیف کو راضی کر لیا جائے کہ وہ کسی ایک مشن میں بطور تجربہ عمران کو لیڈر نہ بنائے بلکہ مس جویا کو لیڈر بنائے تو تب ایسا ہو سکتا ہے"..... صدیقی نے کہا۔

"بشرطیکہ مس جویا اپنے آپ کو واقعی لیڈر سمجھیں"..... صفدر نے کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ جویا بھی مسکرا دی تھی۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ اب عمران کو لاشعوری طور پر ہم لیڈر سمجھنے

لگ گئے ہیں۔ کوئی بھی مسئلہ ہو ہم بچوں کی طرح اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ وہی کوئی نہ کوئی حل نکالے گا۔ جو یو یا نے کہا تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ اس سے سو فیصد مستفق ہوں اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”صدر بول رہا ہوں“..... صدر نے کہا۔

”ایکسٹو“..... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو صدر نے جلدی سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا

”یس سر“..... صدر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جو یو یا کو رسیور دو“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر نے خاموشی سے رسیور جو یو یا کی طرف بڑھا دیا۔ ایکسٹو کی اس بات پر کسی کو بھی حیرت نہ ہوئی تھی کہ اسے جو یو یا کی یہاں موجودگی کا کیسے علم ہو گیا کیونکہ ظاہر ہے جو یو یا نے فلیٹ سے یہاں آتے ہوئے پیغام ریکارڈ کرادیا ہو گا کہ وہ صدر کے فلیٹ پر جا رہی ہے۔

”جو یو یا بول رہی ہوں باس“..... جو یو یا نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران دارالحکومت سے باہر گیا ہوا ہے۔ ایک اہم مسئلہ سامنے آیا ہے اس لئے تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کی بنا پر صدر کے ساتھ فوری طور پر سرسلطان سے ملو اور پھر سرسلطان سے

معاملے کو سمجھ کر فوری طور پر خود بھی کام کرو اور سیکرٹ سروس کو بھی حرکت میں لے آؤ تا کہ بنیادی معاملے پر کام مکمل ہو سکے۔“ چیف نے کہا۔

”باس۔ کیا معاملے کا علم آپ کو نہیں ہو سکا“..... جو یو یا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف ابتدائی معاملات کا علم ہوا ہے اور ان ابتدائی معاملات کے تحت یورپ کے ایک ملک پالینڈ کے دارالحکومت وارسا میں دفاع کے بارے میں ایک بین الاقوامی سائنسی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں پاکیشیا سے جو وفد گیا ہے اس کی سربراہی پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر شفیق کر رہے تھے کہ اچانک پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس نے ایک اطلاع کی بنیاد پر ایک خالی کوٹھی کے تہہ خانے سے ڈاکٹر شفیق کی لاش برآمد کر لی۔ ڈاکٹر شفیق کو ہلاک ہونے چار روز گزر چکے تھے جبکہ چار روز ہوئے وہ یہاں سے پالینڈ گئے تھے۔ جب پالینڈ میں ڈاکٹر شفیق سے رابطہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر شفیق دو روز سے یہ کہہ کر گئے ہوئے ہیں کہ ان کے یہاں عزیز ہیں اور وہ ان سے ملنے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد نہ ان سے رابطہ ہو سکا اور نہ وہ واپس آئے ہیں۔ ڈاکٹر شفیق کی لاش جس تہہ خانے سے ملی ہے وہاں فرش پر خون سے ایک لفظ سی ٹی لکھا گیا ہے جس پر جب انکوائری کی گئی تو معلوم ہوا کہ سی ٹی دراصل ایک پرزہ ہے جو ڈاکٹر شفیق کی ہی ایجاد ہے۔ پرزہ جدید ترین راڈرز کی کارکردگی بڑھانے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کے کام آتا ہے۔ ڈاکٹر شفیق سی ٹی پر ہی تحقیق کر رہے تھے اور بین الاقوامی سائنسی کانفرنس میں جانے سے پہلے انہوں نے اسے نہ صرف مکمل کر لیا تھا بلکہ اس کے کامیاب تجربات بھی کئے گئے تھے لیکن اب جو تحقیقات کی گئی ہیں اس کے مطابق نہ ہی تیار شدہ سی ٹی مل رہا ہے اور نہ اس کا فارمولا۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی بڑی سازش ہوئی ہے اور ڈاکٹر شفیق سے سی ٹی بھی حاصل کر لیا گیا اور اس کا فارمولا بھی اور مجرم ڈاکٹر شفیق کے روپ میں یہاں سے پالینڈ پیج جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔.....چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ سب کچھ واضح ہو چکا ہے باس تو پھر سرسلطان کے پاس جانے کا کیا فائدہ۔ ہمیں پالینڈ پیج کر ان مجرموں کا کھوج لگانا ہو گا۔.....جولیانے کہا۔

”اتنی جلدی نتائج پر چھلانگ مت لگایا کرو۔ یہ سب باتیں ملٹری انٹیلی جنس نے اپنی انکوائری سے معلوم کی ہیں لیکن وہ یہ معلوم نہیں کر سکے کہ یہ کس ملک کا اور کس تنظیم کا کام ہے۔ پالینڈ میں صرف سائنسی کانفرنس ہو رہی ہے۔ ضروری نہیں کہ پالینڈ اس میں ملوث ہو۔ تم نے معلوم کرنا ہے کہ یہ کس ملک اور کس تنظیم کا کام ہے۔ جب تک یہ بنیادی معلومات نہ مل جائیں اس وقت تک پالینڈ جا کر تم کیا کرو گی۔ جو مجرم اس قدر ہوشیاری سے کام کر رہے ہیں وہ وہاں پالینڈ میں اپنا نشان تو نہ چھوڑ گئے ہوں گے اور سرسلطان کو میں نے

حکم دیا ہے کہ وہ پالینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانے سے ڈاکٹر شفیق کی وہاں کی کارگزاری اور رہائش کے بارے میں رپورٹس طلب کریں۔.....چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ ٹھیک ہے باس۔.....جولیانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے فوری طور پر تمام تحقیقات کر کے مجھے رپورٹ دینی ہے۔.....دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیانے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ہم یہ تحقیقات کیسے کریں گے کہ یہ کارروائی کس ملک نے اور کس تنظیم نے کی ہے۔.....جولیانے کہا۔

”مس جولیا۔ ابھی جو باتیں ہمارے درمیان ہو رہی تھیں شاید قدرت نے انہیں سن کر ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم عمران کی عدم موجودگی میں اپنے آپ کو منوا سکیں۔ آپ اپنے آپ کو عمران کی جگہ رکھ کر کام کریں اور ہمیں بھی ساتھ شامل کریں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم جلد ہی بنیادی کام مکمل کر لیں گے۔.....صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ صفر ہم دونوں فوری طور پر سرسلطان سے مل لیں اور آپ لوگ اپنے اپنے فلیٹ تک محدود رہیں۔ کسی بھی لمحے کسی کو کال کیا جاسکتا ہے۔.....جولیانے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیریر بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے سامنے رکھی ہوئی فائل سے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ چہرے مہرے سے وہ کوئی کھلنڈرا اور لاابالی سانوجوان نظر آتا تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی کپڑے اور جدید تراش خراش کا سوٹ تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ سر پر موجود سنہرے رنگ کے بال بھی جدید تراش خراش کے حامل تھے۔

”آؤ بامین۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا“..... ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے رکھی ہوئی فائل بند کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھ کر دراز بند کر دی۔ نوجوان جسے بامین کے نام

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

سے پکارا گیا تھا مسکراتا ہوا میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔
”حکم باس“..... بامین نے کہا۔

”سیکشن ہیڈ کو ارٹھر نے تمہاری کارکردگی کی بے حد تعریف کی ہے بامین اور مجھے بھی حقیقت ہے کہ تم پر فخر ہے۔ تم جیسا باصلاحیت نوجوان واقعی میرے سیکشن کے لئے انتہائی قیمتی سرمایہ ہے۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”بے حد شکریہ باس۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے بہت بڑا ایوارڈ ہیں اور میں ہیڈ کو ارٹھر کا بھی مشکور ہوں کہ اس نے میری حوصلہ افزائی کی ہے“..... بامین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے جس بے داغ انداز میں پاکیشیا میں سی ٹی مشن مکمل کیا ہے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کو تمہارا یہ انداز بے حد پسند آیا ہے۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کسی طرح بھی پاکیشیا مشن مکمل کرنے پر رضامند نہیں ہو رہا تھا لیکن سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کے تحت راڈار لیبارٹری کو اس سی ٹی اور اس کے فارمولے کی انتہائی اشد ضرورت تھی اور سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کو بھی اس کا احساس تھا لیکن وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے ہچکچا رہا تھا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی میں مشن کی تکمیل تقریباً ناممکن سمجھی جاتی تھی۔ لیکن میرے بے پناہ اصرار پر آخر کار سیکشن ہیڈ کو ارٹھر اس شرط کے ساتھ اس مشن کی اجازت دینے پر رضامند ہوا کہ اگر یہ مشن ناکام ہو گیا تو پھر میرے

سیکشن کو مکمل طور پر کلوز کر دیا جائے گا اور تم کلوز کرنے کا مطلب سمجھتے ہو۔ مطلب ہے کہ میں، تم اور سیکشن کے تمام لوگوں کے ڈیٹھ آرڈرز جاری کر دیئے جائیں گے۔ لیکن مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا اس لئے میں نے یہ بھیانک شرط قبول کر لی اور مجھے خوشی ہے کہ تم میرے اعتماد پر پورے اترے ہو۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

”آپ نے واقعی میری خاطر بہت بڑا رسک لیا تھا۔ میں اس کے لئے آپ کا ذاتی طور پر ممنون ہوں۔“ بائین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کی طرف سے ایک اور حکم آیا ہے اور اسی بنا پر میں نے تمہیں کال کیا ہے۔“ ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو بائین بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا کوئی نیا مشن ہے باس۔“ بائین نے کہا۔

”نہیں۔ بلکہ تمہارے مشن کا بقیہ حصہ سمجھو۔“ باس نے کہا تو بائین کے چہرے پر اہتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”بقیہ حصہ۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی کام رہ گیا ہے۔“ بائین نے کہا۔

”نہیں۔ سی ٹی اور اس کا فارمولا تو مکمل حالت میں مل گیا ہے لیکن سیکشن ہیڈ کو ارٹھر نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا میں ڈاکٹر شفیق جس کے روپ میں تم نے یہ سب کچھ کیا ہے اس کی لاش ملٹری انٹیلی جنس کو مل گئی ہے اور حکومت پاکیشیا نے پالینڈ میں

تصدیق کی تو ڈاکٹر شفیق غائب ہے۔“ باس نے کہا۔

”وہ تو ظاہر ہے ہونی تھی باس۔ اب میں ڈاکٹر شفیق کے روپ میں یہ سائنسی کانفرنس تو اسٹنڈ نہ کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کے روپ میں واپس جاسکتا تھا۔ ویسے ڈاکٹر شفیق کو میں نے ایک طویل عرصہ سے خالی کوٹھی کے تہہ خانے میں پھینک دیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ جب تک اس کی بو دور دور تک نہ پھیلے گی اس وقت تک اس کا پتہ نہ چل سکے گا اور جب تک اس کا پتہ چلے گا اس وقت تک لاش ناقابل شناخت ہو چکی ہو گی اس طرح یہ کیس ڈاکٹر شفیق کی گمشدگی قرار دے دیا جائے گا اور حکومت پاکیشیا بس ڈاکٹر شفیق کو ہی تلاش کرتی رہ جائے گی لیکن اب بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے کیونکہ کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں دراصل کون ہوں۔ کہاں چلا گیا ہوں۔ میرا تعلق کس تنظیم سے ہے اور میں کہاں رہتا ہوں۔ وہ زیادہ سے زیادہ پالینڈ میں اسے تلاش کرتے رہیں گے۔ کرتے رہیں۔ اس سے کیا فرق پڑ جائے گا۔“ بائین نے کہا۔

”اس کیس کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اطلاع دی جا چکی ہے اور سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کے خیال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اب سی ٹی اور اس کے فارمولے کی تلاش میں ہم تک پہنچ سکتی ہے اس لئے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کا حکم ہے کہ تم اس وقت تک انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ جب تک وہ لوگ تھک ہار کر واپس نہ چلے جائیں۔“ باس نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ وہ کیسے مجھے تلاش کر سکتے ہیں۔ ہم لوگ پالینڈ میں تو موجود نہیں ہیں اور نہ ہمارا وہاں کسی سے رابطہ ہے اور نہ وہ میرے بارے میں یا میری اصلیت کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے باس کہ اگر وہ بفرض محال یہاں پہنچ بھی جاتے ہیں اور میرا یا آپ کا یا ہمارے سیکشن کا سراغ لگا بھی لیتے ہیں تو کیا ہم اس قدر نکلے ہیں کہ ان کا مقابلہ بھی نہ کر سکیں گے۔“

بامین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران سے بلیک تھنڈر کا کئی بار ٹکراؤ ہو چکا ہے۔“ باس نے کہا۔

”بلیک تھنڈر کا ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا ہیڈ کوارٹر اس سے ٹکرا چکا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“..... بامین نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تو کسی کو علم نہیں ہے۔ ہمیں بھی نہیں اور کسی مین سیکشن کو بھی نہیں۔ ہمارا سیکشن تو پھر بھی سب سیکشن ہے لیکن بلیک تھنڈر کے کئی سپر ایجنٹس اس عمران سے ٹکرا کر ناکام ہو چکے ہیں۔ ٹرومین جیسا سپر ایجنٹ تو تنظیم سے باغی بھی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ ہومر، ٹامور، کابین، کلٹن، جو بیٹر، برکے حتیٰ کہ گولڈن ایجنٹ مس بوبی اور مین ٹاور سیکشن کا بی کاک حتیٰ کہ سپریم ایجنٹ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کے مقابلے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میں ناکام رہے ہیں اور اسی بنا پر ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ علی عمران کو ہلاک نہیں کیا جائے گا تا کہ جب بلیک تھنڈر کی حکومت فعال ہو تو اس علی عمران کی صلاحیتوں سے بلیک تھنڈر فائدہ اٹھا سکے اب سیکشن ہیڈ کوارٹر کو یہ خطرہ ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے سیکشن اور خاص طور پر تم تک نہ پہنچ جائے اور تمہارے بعد وہ سی ٹی کے لئے سیکشن ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکتا ہے اور سیکشن ہیڈ کوارٹر سے وہ اس راڈار لیبارٹری تک۔ سیکشن ہیڈ کوارٹر اور اس راڈار لیبارٹری کی اہمیت ظاہر ہے ہم سے زیادہ ہے اس لئے ان کے لئے تو یہ بات آسان ہو جاتی ہے کہ وہ ہمارے سب سیکشن کو ہی کلوز کر دیں لیکن سیکشن ہیڈ کوارٹر ہمارے سیکشن اور خاص طور پر تمہاری بے حد قدر کرتا ہے اس لئے وہ ہم سب کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے اس نے تمہارے انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دیا ہے۔“..... باس نے کہا۔

”باس۔ ہیڈ کوارٹر تو جو کچھ کہتا ہے ٹھیک ہے لیکن آپ تو مجھے بھی اور ہمارے سیکشن کے سیٹ اپ کو بھی سمجھتے ہیں۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارا سراغ لگا لے گی یا ہمارے ذریعے سیکشن ہیڈ کوارٹر یا لیبارٹری کا سراغ لگا سکے گی۔“ بامین نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ ایسا ممکن نہیں ہے لیکن اگر انہوں نے ہمارا سراغ لگا لیا تو پھر کیا ہوگا۔“..... باس نے کہا۔

”تب ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور کیا ہو گا“..... بامین نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

”لیکن علی عمران کو تو ہیڈ کوارٹر نے سیف لسٹ میں رکھا ہوا ہے۔ اسے تو ہلاک نہیں کیا جاسکتا“..... باس نے کہا۔

”چاہے وہ ہمارے سب سیکشن کے ساتھ ساتھ سیکشن ہیڈ کوارٹر اور راڈار لیبارٹری کو بھی ختم کر دے“..... بامین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ ہمیں چھپنے کی بجائے ان کا مقابلہ کرنا چاہیے“..... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ کسی صورت ہم تک پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر بفرض محال پہنچ بھی جائیں گے تو یہ بلیک تھنڈر کی اور ہماری توہین ہے کہ ہم ان سے مقابلہ کرنے کی بجائے بزدلوں کی طرح بلوں میں چھپ جائیں۔ آپ ہیڈ کوارٹر سے بات کریں ورنہ میں انڈر گراؤنڈ ہونے کی بجائے خود کشی کرنے کو ترجیح دوں گا۔ یہ میری برداشت سے باہر ہے کہ میں کسی سے مقابلہ کرنے کی بجائے چھپ کر بیٹھ جاؤں“..... بامین نے انتہائی پراعتماد لہجے میں کہا۔

”ہو نہہ۔ ٹھیک ہے۔ مجھے پہلے ہی اس بات کا احساس تھا اس لئے میں نے سیکشن ہیڈ کوارٹر کو خصوصی درخواست کی اور تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر میری بات کا بے حد احترام کرتا ہے اور وہ مجھ پر سب سے زیادہ بھروسہ کرتا ہے اس لئے میری خصوصی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

درخواست پر سیکشن ہیڈ کوارٹر نے ایک بار پھر اس شرط پر میری بات مان لی کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہم تک پہنچ جائے تو ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن اگر انہوں نے ہم میں سے کسی پر قابو پایا تو پھر ہمارا پورا سیکشن فوری طور پر کلوز کر دیا جائے گا اور ہمیں یہ بھی اجازت دے دی گئی ہے کہ اگر عمران ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو سکتا ہے تو ہم اسے بھی ہلاک کر سکتے ہیں لیکن ناکامی کی صورت میں پورے سب سیکشن کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا اور میں نے تمہاری وجہ سے سیکشن ہیڈ کوارٹر کی یہ شرط منظور کر لی ہے“..... باس نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ اول تو وہ ہم تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ انہیں خیال ہی نہیں آسکتا کہ یہ کارروائی فنانسنگ والوں نے کی ہے۔ وہ تو پالینڈ میں گھومتے رہیں گے اور اگر یہاں پہنچ بھی گئے تو پھر ان کی موت یقینی سمجھیں“..... بامین نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کا خاتمہ کر دو تو پھر میری طرف سے گارنٹی سمجھو کہ تم سب سیکشن کی بجائے سیکشن ہیڈ کوارٹر کے سپر لیجنٹ بنا دیئے جاؤ گے“..... باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں آج سے ہی اپنے سیکشن کی ڈیوٹی لگا دیتا ہوں۔ اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو پھر ان کی لاشیں آپ کے سامنے پڑی ہوں گی“..... بامین نے کہا۔

”او کے۔ ٹھیک ہے جاؤ۔ اب ہم سب کی زندگیاں تمہاری کارکردگی پر منحصر ہیں۔“..... باس نے کہا تو بامین اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
 ”باس۔ میں آپ کے اعتماد پر ہر صورت میں پورا اتروں گا۔“
 بامین نے اتہائی پر اعتماد لے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”بیٹھو“..... عمران نے سلام دعا کے بعد مسکراتے ہوئے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
 ”اس بار تو آپ نے کافی دن لگا دیئے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”جب سے ثریا کی شادی ہوئی ہے۔ میں اس کے سسرال پہلی بار گیا تھا اور پھر اماں بی کی وہ اکلوتی بیٹی ہے اس لئے اماں بی وہاں رہ پڑیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے چھٹی مل جائے لیکن اماں بی نے میری ایک نہ سنی۔ پھر ثریا نے بھی ضد پکڑ لی اس لئے مجبوراً مجھے وہاں اتنے دن رہنا پڑا۔ تم سناؤ۔ میری عدم موجودگی میں تمہاری دانش قائم رہی ہے یا نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کی عدم موجودگی میں اس قدر زبردست انقلابات آئے ہیں کہ شاید آپ اس کا تصور بھی نہ کر سکیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”انقلابات۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے مجھے یلینک چیک دینے کا فیصلہ کر لیا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”آپ یلینک چیک کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کا چیک ہی سرے سے غائب ہو رہا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا میری عدم موجودگی میں تم نے کسی مصنف سے سسپنس پیدا کرنا سیکھ لیا ہے جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں انتہائی کمزور اعصاب کا مالک ہوں اور سسپنس مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا اور پھر سسپنس بھی چیک کے بارے میں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”میں نے نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آپ کا چیک غائب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ اسی لئے بے چارے قدیم دور کے بادشاہ اپنے تخت نہیں چھوڑتے تھے کہ ان کی عدم موجودگی میں کہیں بغاوت نہ ہو جائے۔“ عمران نے کہا۔

”میں آپ کے لئے چائے لے آؤں“..... بلیک زیرو نے اٹھتے

ہوئے کہا۔

”ارے چھوڑو چائے کو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ میرا چیک کیسے غائب ہو رہا ہے“..... عمران نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آپ کے بارے میں ایک متفقہ فیصلہ کیا ہے اور ساتھ ہی مجھے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ اگر ان کی شرائط پر عمل نہ کیا گیا تو پوری سیکرٹ سروس استعفیٰ دے دی گی۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ اس کا فیصلہ آپ کریں گے۔ وہ آپ کو منالیں اور اب وہ سب آپ کا انتہائی شدت سے انتظار کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ جلدی بتاؤ ورنہ میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”فی الحال ایک اہم کیس سامنے آیا ہے۔ اس بارے میں سن لیں۔ باقی بات پھر ہو گی“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی پھیلتی چلی گئی۔

”اہم کیس۔ کون سا“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اسے ڈاکٹر شفیق کے بارے میں تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ پھر کیا ہوا“..... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس بار انتہائی تیز رفتاری سے کام کیا ہے اور انہوں نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق سی ٹی اور اس کا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فارمولا بلیک تھنڈر نے حاصل کیا ہے..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا

”بلیک تھنڈر نے۔ کیسے معلوم ہوا..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر شفیق کی لاش جس کو ٹھی کے تہہ خانے سے ملی ہے اس کو ٹھی کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لی گئی تو وہاں سے تو کچھ نہ مل سکا البتہ فون میں موجود میموری کو جب چیک کیا گیا تو ایک کال ایسی سامنے آگئی جس میں بلیک تھنڈر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا ٹیپ بھی حاصل کر لیا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو یہ ٹیپ سنواؤں..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں سنواؤ..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھولی اور ایک جدید ساخت کا ریکارڈر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔ شاید اس نے پہلے سے ہی سب تیاری کر رکھی تھی۔

”ہیلو۔ بامین بول رہا ہوں پاکیشیا سے..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے بولنے والا نوجوان آدمی لگتا تھا۔

”یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں اپنے نام سے کال کی ہے تم نے..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ادھیڑ عمر آدمی ہے۔

”باس۔ سی ٹی کا جو خاکہ سیکشن ہیڈ کو ارٹری کی طرف سے مجھے مہیا کیا گیا ہے وہ ڈاکٹر شفیق سے ملنے والے سی ٹی سے مختلف ہے۔ سیکشن

ہیڈ کو ارٹری کے دیئے ہوئے خاکے کے مطابق سی ٹی جو کور ہونا چاہئے اور اس کا وزن ایک ریموٹ کنٹرول جتنا ہونا چاہئے جبکہ جو سی ٹی ڈاکٹر شفیق سے ملا ہے وہ مستطیل شکل کا ہے اور اس کا وزن سیکشن ہیڈ کو ارٹری کے دیئے ہوئے وزن سے تقریباً دس گنا زیادہ ہے۔ آپ سیکشن ہیڈ کو ارٹری سے معلوم کریں تاکہ ایسا نہ ہو کہ میں جسے سی ٹی سمجھ کر لے آؤں وہ سی ٹی نہ ہو اور پھر ہیڈ کو ارٹری مجھے سزا دے دے..... بامین نے کہا۔

”لیکن سیکشن ہیڈ کو ارٹری نے جو خاکہ ہم تک پہنچایا تھا اور جو میں نے تمہیں دیا تھا یہ بلیک تھنڈر کے مین ہیڈ کو ارٹری کی طرف سے راڈار لیبارٹری کے سائنس دانوں کے ذریعے تیار کرایا گیا ہے کیونکہ سی ٹی کے بارے میں اطلاع بھی مین ہیڈ کو ارٹری کو ہی ملی تھی۔ اسی اطلاع پر راڈار لیبارٹری سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اس فارمولے کو مستقبل کی ایجاد قرار دیا اور پھر اسے حاصل کرنے کا حکم سیکشن ہیڈ کو ارٹری کو دیا گیا اور سیکشن ہیڈ کو ارٹری نے مجھے یہ خاکہ بھجوا دیا اس لئے تم اس تفصیل کے چکر میں نہ پڑو اور جو آلہ ڈاکٹر شفیق سے ملے وہ لے آؤ۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا بھی سہی تو لیبارٹری کے سائنس دان خود اسے ایڈجسٹ کر لیں گے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس باس..... بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی تو بلیک زیرو نے ریکارڈر آف کر دیا۔

”مطلب ہے کہ یہ بامین بلیک تھنڈر کے کسی سیکشن ہیڈ کو ارٹری

کے سب سیکشن کا ایجنٹ ہے اور وہ ڈاکٹر شفیق سے نہ صرف سی ٹی کا تیارہ شدہ آلہ بلکہ اس کا فارمولا بھی لے اڑا ہے اور خود وہ ڈاکٹر شفیق کے میک اپ میں پالینڈ چلا گیا اور پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔ لیکن تم تو میرا چیک غائب ہونے کی بات کر رہے تھے جبکہ اس گفتگو سے تو میرے لئے ایک بڑے چیک کا سکوپ بن گیا ہے اور میری خشک امیدوں پر پانی کی پھوار بلکہ بارش شروع ہو گئی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متفقہ فیصلے سے آگاہ کیا جا سکتا ہے اور اس فیصلے کے مطابق یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کے بغیر مکمل کرے گی اور اگر آپ نے شامل ہونا ہے تو پھر آپ بطور ممبر شامل ہو سکتے ہیں، بطور لیڈر نہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ چیک تو بہر حال ملے گا۔ مجھے بھی لیڈر بننے کا کوئی شوق نہیں ہے کیونکہ بطور لیڈر مجھے کون سا بڑا چیک ملتا ہے۔ وہی دو ٹکے کی نوکری ہے بطور ممبر کر لیں گے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ اصول کے تحت جو چیک آپ کو ملتا ہے وہ واقعی لیڈر ہونے کی وجہ سے ملتا ہے۔ بطور ممبر آپ کو اس سے نصف ملے گا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ تو ظلم ہے۔ نا انصافی ہے کہ باقی ممبران تو

بڑی بڑی تنخواہیں اور الاؤنس لیں اور میں بطور ممبر جو چھوٹا سا چیک پہلے ملتا تھا اس سے بھی نصف لوں۔ نہیں۔ یہ انتہائی ظلم ہے۔ یہ مجھے بھوکا مارنے کی سازش ہے۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اس کا متبادل بھی ہے یعنی آپ کو لیڈر بنایا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے چند شرائط ہوں گی جن کے آپ پابند رہیں گے اور ان شرائط کے تحت آپ نہ ہی معلومات خریدیں گے، نہ سائنسی مشینری یا حربہ استعمال کریں گے اور خالصتاً سیکرٹ ایجنٹوں کے انداز میں سارا کام خود کریں گے یا سیکرٹ سروس سے کرائیں گے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ سب تفصیلات انہوں نے تمہیں بتائی کیسے ہیں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ ساری باتیں جو لیانے کی ہیں اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی ہے کہ اگر ان باتوں پر عمل نہ ہو تو پوری سیکرٹ سروس مجموعی طور پر استعفیٰ دے دی گی اور اگر چیف انہیں موت کی سزا دیتا ہے تو انہیں یہ بھی قبول ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”حیرت ہے۔ میری دوروز کی عدم موجودگی میں دنیا کیا سے کیا ہو گئی ہے۔ لیکن تم نے بہر حال اس کی وجہ تو پوچھی ہو گی“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اسے صرف اتنا جواب دیا ہے کہ عمران کا کوئی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ اگر اسے ہائر کیا جاتا ہے تو پاکیشیا کے اجتماعی مفاد کے لئے ہائر کیا جاتا ہے جس کا باقاعدہ اسے معاوضہ دیا جاتا ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے بغیر کام کرنے کے لئے تیار ہے تو اسے ہائر ہی نہیں کیا جائے گا لیکن مشن کی کامیابی بہر حال مجھے چاہئے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”پھر جو لیا نے کیا کہا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”وہ اس پر تیار ہو گئی“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
”کیا مطلب۔ کیا واقعی۔ کیا وہ میرے بغیر مشن مکمل کرنا چاہتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس نے کہا کہ وہ خود فیصلہ کریں گے کہ عمران کی خدمات حاصل کی جائیں یا نہ کی جائیں اور اگر کی جائیں تو وہ خود عمران سے مذاکرات کریں گے اور خود ہی اپنی تنخواہوں میں سے اسے معاوضہ بھی دیں گے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ پھر تو واقعی فیصلہ میرے حق میں ہو گیا۔ تم تو کنجوس ہو۔ لیکن سیکرٹ سروس کے ممبران کنجوس نہیں ہیں۔ اب تو لطف آئے گا معاوضہ وصول کرنے کا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”انتظار کس بات کا۔ تم نے انہیں مشن مکمل کرنے کے لئے نہیں کہا“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ پہلے میں اس بات کی انکوائری کراؤں گا کہ اس سی ٹی آلے اور اس کے فارمولے کی کیا اتنی اہمیت ہے کہ اس کی واپسی پر کام کیا جائے اور پھر میں آرڈر دوں گا اور میں نے سرسلطان کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس بارے میں معلوم کر کے مجھے بتائیں لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن جو فارمولا بلیک تھنڈر کے لئے اہمیت رکھتا ہے وہ لازماً انتہائی انقلابی اور کامیاب ایجاد ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”مجھے آپ کا انتظار تھا کیونکہ مسئلہ بلیک تھنڈر کا سامنے آیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جذباتی انداز میں کام کر کے ختم ہو جائے“..... بلیک زیرو نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”یہ تمہاری بھول ہے بلیک زیرو۔ سیکرٹ سروس کے ممبران واقعی میری وجہ سے کھل کر کام نہیں کر سکتے ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہر ممبر بلیک تھنڈر کی پوری تنظیم پر بھاری ہے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اسی لئے تو وہ یہ پابندیاں لگا رہے ہیں تاکہ ان کو کھل کر کام کرنے کا موقع مل سکے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس مشن پر میں کام

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نہیں کرتا۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حکم دے دو کہ وہ اس مشن پر کام کرے۔..... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ آپ کے بغیر کم از کم میں ٹیم کو بلیک تھنڈر کے مقابلے پر نہیں بھیج سکتا۔ آپ چاہیں تو خود بے شک حکم دے دیں۔..... بلیک زیرو نے دو ٹوک لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ۔..... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹن۔ سرسلطان سے بات کرائیں۔..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔..... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سلطان بول رہا ہوں سر۔..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سرسلطان۔ کیا آپ نے معلوم کر لیا ہے کہ سی ٹی اور اس کا فارمولا پاکیشیا کے لئے کوئی اہمیت رکھتا ہے یا نہیں تاکہ میں اس بات کا فیصلہ کر سکوں کہ اسے واپس لینے کا مشن بنایا جائے یا نہیں۔..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں نے اس بارے میں اپنے طور پر صدر مملکت سے درخواست کی تھی۔ انہوں نے اس بارے میں ایک فائل مجھے بھجوانے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کا حکم دے دیا ہے۔ وہ فائل میرے پاس پہنچنے والی ہے۔ میں وہ فائل آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔..... سرسلطان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”وہ فائل عمران کے فلیٹ پر بھجوا دیں۔ مجھ تک پہنچ جائے گی۔..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ میں عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان کا آدمی تمہیں ایک فائل دے جائے گا۔ تم نے اسے فوراً دانش منزل پہنچانا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔..... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے جو لیا سے بات نہیں کی۔..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا جو لیا اور اس کے ساتھیوں سے کیا تعلق۔ وہ تمہارے ماتحت ہیں میرے نہیں اس لئے تم جانو اور وہ۔..... عمران نے کہا۔

”میں آپ کے لئے چائے لے آتا ہوں۔..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"لیکن چائے میں نمک نہیں ہوتا"..... عمران نے کہا لیکن بلیک زیرو مسکراتا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے وہ جانتا تھا کہ ایکسٹو کون ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کس کی ماتحت ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ تیز سہی کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے چونک کر میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سیل بند لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ظاہر ہے وہی فائل تھی جو سرسلطان کی طرف سے بھیجی گئی تھی اور سلیمان اسے دانش منزل کے مخصوص باکس میں ڈال گیا تھا اور خود کار سسٹم کے تحت یہ میز کی سب سے نچلی دراز میں پہنچ گئی تھی۔ عمران نے سیلوں کو توڑا اور پھر اس نے فائل لفافے سے نکال کر کھولی اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل میں آٹھ صفحات تھے۔ عمران خاموش بیٹھا فائل پڑھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور فائل بند کر کے میز پر رکھی اور ٹیلی فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"..... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میں نے سی ٹی فارمولے کے بارے میں انکوائری کرا لی ہے۔ یہ فارمولا پاکیشیا کے دفاع کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اسے

بلیک تھنڈر سے ہر صورت میں واپس لانا ہے اور چونکہ یہ فارمولا بلیک تھنڈر کی تحویل میں ہے اس لئے مشن میں عمران کی شمولیت کو میں ضروری سمجھتا ہوں لیکن مجھے یہ بھی احساس ہے کہ واقعی عمران کی وجہ سے تمہاری صلاحیتوں کو آہستہ آہستہ زنگ لگتا جا رہا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بار اس مشن پر جانے والی ٹیم کی لیڈر تم ہو گی جبکہ عمران تمہارے ساتھ بطور ممبر شریک ہو گا اور وہ تمہارے احکامات کی پوری طرح پابندی کرے گا ورنہ اسے وہی سزا دی جائے گی جو لیڈر کا حکم نہ ماننے پر ممبر کو دی جاتی ہے۔ ٹیم کا انتخاب بھی تم خود کرو گی۔ مجھے بہر حال یہ فارمولا چاہئے چاہے بلیک تھنڈر کے مین ہیڈ کو ارٹر کو کیوں نہ تباہ کرنا پڑے"..... عمران نے مخصوص اور تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو سلیمان کو یہاں چھوڑ کر میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ اس بار مقابلہ بلیک تھنڈر سے ہے اس لئے نجانے کتنا عرصہ لگ جائے اور اس دوران کوئی بھی مجرم تنظیم یہاں واردات کرنے آسکتی ہے یا کوئی اور مشن سامنے آسکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اگر جولیا پوری ٹیم کو ساتھ لے گئی تو پھر"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ جولیا اپنے ساتھ کس کس کو لے جائے گی اس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

لئے بے فکر ہو..... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں فلیٹ پر جا رہا ہوں تاکہ سلیمان کو بتا سکوں کہ بدبختی کی سیاہی مزید گہری ہو گئی ہے اب وہ اونٹ کے منہ میں زیرے والے چٹیک کی بجائے اونٹ کے منہ میں زیرو اور وہ بھی بلیک کا وقت آگیا ہے“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا اور عمران مسکراتا ہوا تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

جولیا اپنے فلیٹ میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے کہ اچانک کال بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا اٹھی اور تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

”کون ہے“..... جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔

”صفدر سعید“..... باہر سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو جولیا نے چٹخنی ہٹا کر دروازہ کھول دیا اور خود واپس مڑ گئی۔ صفدر اس کے پیچھے سنگ روم میں آگیا۔

”تم بیٹھو۔ میں چائے لے آتی ہوں“..... جولیا نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس نے ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔

”کیا بات ہے مس جولیا۔ آپ کچھ پریشان اور متفکر دکھائی دے

رہی ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے..... صفدر نے اپنے سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں فون کر کے بلایا ہے۔“ جولیا نے کہا تو صفدر کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا ہوا ہے.....“ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”چیف نے سی ٹی مشن مکمل کرنے کا حکم دے دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ لیڈر عمران کی بجائے میں ہوں گی اور عمران بطور ممبر ساتھ جائے گا اور میرے احکامات کی پابندی کرے گا اور اگر نہیں کرے گا تو اسے وہی سزا دی جائے گی جو لیڈر کے احکامات کی پابندی نہ کرنے والے ممبر کو دی جاتی ہے.....“ جولیا نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے بلکہ یہ تو خوشخبری ہے کہ چیف نے ہمارے مطالبات مان لئے ہیں.....“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نہیں سمجھ رہے کہ ہم جذباتی طور پر کیا کر بیٹھے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ عمران اول تو بطور ممبر ساتھ جانے سے ہی صاف انکار کر دے گا اور اگر گیا بھی ہی تو چیف کے حکم کی وجہ سے جائے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر وہ ساتھ بھی گیا تو اپنی فطرت کے مطابق اس نے میرے احکامات کی پابندی نہیں کرنی اور چیف نے اسے سزا دینے سے باز نہیں رہنا اس لئے اب تم ہی بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔“ جولیا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”مطلب ہے کہ آپ کو اپنی صلاحیتوں پر اعتماد نہیں ہے۔“ صفدر

نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

”یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کب یہ بات کی ہے.....“ جولیا نے

حیران ہو کر کہا۔

”تو پھر اس پریشانی کا کیا جواز ہے۔ آپ ڈپٹی چیف ہیں۔ عمران

بھی آپ کی صلاحیتوں کی تعریف کرتا ہے اور ہم سب بھی جانتے ہیں کہ

اپ میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں اس لئے بلیک تھنڈر کے خلاف آپ

واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہت اچھے انداز میں لیڈ کر کے مشن

مکمل کر سکتی ہیں۔ جہاں تک عمران کے تعاون نہ کرنے کا تعلق ہے

تو نہ کرے۔ چیف کو آپ نے رپورٹ دینی ہے۔ آپ اس کے عدم

تعاون کی رپورٹ نہ دیں تو اسے سزا بھی نہیں ملے گی.....“ صفدر

نے کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور اس کے چہرے پر موجود

پریشانی کے تاثرات یکھت غائب ہو گئے۔

”بہت شکریہ صفدر۔ تم نے مجھے ایک بڑی الجھن سے نکال دیا

ہے۔ اے کے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں عمران کو یہ دھمکی دے کر ہی

سیدھا رکھوں گی کہ میں اس کے عدم تعاون کی چیف کو رپورٹ دوں

گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ سیدھا رہے گا۔ چیف نے مجھے ٹیم کے

انتخاب کا بھی اختیار دیا ہے۔ تم بتاؤ کہ اس خوفناک مشن کے لئے

کس کس کو ساتھ لے جاؤں.....“ جولیا نے کہا۔

آپ کس انداز میں یہ مشن مکمل کرنا چاہتی ہیں..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جویا بے اختیار چونک پڑی۔

”کس انداز میں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات۔“

جویا نے چونک کر کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

ایک انداز تو وہ ہو سکتا ہے جس کا قائل تنویر ہے اور دوسرا انداز وہ ہو سکتا ہے جس کا قائل عمران ہے۔ آپ جس انداز کو اختیار کرنا چاہتی ہیں ویسے ہی ممبرز ٹیم میں شامل کر لیں..... صفدر نے کہا تو جویا بے اختیار ہنس پڑی۔

”میں اپنے انداز میں کام کرنا چاہتی ہوں.....“ جویا نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

”میں سمجھ گیا۔ تو پھر آپ مس صالحہ، تنویر اور خاور کو ساتھ لے لیں.....“ صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے درست مشورہ دیا ہے لیکن میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کروں گی۔ صالحہ، تم، کیپٹن شکیل، تنویر اور خاور۔ تم لوگ میرے ساتھ جاؤ گے.....“ جویا نے کہا۔

”اور عمران.....“ صفدر نے کہا۔

عمران سے بات کرتی ہوں۔ اگر وہ آسانی سے رضامند ہو گیا تو ٹھیک ورنہ نہیں.....“ جویا نے بڑے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ جویا نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”تنویر بول رہا ہوں.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی تو جویا نے اسے فلیٹ پر آنے کا کہا اور کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس طرح اس نے باری باری کیپٹن شکیل، صالحہ اور خاور کو بھی اپنے فلیٹ پر آنے کے لئے کہا۔

”اب میں عمران سے بات کرتی ہوں.....“ جویا نے کہا۔

”ایک منٹ مس جویا.....“ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو.....“ جویا نے کہا۔

”مس جویا۔ ہم نے مشن مکمل کرنے کہاں جانا ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”پالینڈ جانا ہے جہاں ڈاکٹر شفیق غائب ہوا ہے اور کہاں جانا ہے.....“ جویا نے کہا۔

”لازمًا چیف نے پالینڈ میں اپنے فارن ایجنٹ کے ذمے معاملات کو ٹریس کرنے کا کام لگایا ہو گا اس لئے بہتر ہے کہ آپ چیف سے بات کر لیں.....“ صفدر نے کہا۔

”پہلے عمران سے تو بات ہو جائے۔ پھر چیف سے بھی کر لوں گی۔ اسے میں نے ممبرز کے نام بھی تو بتائے ہیں.....“ جویا نے کہا تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لیا۔

”ٹھیک ہے.....“ صفدر نے کہا تو جویا نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود فی الحال بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”جو تم نے مجھ سے لیا ہے وہ میں نے معاف کر دیا اور میں نے تو تم سے کچھ لیا ہی نہیں سوائے جھڑکیوں کے اس لئے تم سے معاف کرنے کا کہنے کی مجھے ضرورت ہی نہیں“..... دوسری طرف سے عمران نے اسی طرح چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے تم سے کیا لیا ہے“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”دل۔ وہ دل جسے پتھر کہتی ہے یہ بے دل دنیا“..... عمران نے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ یکفخت تہمتا اٹھا۔ صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”سنو۔ میری سرکردگی میں چیف نے بلیک تھنڈر کے خلاف مشن مکمل کرنے کا آرڈر دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم بطور ممبر ساتھ جاؤ گے اس لئے تم فوراً میرے فلیٹ پر پہنچ جاؤ۔ ابھی اسی وقت“..... جولیا نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد باری باری کال کئے گئے سارے ساتھی فلیٹ پر پہنچ گئے اور جب جولیا نے انہیں بتایا کہ اس نے انہیں کیوں کال کیا ہے تو ان سب کے چہرے بے اختیار جگمگا اٹھے۔

”ویری گڈ۔ اب لطف آئے گا مشن مکمل کرنے کا“..... تنویر نے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف سے بات کر لو مس جولیا تاکہ ہم پلاننگ بنا سکیں۔ بلیک تھنڈر کوئی عام سی تنظیم نہیں ہے۔ وہ انتہائی با وسائل اور انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرنے والی خوفناک تنظیم ہے اور ہمیں بہت سوچ سمجھ کر اس کے خلاف کام کرنا ہوگا“..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... جولیا نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں باس۔ میں نے ٹیم کا انتخاب کر لیا ہے۔ میرے ساتھ صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور خاور اس ٹیم میں شامل ہوں گے۔ اگر عمران بطور ممبر شمولیت پر تیار ہو گیا تو وہ بھی ساتھ جائے گا۔“ جولیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چیف۔ آپ نے یقیناً پالینڈ میں اپنے فارن ایجنٹ کے ذریعے ڈاکٹر شفیق کی گمشدگی کے بارے میں انکوائری کرائی ہو گی۔ میں پتا ہتی ہوں کہ آپ مجھے اس بارے میں بتادیں تاکہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو“..... جولیا نے کہا۔

”ایسی تحقیقات میں صرف وقت ضائع ہوتا ہے۔ بلیک تھنڈر کے ایجنٹ ایسے کلیو نہیں چھوڑ سکتے کہ عام فارن ایجنٹ اس کا سراغ لگا

سکیں۔ یہ تمام کام تمہیں خود کرنا ہوگا..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں پہلے پالینڈ جانا ہوگا اور وہاں جا کر خود معلومات حاصل کرنا ہوں گی“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اسی لمحے کال ہیل کی آواز سنائی دی۔
 ”اوہ۔ عمران آیا ہوگا“..... جولیا نے کہا۔
 ”میں کھولتا ہوں دروازہ“..... خاور نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

عمران نے دانش منزل سے واپس فلیٹ پر پہنچ کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 ”بلیک ایگل کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 ”پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ بلیک ایگل سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔
 ”یس سر۔ ہولڈ کیجئے“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ بلیک ایگل بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ٹرومین کی آواز سنائی دی۔
 ”عمران بول رہا ہوں ٹرومین“..... عمران نے کہا۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ بڑے طویل عرصے بعد کال کیا ہے آپ“

نے..... دوسری طرف سے ٹرومین نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اتنا بھی طویل عرصہ نہیں گزرا اور نہ شاید مجھے پہچاننے میں تمہیں کئی گھنٹے لگ جاتے۔ سنا ہے کہ ناراک کا پانی ایسا ہے کہ بوڑھے سب سے پہلے یادداشت کھو بیٹھتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے ٹرومین بے اختیار ہنس پڑا۔

”اچھا تو آپ اس پیرائے میں طویل عرصہ کہہ رہے تھے۔ اس پیرائے میں واقعی طویل عرصہ نہیں گزرا“..... ٹرومین نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہاری سابقہ تنظیم ایک بار پھر پاکیشیا کے آڑے آرہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا آپ بلیک تھنڈر کی بات کر رہے ہیں“..... ٹرومین نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں وہی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سی ٹی فارمولا اور سی ٹی تیار کرنے والے ڈاکٹر شفیق کو ہلاک کر کے اس کے روپ میں پالینڈلے جانے کی پوری تفصیل بتادی۔

”لیکن یہ کیسے معلوم ہوا عمران صاحب کہ یہ کام بلیک تھنڈر کا ہے“..... ٹرومین نے جواب دیا اور عمران نے اسے فون کی میموری میں موجود کال کی تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے کہ بامین کا

نام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ شاید کوئی نیا لمبجنت ہوگا۔ پالینڈ میں بھی میرا سیٹ اپ ہے۔ وہاں بھی یہ نام کبھی سامنے نہیں آیا۔“ ٹرومین نے کہا۔

”تمہارا کوئی سیٹ اپ فان لینڈ میں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”فان لینڈ میں۔ نہیں۔ وہاں سیٹ اپ تو نہیں ہے البتہ وہاں دوست خاصے ہیں۔ کیوں“..... ٹرومین نے کہا۔

”میں نے ٹیپ سنا ہے اور بامین اور اس کے باس کے لہجے بتا رہے تھے کہ وہ فان لینڈی ہیں اس لئے پوچھ رہا تھا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہے تو میں آسانی سے معلوم کر لوں گا۔“ ٹرومین نے کہا۔

”کتنا وقت لوگے“..... عمران نے پوچھا۔

”زیادہ نہیں۔ صرف نصف گھنٹہ“..... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد اس نے دوبارہ ٹرومین سے رابطہ کیا۔

”عمران صاحب۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ بامین وہاں موجود ہے لیکن وہ فان لینڈ کی سرکاری ایجنسی ریڈ ایرو کا لمبجنت ہے۔ اس سیکشن یا ایجنسی کے بارے میں تو تفصیلات نہیں مل سکیں البتہ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس بامین کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا فان لینڈ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کے دارالحکومت کے ایک مشہور کلب میں ہے جسے رین بو کلب کہا جاتا ہے۔..... ٹرومین نے جواب دیا۔

”اس کا حلیہ معلوم کیا ہے تم نے؟“..... عمران نے کہا تو جواب میں ٹرومین نے حلیہ بتا دیا۔

”کیا کسی طرح ایسا ہو سکتا ہے کہ اس بامین کی گفتگو کی ٹیپ تم حاصل کر لو۔ میں اس کی آواز سننا چاہتا ہوں کیونکہ بامین بہر حال ایک عام سا نام ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہ بامین نہ ہو اور ہم خواہ مخواہ اس کے پیچھے وقت ضائع کرتے پھریں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے معلوم ہوا ہے کہ بامین روزانہ اس کلب میں دو گھنٹے گزارتا ہے اور فنان لینڈ میں اس وقت تقریباً وہی وقت ہو گا جب وہ کلب میں جاتا ہے اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کلب میں فون کر کے اس سے بات کر لیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ واقعی یہ سب سے آسان اور بہترین تجویز ہے۔ شکریہ۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پر ریس کئے اور اس سے فنان لینڈ اور اس کے دارالحکومت سناکی کے رابطہ نمبر معلوم کئے اور پھر اس نے سناکی کی انکوائری کو فون کر کے وہاں سے رین بو کلب کا نمبر معلوم کر لیا اور پھر عمران نے وہاں فون کیا۔

”رین بو کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں ناراک سے مائیکل فیلڈ بول رہا ہوں۔ یہاں مسٹر بامین ہوں گے ان سے میری بات کرا دیں“..... عمران نے خالصتاً اکیڑی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا آپ مسٹر بامین بات کر رہے ہیں؟“..... عمران نے اسی طرح خالصتاً اکیڑی لہجے میں کہا۔

”جی۔ آپ کون ہیں؟“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میں ناراک سے بول رہا ہوں۔ مائیکل فیلڈ۔ مجھے ناراک کے لارڈ مٹو تھی نے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ سناکی میں فنشنگ کا کام بڑے بے داغ انداز میں کرتے ہیں۔ میں نے یہاں ایک ٹارگٹ ہٹ کرانا ہے“..... عمران نے کہا۔

”یہ لارڈ مٹو تھی کون ہے۔ میں تو اسے جانتا بھی نہیں اور یہ فنشنگ اور ٹارگٹ ہٹ کرانے کا کیا مطلب ہوا؟“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”کیا آپ کا نام بامین ڈیون نہیں ہے اور آپ کا تعلق سناکی کی تنظیم لینڈ سول سے نہیں ہے؟“..... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو آپ نے اس پیشہ ور قاتل سے ملنا تھا لیکن اس کا نام تو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ڈیون ہے۔ بامین ڈیون تو نہیں ہے۔ ویسے میں وہ نہیں ہوں۔ میرا نام بامین اوسلو ہے..... دوسری طرف سے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ بہر حال وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ وہی بامین ہے جس کی آواز ٹیپ میں موجود تھی اور اب کنفرم ہو جانے کے بعد عمران نے دوبارہ ٹرومین سے رابطہ قائم کیا۔

”عمران بول رہا ہوں ٹرومین۔ میں نے کنفرم کر لیا ہے۔ یہ وہی بامین ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ درپردہ بلیک تھنڈر کے لئے بھی کام کرتا ہے۔ تم اس کا کوئی ایسا ٹھکانہ معلوم کراؤ جہاں اسے گھیرا جا سکے..... عمران نے کہا۔

”لیکن اس کے لئے آپ کو وقت دینا ہو گا۔ دو تین روز لگ جائیں گے..... ٹرومین نے کہا۔

”تم معلوم کر لو۔ میں کسی بھی وقت تمہیں کال کر کے معلوم کر لوں گا..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود فی الحال بول رہا ہوں..... عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”جولیا بول رہی ہوں..... دوسری طرف سے جولیا کی انتہائی

سنجیدہ آواز سنائی دی۔

”جو تم نے مجھ سے لیا ہے وہ میں نے معاف کر دیا اور میں نے تو تم سے کچھ لیا ہی نہیں سوائے جھڑکیوں کے اس لئے تم سے معاف کرنے کا کہنے کی مجھے ضرورت ہی نہیں ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم سے میں نے کیا لیا ہے..... دوسری طرف سے جولیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”دل۔ وہ دل جسے پتھر کہتی ہے یہ بے دل دنیا..... عمران نے بڑے رومانیٹک سے لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے جولیا نے اسے یہ بتا کر کہ چیف نے اس کی سرکردگی میں مشن مکمل کرنے کا آرڈر دیا ہے اور پھر اس نے عمران کو حکم دیا کہ وہ اس کے فلیٹ پر پہنچ جائے اور رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اس بار میں واقعی تفریح کروں گا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے سلیمان کو دروازہ بند کرنے کو کہا اور سیڑھیاں اتر کر وہ گیراج کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار اس رہائشی پلازہ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی جس میں جولیا کا فلیٹ تھا۔ وہاں پہنچ کر جب اس نے کار پارکنگ میں روکی تو بے اختیار اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی کیونکہ اس نے پارکنگ میں جولیا کی کار کے علاوہ صفدر، تتویر، صالحہ، خاور اور کیپٹن شکیل کی کاریں کھڑی دیکھ لی تھیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”اچھا تو یہ ٹیم منتخب کی ہے جو لیا نے۔ گڈ“..... عمران نے کار لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ جولیا کے فلیٹ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور خاور دروازے پر نظر آیا۔

”ارے کیا مطلب۔ کیا یہ فلیٹ فورسٹارز نے لے لیا ہے“ عمران نے چونک کر کہا۔

”فورسٹارز کا ایسا مقدر کہاں عمران صاحب کہ ایسا لگژری فلیٹ لے سکیں۔ یہ خوش قسمتی تو ڈپٹی چیف کے حصے میں ہی آسکتی ہے۔“ خاور نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”ڈپٹی چیف۔ وہ کیا ہوتی ہے۔ وائس چیف تو سنا تھا۔ یہ ڈپٹی چیف کیا ہوتا ہے“..... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ اندر تو چلیں۔ اس بار سارے معنی آپ کو بہت اچھے انداز میں سمجھ میں آجائیں گے“..... خاور نے دروازہ بند کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا مطلب۔ کیا اندر کوئی مقتل گاہ ہے۔“ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سنگ روم میں داخل ہو گیا۔

”کیا مطلب۔ اتنے چھوٹے سے فلیٹ میں اتنی بڑی بڑی شخصیات۔ یہ تو کلجک ہے کلجک“..... عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر وہاں موجود

RA
AF
RE
XO
@H
OT
M
A
L
L
•
C
O
M

صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔
”تمہارا وہ دور ختم ہو گیا۔ وہ لیڈروں والا جب تم ہم پر رعب جماتے تھے۔ اب تم بھی ہماری طرح عام ممبر ہو“..... تنویر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عام ممبر۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی کلب ہے۔ جولیا کیا تم نے اب باقاعدہ کلب کھول لیا ہے۔ ویسے یہ ہے بڑا کامیاب دھندہ“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بیٹھ جاؤ“..... جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔
”یا اللہ تو بڑا رحیم و کریم ہے۔ تم نے مجھے بچا لیا ورنہ میں واقعی بے موت مارا جاتا“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چھت کی طرف منہ اٹھا کر بڑے خشوع خضوع بھرے لہجے میں کہا۔
”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”تجربہ کار گرگ باراں دیدہ ٹائپ شوہروں سے سنا تو تھا کہ شادی کے بعد بیگم کی جون ہی بدل جاتی ہے اور شادی سے پہلے اتہائی نرم اور میٹھے لہجے میں بات کرنے والی خاتون جب بیگم بن جاتی ہے تو اس کی آواز میں کرختگی، لہجے میں تحکم اور انداز میں بے پناہ خشکی آ جاتی ہے اور پھر وہ بیگم کی بجائے تھانیدارنی کے انداز میں بات کرتی ہے اور سارا رومانس بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے لیکن مجھے ان کی باتوں پر یقین ہی نہیں آتا تھا اور آہی نہ سکتا تھا کیونکہ جولیا کی آواز میں نرمگی، لہجے میں

مٹھاس اور انداز میں والہانہ پن کیسے تبدیل ہو سکتا ہے لیکن آج میری سوچ غلط ثابت ہو گئی ہے۔ ذرا سا اختیار کیا ملا سب کچھ ہی بدل گیا اور اگر مکمل اختیار مل جاتا تو پھر کیا ہوتا۔ یا اللہ تو بڑا رحیم و کریم ہے تو نے مجھ عاجز بندے کو بچا لیا ورنہ مجھے واقعی اس قدر کرخت اور خشک لہجہ سن کر خود کشی ہی کرنا پڑتی اور صفدر تمہارا بھی بے حد شکریہ کہ تم نے خطبہ نکاح یاد نہیں کیا ورنہ اب تک میرا شاید بیواں عرس بھی منایا جا چکا ہوتا۔ عمران کی زبان اس تیزی سے رواں ہو گئی تھی کہ وہ مسلسل ہی بولتا چلا گیا۔ صفدر اور خاور دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”صفدر۔ کیا یہ ضروری ہے کہ اس مشن میں عمران کو شامل کیا جائے۔۔۔۔۔ جو یوں نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ آپ کی مرضی ہے مس جو لیا۔ آپ بہر حال لیڈر بھی ہیں اور ڈپٹی چیف بھی اور پھر چیف نے آپ کو ٹیم کے انتخاب کا اختیار بھی دے دیا ہے۔۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ بکو اس سے باز نہیں آئے گا اس لئے بہتر ہے کہ اسے اس مشن میں شامل ہی نہ کیا جائے۔۔۔۔۔ جو یوں نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”مس جو لیا۔ چیف نے جب یہ کہہ دیا ہے کہ عمران بطور عام ممبر ساتھ جائے گا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ عمران ساتھ جائے گا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”یہ کس مشن کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر تو یہ مشن صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے والا ہے تو میں اس مشن سے باز آیا۔ ابھی سے لہجے میں اس قدر کرختگی، آواز میں درخشنگی اور چہرے پر لالچلتی ہے تو بعد میں کیا ہو گا۔ نہیں۔ مجھ جیسا نازک دل کا آدمی یہ برداشت نہیں کر سکتا اس لئے کوئی بات نہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر درخواست کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ عاجز اور حقیر بندے پر اپنا رحم کرتے ہوئے مجھے کنوارہ ہونے کے باوجود جنت کے اس حصے میں بھیج دے گا جہاں حوریں باقی حصوں سے زیادہ ہوتی ہوں گی۔ کم از کم وہ حوریں اس طرح کرخت لہجے میں تو بات نہ کرتی ہوں گی۔“ عمران نے دونوں ہاتھوں سے کان پکڑتے ہوئے کہا۔ اس کی زبان واقعی میرٹھ کی چینی سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

”عمران صاحب۔ بلیک تھنڈر کے خلاف مشن ہے۔ آپ کو تو معلوم ہو گا کہ بلیک تھنڈر کا ہیجنٹ ہمارے ایک ساتیس دان ڈاکٹر شفیق کو ہلاک کر کے اس کا تیار کردہ راڈار کے سلسلے میں ایک انقلابی ایجاد کا فارمولا بھی لے اڑا ہے اور ساتھ ہی ان کا تیار کردہ آلہ بھی۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”بلیک تھنڈر کے ہیجنٹ نے کیا یہاں آکر اخبار میں اشتہار دیا تھا کہ میں یہ کام کر کے جا رہا ہوں۔ بھائی صفدر یار جنگ بہادر صاحب۔ خطبہ نکاح یاد کرنا اور بات ہوتی ہے اور سیکرٹ ہیجنٹ اور بات ہوتی ہے۔ بلیک تھنڈر تو ویسے بھی ایسی بین الاقوامی تنظیم ہے کہ وہ اپنا

نشان تک پہنچے نہیں چھوڑتی اور دوسری بات یہ کہ اس قدر طاقتور تنظیم تمہارے اس ادنیٰ کنوارے کے خوف سے پاکیشیا میں کوئی مشن مکمل کرنے سے ہی ڈرتی ہے اس لئے تم نے شاید کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہو گا..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور انداز ایسا تھا جیسے اسے صفدر کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آیا ہو۔

”تو آپ کو اس سارے معاملے کا علم نہیں ہے۔ کیا چیف نے آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتایا.....“ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے واپس آکر چیف کو فون کیا تھا کہ بندہ بنفس نفیس حاضر ہے۔ کوئی کام، کوئی انعام کیونکہ آغا سلیمان پاشا کے لہجے کی کڑھکی تو مس جوہا سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے اور اس کی کڑھکی کم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ایک عدد بڑا چیک لیکن چیف صاحب نے صرف اتنا کہا کہ میں جوہا سے رابطہ کروں۔ اگر جوہا سفارش کرے گی تو نصف چیک مل جائے گا ورنہ نہیں اور اس کے ساتھ ہی چیف نے رسیور رکھ دیا۔ اب تم خود بتاؤ صفدر، جوہا آج تک نصف بیگم تو بن نہیں سکی نصف چیک کیا دے گی اور وہ بھی بغیر کسی مشن کے.....“ عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تھی۔

”عمران صاحب۔ آپ اپنی ہمشیرہ ثریا کے سسرال گئے ہوئے تھے کہ آپ کی عدم موجودگی میں پوری ٹیم نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کو آئندہ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کسی مشن میں لیڈر نہ بننے دیا جائے کیونکہ آپ لیڈر بن کر اس قدر تیزی سے کام کرتے ہیں کہ ہم سب صرف منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اگر آپ کو مشن میں شامل کیا جائے تو صرف عام ممبر کے طور پر اور جوہا اس مشن کی لیڈر ہو۔ وہ آپ پر پابندی لگا دے گی کہ آپ معلومات رقم دے کر نہیں خریدیں گے۔ کوئی سائنسی مشینری استعمال نہیں کریں گے بلکہ جس طرح باقی دنیا کے سیکرٹ ایجنٹ کام کرتے ہیں اس طرح کام کریں گے اور چیف نے اس تجویز کو منظور کر لیا اور اب چونکہ آپ لیڈر کی بجائے عام ممبر ہوں گے اس لئے چیف نے نصف چیک کی بات کی ہوگی.....“ خاور نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو میرے خلاف باقاعدہ سازش ہوئی ہے اور اس سازش میں چلو صفدر، جوہا، کیپٹن شکیل اور باقی ساتھی تو شامل ہوں گے لیکن تنویر بھی شامل ہے۔ خوب ہے۔ جس پتے پر تکیہ کیا وہی پتہ ہوا دینے لگا بلکہ آندھی دینے لگا۔ کیوں تنویر۔ مجھے کم از کم تم سے یہ امید نہ تھی.....“ عمران نے ایسے مایوسانہ اور دل شکستہ سے لہجے میں کہا کہ صفدر اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ تنویر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اس نے واقعی اس معاملے میں شریک ہو کر غلطی کی ہے۔

”آپ واقعی دنیا کے سب سے بڑے اداکار ہیں۔ اس سے زیادہ کامیاب اداکاری ممکن ہی نہیں ہے.....“ صفدر نے کہا۔

”تم دل چھوٹا نہ کرو عمران۔ اگرچیف تمہیں نصف چیک دے گا تو باقی نصف میں تمہیں دے دوں گا“..... تنویر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ پھر مجھے لیڈر بن کر کیا لینا ہے۔ اب لیڈروں میں سرخاب کے پر تو نہیں لگے ہوتے کہ میں انہیں بازار میں فروخت کر کے امیر بن جاؤں گا۔ مجھے تو اپنا معاوضہ ملنا چاہئے۔ پھر میری طرف سے کوئی بھی ایرا غیرہ نتھو خیرا بلکہ نتھی خیری لیڈر بن جائے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ تمہیں بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ نانسنس۔ جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہو“..... جولیا نے یلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اب وہ ایسے الفاظ کے معنی سمجھنے لگ گئی تھی۔

”اس میں بکو اس کی کیا بات ہے مس جولیا۔ تم سوئزر لینڈ میں پیدا ہوئی ہو۔ یہاں پیدا ہوتی تو شاید تمہارا نام مسماۃ خیرن رکھا جا سکتا تھا۔ یہ نتھو اور خیرا یہاں کے عام لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ چونکہ ان کا تعلق عوام سے ہوتا ہے اس لئے ان کے نام حقارت بھرے انداز میں لئے جاتے ہیں لیکن بہر حال یہ بکو اس نہیں ہے۔ یہاں کی حقیقت ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور آپ نے بھی تو عمران صاحب یہ نام اسی تحقیرانہ انداز میں

RAF
FREXO
@HOT
MAIL
•
COM

لئے ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”نہیں۔ میں نے محاورہ استعمال کیا ہے۔ میرا مقصد تھا کہ کوئی بھی چاہے وہ تنویر ہو یا مس جولیا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ ناقابل علاج ہے۔ قطعی ناقابل علاج“..... تنویر نے غزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بہر حال سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اسے نتھو خیرا میں شامل کر لیا ہے۔

”اس طرح آپس میں لڑنے کی بجائے ہمیں مشن پر توجہ کرنی چاہئے۔ یہ مشن انتہائی اہم ہے۔ بلیک تھنڈر کے خلاف مشن کو مذاق نہیں سمجھنا چاہئے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں کے سستے ہوئے چہروں پر یلخت سنجیدگی کی تہہ چڑھتی چلی گئی۔
”ٹھیک ہے۔ ہمیں فوراً اس پر کام کرنا ہے تو ٹیم یہی رہے گی۔

میرے ساتھ صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، خاور اور عمران اس مشن پر جائیں گے“..... جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اس نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔ عمران اب خاموش اور لا تعلق بیٹھا ہوا تھا۔

”ایکسٹو“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”جولیا بول رہی ہوں باس۔ میں نے ٹیم کا انتخاب کر لیا ہے۔
صالحہ، صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، خاور اور عمران ٹیم میں شامل ہوں
گے۔“ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا عمران رضامند ہو گیا ہے؟“..... دوسری طرف سے چیف نے
پوچھا۔

”یس سر۔ اسے اعتراض تھا کہ آپ نے اسے کہا ہے کہ اسے بطور
عام ممبر نصف چیک ملے گا جس پر تنویر نے اسے آفر کر دی کہ باقی
نصف چیک وہ دے دے گا تو پھر وہ مان گیا ہے۔“..... جولیا نے کہا۔

”عمران سے بات کراؤ۔“..... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور
عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”حقیر فقیر بلکہ حقیقی فقیر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی
(آکسن) بول رہا ہوں بلکہ صدا دے رہا ہوں۔“..... عمران نے بڑے
مسکے سے لہجے میں کہا۔

”تم نے تنویر سے کوئی رقم وصول نہیں کرنی۔ تمہیں پورا چیک
ملے گا لیکن یہ مشن کامیاب ہونا چاہئے ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہیں کیا
سزا دی جاسکتی ہے۔“..... دوسری طرف سے چیف نے بڑے عصیلے
لہجے میں کہا۔

”جناب۔ اب میں لیڈر نہیں ہوں کہ آپ سارا بوجھ مجھ پر ڈال
دیں۔ اب تو میں ایک عام سا ممبر ہوں جو مس جولیا کے احکامات کا
پابند ہو گا۔ مس جولیا حکم دیں گی تو میں کھڑا ہو جاؤں گا اور اگر حکم

دیں گی سٹ ڈاؤن تو میں بیٹھ جاؤں گا۔ اب آپ یہ دھمکی مس جولیا
کو دیں۔ مشن کی کامیابی یا ناکامی اب ان کا مسئلہ ہے میرا نہیں۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا تم صرف لیڈر بن کر کام کر سکتے ہو۔ پاکیشیا کا مجموعی مفاد
تمہارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔“..... چیف نے کاٹ
کھانے والے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا کے مفاد کے لئے تو میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں
جناب اور لیڈری بھی کبھی میرا مسئلہ نہیں رہا لیکن۔“..... عمران نے
بولنا شروع کیا۔

”کسی لیکن ویکن کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب پاکیشیا کے
شہری ہیں اور پاکیشیا کے مفاد کے لئے کام کرنا ہمارا فرض ہے۔ اگر
اب تک تم بطور لیڈر کام کرتے رہے ہو اور مس جولیا ڈپٹی چیف
ہونے کے باوجود تمہارے ساتھ عام ممبر کے طور پر کام کرتی رہی ہے
تو اب تمہیں بھی اس کے ساتھ عام ممبر بن کر کام کرنے میں کوئی
ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ میں نے یہ بات اس لئے
نہیں تسلیم کر لی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران مجھے کسی بات پر مجبور
کر سکتے ہیں بلکہ اس لئے تسلیم کی ہے کہ بلیک تھنڈر کو بہر حال
معلوم ہو گا کہ اس فارمولے کو واپس لینے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کام کرے گی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں وہ سب سے زیادہ
اہمیت تمہیں دیتے ہیں۔ انہیں معلوم ہو گا کہ تمہاری ہی سرکردگی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میں ٹیم ان کے خلاف کام کرے گی۔ لیکن اب جبکہ مس جولیا کی سرکردگی میں ٹیم وہاں جائے گی تو لازمی بات ہے کہ وہ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم نہیں سمجھیں گے۔ اس طرح مشن کی کامیابی کے چانس بڑھ جاتے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ تم تو تم پاکیشیا کے مفاد کی خاطر میں خود سیکرٹ سروس کے کسی بھی ممبر کی ماتحتی میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جو لوگ ملک و قوم کے لئے کام کرتے ہیں ان کے سامنے انا نہیں ہوا کرتی۔..... چیف نے پوری تقریر کر ڈالی اور فلیٹ میں موجود ممبران کے چہروں پر چیف کی اس جذباتی تقریر پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”چلو شکر ہے جناب کہ آج مس جولیا کی لیڈری کی بنا پر یہ بات بھی طے ہو گئی کہ آپ بھی انسان ہیں روبرو نہیں ہیں ورنہ آج تک جس غیر قدرتی انداز میں آپ نے بات کی ہے کم از کم میں تو یہی سمجھنے لگ گیا تھا کہ آپ انسان کی بجائے کوئی روبرو ہیں لیکن آپ کی جذباتی تقریر سن کر مجھے محسوس ہوا ہے کہ پتھر چاہے کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو بہر حال اس کی تہہ میں بھی جذبات کی لہریں موجود ہوتی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی اس جذباتی تقریر نے واقعی میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میں مس جولیا تو کیا تنویر کی ماتحتی میں بھی کام کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھوں گا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرے فرائض کی نوعیت ایسی ہے کہ مجھے غیر جذباتی بننا پڑتا

ہے۔ بہر حال رسیور جولیا کو دو..... دوسری طرف سے ایک بار پھر سرد لہجے میں کہا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

”یس باس۔ جولیا بول رہی ہوں۔..... جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”مس جولیا۔ لیڈر بننے کے لئے انتہائی تیز کارکردگی کی ضرورت ہوتی ہے اور تم ابھی تک میٹنگ کر رہی ہو۔ فوری طور پر حرکت میں آ جاؤ۔ میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔“ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

”چیف کو اگر ابھی سے میری کارکردگی سے شکایت پیدا ہو گئی ہے تو آگے کیا ہو گا۔..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چیف کا مقصد ہے کہ ہمیں کام پر توجہ دینی چاہئے اور اب جبکہ ٹیم منتخب ہو گئی ہے تو ہمیں فوراً پالینڈ کے دارالحکومت روانگی کے انتظامات کر لینے چاہئیں۔..... تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ صفدر یہ انتظامات تم کرو گے اور فوراً۔ وہاں ہوٹل میں کمروں کی بکنگ کے ساتھ ساتھ کسی ایسی تنظیم کے بارے میں بھی معلوم کرو جو ہمیں وہاں اسلحہ، رہائش گاہیں اور کاریں وغیرہ مہیا کر سکے۔..... جولیا نے صفدر کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں کر لوں گا۔ پالینڈ کے دارالحکومت میں ہم پہلے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بھی کام کر چکے ہیں اس لئے مجھے معلوم ہے ایسے لوگوں کے بارے میں..... صفدر نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”وہاں جا کر ہم نے کیا کرنا ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہاں جا کر بتا دیا جائے گا۔ فی الحال نہیں“..... جویا نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جویا عمران کی طرح اس بار اسے زچ کرنے پر تلی ہوئی ہے کیونکہ عمران بھی لیڈر ہوتے ہوئے کچھ بتانے سے ہمیشہ گریز کیا کرتا تھا۔

”اگر آپ لوگ ناراض نہ ہوں تو میں مس جویا سے ایک گزارش کروں“..... عمران نے اچانک سنجیدگی سے کہا تو جویا سمیت سب اس کے انداز اور لہجے پر چونک پڑے۔

”کیا کہنا چاہتے ہو“..... جویا نے حیران ہو کر کہا۔

”مقصد تو مشن کی کامیابی ہے اس لئے اگر تم لوگ اجازت دو تو میں اپنے طور پر علیحدہ کام کروں اور تم لوگ اپنے طور پر کام کرو۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو میں مجرموں سمیت مکمل رپورٹ تمہیں دے دوں گا اور تم یہ رپورٹ اپنے طور پر چیف کو دے دینا اور اگر تم لوگ کامیاب ہو جاؤ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ میں اپنا چیک چھوڑ دوں گا“..... عمران نے کہا۔

”آپ علیحدہ کیوں کام کرنا چاہتے ہیں عمران صاحب“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ جیٹ جہاز اور ہیل گاڑی میں بہر حال رفتار کا فرق تو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہوتا ہے۔ موجودہ دور جیٹ جہاز کا ہے اور تم لوگ ہیل گاڑی پر بیٹھ کر سفر کرنا چاہتے ہو“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے کب ہیل گاڑی کی بات کی ہے۔ تم حسد سے کہہ رہے ہو“..... جویا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”حسد کی بات نہیں ہے۔ بات ہے کام کی۔ تم لوگ اس لئے پالینڈ جا رہے ہو کہ تمہارے نقطہ نظر سے مجرم ڈاکٹر شفیق کے روپ میں پالینڈ گیا اور پھر وہاں سے غائب ہو گیا۔ اب تم وہاں جاؤ گے اور وہاں سے اس بات کا سراغ لگاؤ گے کہ مجرم کہاں گیا۔ کیا وہ پالینڈ میں رہتا ہے یا کہیں اور گیا ہے۔ اس کے بعد تم وہاں جاؤ گے اور اگر مجرم وہاں سے پھر کہیں اور چلا گیا ہو گا تو تم وہاں جاؤ گے۔ اس طرح مشن مکمل ہونے تک شاید ہم سب کی عمریں سو سال سے بھی بڑھ جائیں یا اس دوران وہ مجرم بھی بوڑھا ہو کر قبر میں دفن ہو چکا ہو“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے“..... جویا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دیکھو مس جویا۔ مجرم کا تعلق اگر واقعی بلیک تھنڈر ہے تھا تو پھر یقیناً یہ فارمولا اور یہ آلہ بلیک تھنڈر کی کسی لیبارٹری میں تیار ہوا ہو گا اور مجرم وہ فارمولا اپنے کسی باس کو پہنچا کر کسی اور دستندے میں مصروف ہو چکا ہو گا اس لئے ہمارا اصل ٹارگٹ وہ لیبارٹری ہے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ یہ بات تو بہر حال طے ہے کہ مجرم کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے کیونکہ فون کی میموری سے جو کال ٹیپ کی گئی ہے اس میں واضح طور پر یہ بات سامنے آچکی ہے اور اس مجرم کو شاید خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ یہاں پاکیشیا میں بھی ایسے جدید فون استعمال ہوتے ہیں اس لئے اس نے اس طرف توجہ ہی نہ کی لیکن جب تک ہم اس مجرم تک نہ پہنچ جائیں اس وقت تک آگے نہ بڑھ سکیں گے“..... اس بار صفدر نے کہا۔

”تمہیں مجرم کے نام کا علم ہے۔ اس کے قد و قامت کا علم ہے۔ اس کی گفتگو تم نے ٹیپ میں سنی ہوگی اور ظاہر ہے یہ بھی تم نے اب تک معلوم کر لیا ہوگا کہ اس فون سے کال کس ملک میں کی گئی ہے اور وہاں جس نمبر پر یہ کال کی گئی ہوگی وہ نمبر بھی تم ٹریس کر چکے ہو گے اور اس نمبر سے تمہیں اس جگہ کا بھی علم ہو چکا ہوگا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم وہاں لاؤ لشکر لئے مارے مارے پھرنے کی بجائے یہاں بیٹھے بیٹھے فون پر وہاں کی کسی مخبری کرنے والی تنظیم سے رابطہ کرو اور اس فون نمبر یا مقام اور اس مجرم کے بارے میں معلومات حاصل کر لو اور پھر ان معلومات کی بنا پر تم براہ راست جا کر اس کی گردن دوچ لو“..... عمران نے کہا تو جو لیا سمیت سب کے چہروں پر شرمندگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ شاید انہوں نے تو اس انداز میں اب تک سوچا ہی نہ تھا۔

”آئی ایم سوری عمران۔ واقعی تمہارے ذہن کا مقابلہ میں نہیں کر

سکتی۔ تم سپر مائنڈ ہو اس لئے تم ہی لیڈر بننے کے قابل ہو۔ چیف تمہیں خواہ مخواہ لیڈر نہیں بنا دیتا۔ آئی ایم سوری۔ آج مجھے حقیقتاً احساس ہو رہا ہے کہ ہم خواہ مخواہ تمہاری کارکردگی پر تنقید کرتے رہتے ہیں“..... جو لیا نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کو چونکہ ان مشنز کو اس انداز میں مکمل کرنے کا وسیع تجربہ حاصل ہے اس لئے آپ کی سوچ واقعی ہم سے کہیں زیادہ تیز ہے۔ ہم سے واقعی کوتاہی ہوئی ہے۔ ہمیں اب تک اس سلسلے میں کام مکمل کر لینا چاہئے تھا لیکن آپ اب بھی تو یہ کام کر سکتے ہیں۔ مقصد تو مشن مکمل کرنا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”لیکن مجھ پر تو پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ میں معلومات نہیں خریدوں گا اور عام سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح مجرم کو تلاش کرنے کے لئے کسی پوسٹ مین کی طرح ہر دروازے پر دستک دیتا چروں گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ عمران واقعی کام کرتا ہے۔ یہ واقعی جیٹ جہاز کی رفتار سے کام کرتا ہے جبکہ ہم واقعی ہیل گاڑی کے مسافر بن کر سوچتے ہیں۔ آپ چیف سے بات کریں۔ لیڈر عمران کو ہی بننا چاہئے“..... تنویر نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں لیڈر نہیں بننا چاہتا اور نہ مجھے اس کا شوق ہے۔ میرا مسئلہ چیک تھا جس کی حامی چیف نے بھر لی ہے لیکن میں اس انداز

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

میں کام نہیں کر سکتا جس انداز میں پرانے دور کے جاسوس کرتے تھے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اب ٹیم کا حصہ ہو اس لئے تم ہی یہ کام کرو..... جو لیا نے کہا۔

”کاش تم ایسا ہی حکم صفر کو بھی دے دیتی کہ جلدی خطبہ نکاح یاد کرو..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم پھر پڑی سے اتر رہے ہو..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی پڑی پر چڑھنا ہی نصیب نہیں ہوا۔ اتروں گا کہاں اور ویسے بھی شادی کی پڑی میں اترنے کا سکوپ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہوتا ہے۔ بندہ بے چارہ تو بس ناک کی سیدھ میں اس پڑی پر دوڑتا ہی رہتا ہے۔ بہر حال اب میں کچھ کرتا ہوں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب کے چہرے کھل اٹھے۔

”عمران صاحب۔ نام کی حد تک تو ہم واقعی واقف ہیں۔ اس لمبجٹ کا نام بامین ہے لیکن اس کے قد و قامت سے ہم کیسے واقف ہو سکتے ہیں..... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”تم نے ڈاکٹر شفیق کی لاش یا ان کی تصویریں دیکھی ہوں گی یا اس کے بارے میں معلومات حاصل کی ہوں گی۔ اگر بامین ڈاکٹر شفیق کے روپ میں وفد کے ساتھ گیا ہے اور کسی کو اس پر شک نہیں پڑا تو لامحالہ اس کا قد و قامت بھی ڈاکٹر شفیق جیسا ہی ہوگا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”آپ کا مقابلہ واقعی نہیں کیا جاسکتا..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سب میں مجھ سے بھی زیادہ صلاحیتیں ہیں۔ مسئلہ ہوتا ہے سوچنے کا۔ میں نے چیف کو درخواست کی تھی کہ وہ یہ ٹیپ مجھے فون پر سنوادے اور چیف نے مجھے یہ ٹیپ سنوادی۔ اس ٹیپ کو سننے کے بعد میں نے اس بامین کے

لہجے سے معلوم کر لیا کہ یہ شخص پالینڈ کا باشندہ نہیں ہے بلکہ فان لینڈ کا ہے۔ میں نے چیف سے اس کال کے دوسری طرف ماخذ کے بارے

میں بات کی لیکن انہوں نے مجھے بتایا کہ عام حالات میں چونکہ فارن فون کالز کو ٹیپ نہیں کیا جاتا اس لئے اس کال کا کوئی ریکارڈ ایکس

چینج میں موجود نہیں ہے اس لئے اس کال کی مدد سے تو اب یہ معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ یہ کال کہاں سے کی گئی ہے لیکن میں نے اپنے

ذرائع سے بہر حال یہ معلوم کر لیا ہے کہ بامین فان لینڈ کے دارالحکومت سناکی میں موجود ہے اور وہاں کی سرکاری ایجنسی ریڈ

ایرو کا باقاعدہ لمبجٹ ہے اور وہاں اسے خاصا معروف اور کامیاب سیکرٹ لمبجٹ سمجھا جاتا ہے لیکن میں بہر حال کنفرم ہونا چاہتا تھا۔

میں نے اس کے کسی ایسے ٹھکانے کے بارے میں معلومات حاصل کیں جہاں سے اس سے فون پر بات کی جاسکے تو وہاں کے رین بو کلب

کے بارے میں معلومات مل گئیں جہاں وہ لازماً دو تین گھنٹے گزارتا ہے۔ میں نے وہاں فون کیا تو اتفاق سے اس بامین سے بات ہو گئی۔

گو میں نے اسے شک نہیں ہونے دیا لیکن اس کی آواز سن کر میں کنفرم ہو گیا کہ یہ وہی بامین ہے جس کی ٹیپ مجھے چیف نے سنوائی تھی اس لئے اب مسئلہ صرف اس بامین کو گھیرنے کا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ بامین نے یہ فارمولا اور آلہ کسے پہنچایا ہے۔ پھر وہاں سے آگے اس لیبارٹری تک پہنچا جاسکتا ہے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے کہ ہمیں پالینڈ کی بجائے اب فان لینڈ جانا ہو گا۔..... جو لیا نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ بامین اگر بلیک تھنڈر کا ایجنٹ ہے اور ایسا ایجنٹ کہ جسے وہ پاکیشیا مشن مکمل کرنے کے لئے بھیج سکتے ہیں تو وہ عام ایجنٹ نہیں ہو گا کہ جا کر ہم اسے پکڑ لیں اور اسے دو تھپڑ مار کر اس سے معلومات حاصل کر لیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بلیک تھنڈر کے ایجنٹ یہاں ایرپورٹ پر ہماری بو سو نگھتے پھر رہے ہوں کہ اگر ہم کہیں جائیں تو وہ اطلاع دے سکیں۔ چیف کی بات درست ہے کہ وہ مجھے بہر حال لیڈر کے طور پر پہچانتے ہیں اس لئے ایرپورٹ پر وہ میرے قد و قامت کے آدمیوں کی باقاعدہ چیکنگ کر سکتے ہیں اور اگر بلیک تھنڈر کو یہ اطلاع مل گئی کہ ہم فان لینڈ جا رہے ہیں تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہم نے بامین کا سراغ لگ لیا ہے۔ پھر یہ ہو گا کہ یا تو بامین کو ہلاک کر دیا جائے گا یا اسے انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے گا اور ہمارا راستہ رک جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”تمہاری بات درست ہے اور اب میں سمجھ گئی ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہمیں اس انداز میں بامین کو گھیرنا چاہئے کہ جب تک ہم اس کے سر پر نہ پہنچ جائیں اسے علم نہ ہو سکے اور نہ ہی بلیک تھنڈر کو۔..... جو لیا نے کہا۔

”لیکن ہمیں بہر حال فان لینڈ تو جانا ہی ہو گا اور وہاں اس بامین کا کوئی ٹھکانہ نہیں تو کم از کم وہ رین بو کلب تو جاتا ہو گا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تو یہ سارا کام نہیں ہو سکتا۔..... صفدر نے کہا۔

”ہم بڑی لائنج میں یہاں سے ہمسایہ ملک کافرستان پہنچ کر وہاں سے فان لینڈ جاسکتے ہیں یا دوسری صورت یہ ہے کہ عمران اپنا میک اپ ایسا کرے کہ اسے کسی صورت پہچانا نہ جاسکے اور یہ ہم سے علیحدہ رہے اور ہم بھی ایک ٹیم کی بجائے علیحدہ علیحدہ افراد کی صورت میں سفر کریں۔..... جو لیا نے کہا۔

”مس جو لیا۔ آپ کی یہ دوسری تجویز درست رہے گی۔“ صفدر نے کہا۔

”لیکن وہاں پہنچ کر تو ہمیں اکٹھے ہونا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہاں سے فان لینڈ پہنچنے والے تمام مسافروں کی مکمل نگرانی کریں۔“ تنویر نے کہا۔

”یہ ہو سکتا ہے کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے طور پر علیحدہ علیحدہ رہ کر کام کرے۔..... جو لیا نے کہا۔

”معاملہ تو پھر وہیں پہنچ جائے گا۔ عمران ہم سے پہلے اس کی گردن

جائے....." تنویر نے کہا۔

"تو پھر سنو۔ مس جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل علیحدہ جائیں گے جبکہ میں صالحہ اور خاور کے ساتھ علیحدہ فائنڈ ہینچوں گا۔ تم چاروں نے وہاں بائین کے پیچھے بھاگنے کی بجائے اس سرکاری ریڈ ایرو تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر اس ہیڈ کوارٹر میں ریڈ ایرو کے چیف سے بات کرنی ہے۔ اگر تو اس کی آواز دہی ہے جو بائین کے ساتھ بات کرتے ہوئے تم نے ٹیپ میں سنی تھی تو پھر سمجھو کہ تم درست آدمی تک پہنچ چکے ہو۔ اس سے تم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ فارمولا اور آلہ کہاں بھیجا گیا ہے جبکہ ہم بائین پر کام کریں گے اور ہمارا آپس میں رابطہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر ہو گا۔"۔

عمران نے فوراً ہی لیڈر کے انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ناپ لے گا اور ہم ایک بار پھر اس کا منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔" تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم میرا منہ دیکھنے کی بجائے آنسو دیکھتے رہنا۔ میری طرف سے مکمل اجازت ہے۔"۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو لیڈر بنانے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے ورنہ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے ہی بوڑھے ہو جائیں گے اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب عملی طور پر لیڈر ہوں جبکہ آپ نظریاتی طور پر۔"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ عمران کی کارکردگی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

"تنویر سے پوچھ لو۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا شیطانی دماغ واقعی ہم میں سے کسی کا نہیں ہے اس لئے مجبوری ہے۔"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر آپ سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں تو پھر یہ علم میں ہی اٹھا لیتا ہوں اور میرا وعدہ کہ اس مشن میں تم سے باقاعدہ کام لیا جائے گا اور تمہیں کام نہ کرنے کی شکایت نہیں ہو گی۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

"ٹھیک ہے۔ ہمارا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ ہم سے بھی کام لیا

بامین نے رابطہ ختم ہوتے ہی تیزی سے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ اس وقت رین بو کلب میں اپنے خاص کمرے میں موجود تھا۔ رین بو کلب اس کی ذاتی ملکیت تھی لیکن بظاہر اس کا اس کلب سے صرف اسمتار رابطہ رہتا تھا کہ وہ یہاں دو تین گھنٹے گزارتا تھا لیکن اس وقت کے لئے اس نے ایک کمرہ خاص طور پر اپنے لئے ریزرو کیا ہوا تھا جس میں بیٹھا وہ شراب پیتا رہتا یا اگر اس کے ساتھ کوئی گرل فرینڈ ہوتی تو وہ بھی اس کمرے میں ہی اس کے ساتھ رہتی تھی۔ اس وقت بھی وہ اپنے اس کمرے میں موجود تھا لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس خطرے کا الارم بج رہی تھی اس لئے اس نے کال ختم ہوتے ہی فون پیس کے نیچے لگے ہوئے ایک بٹن کو پریس کر دیا تھا اور بٹن پریس کر کے اس نے بغیر کریڈل دبائے تین نمبر پریس کئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یس۔ کلب ایکس چیج“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”بامین بول رہا ہوں۔ میرے کمرے میں جو کال رسپو کی گئی ہے اس کے بارے میں کیا معلوم ہوا ہے۔ میں نے تمہیں کاشن دیا تھا“..... بامین نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ معلوم ہو گیا ہے۔ یہ کال پاکیشیا کے دارالحکومت سے کی گئی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بھی بتا دیا گیا۔

”اوکے۔ اب یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتا دو“..... بامین نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبرز بتا دیئے گئے۔

”اوکے۔ شکریہ“..... بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے فون ڈائریکٹ کرنے کا بٹن پریس کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے پہلے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت کے نمبر پریس کرنے کے بعد وہ نمبر پریس کر دیئے جو اس فون آپریٹر نے اسے بتائے تھے کہ اس نمبر سے اسے کال کی گئی ہے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”سلیمان بول رہا ہوں“..... ایک آواز سنائی دی لیکن سوائے سلیمان کے دوسرا کوئی لفظ اسے سمجھ نہ آیا کیونکہ دوسری طرف سے

بولنے والا وہاں کی مقامی زبان میں بات کر رہا تھا۔

”میں ویسٹرن کارمن سے بول رہا ہوں۔ کیا یہ نمبر مسٹر جانسن کا ہے؟“..... بامین نے لہجہ بدلتے ہوئے گریٹ لینڈ کی زبان میں کہا۔

”سوری۔ رائنگ نمبر“..... دوسری طرف سے اس بار گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بامین نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”راجر بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”بامین بول رہا ہوں راجر۔ تمہارے پاس عمران کی فائل موجود ہے اس میں چمیک کرو کہ سلیمان کا نام موجود ہے اس میں“۔ بامین نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے اس فائل کو بہت غور سے پڑھا ہے۔ سلیمان اس کا باوجودی ہے اور اس کے فلیٹ میں رہتا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ کیا اس کا فون نمبر بھی فائل میں موجود ہے؟“..... بامین نے چونک کر پوچھا۔

”یس سر۔ اس کے فلیٹ کا نمبر، پتہ اور فون نمبر موجود ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتادی۔

”اوکے“..... بامین نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

رسیور رکھ دیا۔ اب بہر حال وہ کنفرم ہو چکا تھا کہ یہ کال عمران کی طرف سے تھی۔

”عمران نے نہ صرف میرا نام بلکہ یہاں میری موجودگی بھی ٹریس کر لی تھی۔ کیا وہ کوئی مافوق الفطرت آدمی ہے؟“..... بامین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی اس بات پر انتہائی حیرت ہو رہی تھی کہ آخر کس طرح عمران نے اس کا سراغ لگایا ہے اور پھر اس نے یہاں اسے کیوں فون کیا ہے۔ اس کا ذہن اسی ادھیڑ بن میں مشغول تھا کہ اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہ میری آواز سننا چاہتا تھا۔ اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ میں نے پاکیشیا سے جو کال یہاں باس کو کی تھی اس آلے کی ساخت کے بارے میں۔ اس کال کو کسی جگہ ٹیپ کیا گیا ہے“..... بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک اور خیال کے تحت چونک پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ آلہ اور اس کا فارمولا بلیک تھنڈر نے اڑایا ہے۔ ویری بیڈ“..... لیکن اس کے باوجود اسے یہ سمجھ نہ آرہی تھی کہ اسے فون لینڈ کا خیال کیسے آیا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ نہ صرف انہوں نے کال سن لی بلکہ یہ بھی معلوم کر لیا کہ میں نے کال فون لینڈ میں کی ہے۔ باس کا نمبر تو انہیں کسی صورت معلوم نہیں ہو سکتا البتہ ملک اور دارالحکومت کا علم ہو گیا اور پھر یہاں سے انہوں نے میرے نام کے بارے میں

انکو اتری کرائی ہوگی اور اس طرح اس نے یہاں مجھے کال کیا اور میری آواز سن کر وہ کنفرم ہو گیا ہوگا کہ میں واقعی وہی ہوں۔“ بامین نے کرسی کی پشت سے سر نکاتے ہوئے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 ”اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہاں گھیرنا ہوگا“..... بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پرلیس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔“

”باس۔ میں بامین بول رہا ہوں“..... بامین نے کہا۔

”یس۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیا“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور بامین نے جواب میں کال آنے سے لے کر اپنی انکو اتری اور پھر اپنے خیالات کے بارے میں پوری تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ وہی ہوا جس کا ڈر تھا کہ انہوں نے تمہیں بھی ٹریس کر لیا اور فان لینڈ کو بھی اور اب وہ بھوت بن کر تمہارے پیچھے لگ جائیں گے“..... باس نے سر دلچے میں کہا۔

”باس۔ یہ تو اچھا ہوا کہ مجھے بھی علم ہو گیا۔ اب ہم یہاں ان کا اچھی طرح استقبال کر سکتے ہیں“..... بامین نے کہا۔

”نہیں۔ پہلے سیکشن ہیڈ کو ارٹر کو رپورٹ دینی ہوگی۔ یہ انتہائی اہم بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ مین ہیڈ کو ارٹر تک پہنچ جائے۔ تم کہاں سے بات کر رہے ہو“..... باس نے کہا۔

”رین بو کلب سے باس۔ اپنے کمرے سے“..... بامین نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تم وہیں رکو۔ میں تمہیں کال کروں گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بامین نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ لوگ واقعی بے حد تیز ہیں۔ ہیڈ کو ارٹر ایسے ہی ان سے پریشان نہیں ہے“..... بامین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے اصل خدشہ یہ تھا کہ کہیں سیکشن ہیڈ کو ارٹر اسے انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم نہ دے دے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے باس کو تفصیل بتا کر غلطی کی ہے لیکن ظاہر ہے اب کچھ نہ ہو سکتا تھا اس لئے وہ ہونٹ بیچنے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ ڈائریکٹ فون کا بٹن پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ کال باس کی طرف سے ہی ہوگی۔

”بامین بول رہا ہوں“..... بامین نے کہا۔

”بامین۔ میری سیکشن ہیڈ کو ارٹر سے بات ہوئی ہے۔ تمہاری صلاحیتوں اور تمہاری کارکردگی نے تمہاری جان بچا دی ہے ورنہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر کا خیال تھا کہ ان لوگوں کو روکنے کا صحیح طریقہ یہی تھا کہ تمہیں آف کر دیا جائے لیکن وہ تمہیں ضائع نہیں کرنا چاہتے اس لئے انہوں نے حکم دیا ہے کہ پورا سب سیکشن کلوز کر دیا جائے اور تم اور میں یعنی ہم دونوں فان لینڈ سے سب سیکشن کے سیکنڈ ہیڈ کو ارٹر میں شفٹ ہو جائیں اور وہاں سے ضروری کام کرتے رہیں۔ لیکن ہم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اس وقت تک واپس فان لینڈ نہیں آئیں گے جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹکریں مار کر واپس نہیں چلی جاتی اور یہ کام آج اور ابھی ہونا ہے۔..... دوسری طرف سے باس نے کہا۔

”یہ کیسا حکم ہے باس۔ چلو میری حد تک تو ٹھیک ہے لیکن سیکشن کلوز کرنا اور آپ کو بھی وہاں بھیجنا اس کا کیا مطلب ہوا۔“

بامین نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سیکشن ہیڈ کو ارٹر کا خیال ہے کہ جس طرح انہوں نے تمہارا سراغ لگا لیا ہے اس طرح تمہارے ہٹ جانے کے باوجود وہ میرا سراغ بھی لگا سکتے ہیں اور پھر میرے ذریعے وہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر تک پہنچ سکتے ہیں یا رڈار لیبارٹری تک کیونکہ یہ فارمولا اور آلہ میں نے ذاتی طور پر اس لیبارٹری تک پہنچایا تھا۔ اس لئے سیکشن ہیڈ کو ارٹر کے علاوہ مجھے معلوم ہے کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے۔“..... باس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے باس۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ سیکنڈ پوائنٹ پر شفٹ ہو جائیں جبکہ میں یہاں ان کا مقابلہ کروں۔ اگر بفرض محال وہ مجھ پر قابو پالیں گے تو مجھے تو لیبارٹری کے بارے میں علم نہیں ہے اس لئے وہ مجھ سے تو معلوم نہیں کر سکیں گے اور اگر میں نے انہیں مار گرایا تو معاملہ ویسے ہی ختم ہو جائے گا۔“..... بامین نے کہا۔

”نہیں۔ وہ تمہارے ذریعے سیکنڈ پوائنٹ میں مجھ تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔“..... باس نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ جیسے آپ کا حکم۔ لیکن میرا خیال ہے کہ میں سیکنڈ پوائنٹ میں رہ کر اپنے سیکشن اور خاص طور پر راجر کے ذریعے ان کا یہاں خاتمہ کر سکتا ہوں۔“..... بامین نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن پھر تمہیں راجر کو یہ نہیں بتانا ہو گا کہ تم سیکنڈ پوائنٹ پر شفٹ ہو چکے ہو۔“..... باس نے کہا۔

”یس باس۔ میں اسے نہیں بتاؤں گا۔“..... بامین نے کہا۔

”اوکے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بامین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب میں دیکھوں گا کہ تم کیسے بچ کر یہاں سے جا سکتے ہو۔“

بامین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرسی کی پشت سے سرٹکا دیا۔ وہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں سے نمٹنے کا کوئی قابل عمل منصوبہ تیار کرنا چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ وہ راجر کے ذریعے اس منصوبے پر کامیابی سے عمل کر لے گا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فان لینڈ کے دارالحکومت سنا کی کے شمالی مغربی حصے کو عرف عام میں بلیک زون کہا جاتا تھا کیونکہ اس علاقے میں جرائم پیشہ افراد کے اڈے تھے۔ یہاں واقع کلب، ہوٹل، گیمز ہاؤسز سب کے سب جرائم پیشہ افراد سے بھرے رہتے تھے۔ یہاں پولیس بھی خال خال ہی نظر آتی تھی لیکن اس کے باوجود یہاں غیر ملکی سیاحوں کی اس قدر کثرت ہوتی تھی کہ انہیں دیکھ کر آدمی حیران رہ جاتا تھا۔ اس میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی کثیر تعداد شامل تھی۔ یہاں کے گیم ہاؤسز، کلب اور ہوٹلز غیر ملکی سیاحوں سے ہر وقت بھرے رہتے تھے۔ بلیک زون کی راتیں اس کے دنوں سے زیادہ ہنگامہ خیز ہوتی تھیں۔ یہاں ویسے تو فان لینڈ کا بڑے سے بڑا جرائم پیشہ گینگسٹر پایا جاتا تھا لیکن اس پورے بلیک زون میں غیر تحریری طور پر ایک ایسا ضابطہ اخلاق نافذ رہتا تھا کہ بڑے سے بڑا جرائم پیشہ بھی اسے توڑنے کی ہمت نہ

RA
AF
RE
XO
@H
OT
M
A
L
•
C
O
M

کرتا تھا۔ یہاں کسی سے زبردستی نہ ہی کچھ وصول کیا جاسکتا تھا اور نہ کسی کو دھمکی دی جاسکتی تھی اور نہ ہی کسی پر اسلحہ تانا جاسکتا تھا۔ یہاں لوگ گیم ہاؤسز سے لاکھوں ڈالر جیت کر نکلتے تھے لیکن کسی میں یہ جرات نہ ہوتی تھی کہ وہ ٹیڑھی آنکھ سے بھی اسے دیکھ سکے۔ البتہ اگر کوئی کسی کو چیلنج کر دے اور جسے چیلنج کیا جائے وہ چیلنج قبول کر لے تو پھر کوئی ان کے درمیان مداخلت نہ کرتا تھا اور پھر وہاں گرنے والی لاشیں چند لمحوں میں غائب ہو جاتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ غیر ملکی سیاح یہاں پہنچ کر اپنے آپ کو ہر طرح سے محفوظ سمجھتے تھے۔ اس ضابطہ اخلاق کے نفاذ کی اصل وجہ یہاں ایک بہت بڑے گینگ کی حکومت تھی جسے عرف عام میں بلیک گن کہا جاتا تھا۔ بلیک زون میں واقع کلبوں، ہوٹلوں اور گیم ہاؤسز کی زیادہ تر تعداد بلیک گن گینگ کی ملکیت تھی اور جو باقی تھے وہ ان کے تحت تھے۔ اگر وہاں بلیک گن کے حکم کی معمولی سی خلاف ورزی کر دی جاتی تو اس پورے کلب اور ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیا جاتا تھا اور وہاں کام کرنے والے لوگوں کو لاشوں میں تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں بلیک گن کے احکامات کی خلاف ورزی کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ پورے بلیک زون میں بلیک گن کے محافظ ہر جگہ موجود نظر آتے تھے۔ ان لوگوں کی خاص نشانی ان کی پیشانی پر بندھی ہوئی زرد رنگ کی پٹی تھی جس کے درمیان سیاہ رنگ کی گن بنی ہوئی تھی اور اس کے نیچے اس آدمی کا نمبر بھی ہوتا تھا۔ انہیں بھی سختی سے حکم تھا کہ وہ غیر

ضروری طور پر کسی معاملے میں مداخلت نہ کریں اور بلیک گن نامی کلب بلیک زون کا سب سے بڑا کلب تھا۔ اس کلب کے اندر گیم ہاؤسز بھی تھے اور یہاں دنیا کی ہر غیر اخلاقی حرکت اس انداز میں جائز تھی کہ کسی پر کوئی زبردستی نہ کی جائے۔ دوسرے کی رضامندی سے آپ ہر وہ کام کر سکتے تھے جو آپ کا دل چاہے اور جس کی اجازت شاید دنیا کے کسی ملک میں بھی نہ دی جاسکتی تھی۔ بلیک گن نامی کلب کا مینجر روڈنی تھا جو بلیک گن کا چیف باس تھا۔ روڈنی اس بلیک زون کے سیاہ و سفید کا مالک سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ نہ صرف بلیک زون بلکہ پورے فان لینڈ میں ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے روڈنی کا ہاتھ ہوتا تھا۔ روڈنی فان لینڈ کا ہی باشندہ تھا۔ اس کی پوری زندگی جرائم میں ہی گزری تھی اور اسے یہاں ایک لحاظ سے ضرب المثل کی سی حیثیت حاصل تھی۔ فان لینڈ کے اعلیٰ ترین حکام بھی اس کے نام سے خوف کھاتے تھے کیونکہ روڈنی نے باقاعدہ ایک ایسا خفیہ شعبہ بنایا ہوا تھا جو چھوٹے بڑے تمام حکام کی کمزوریوں کے دستاویزی اور فلمی ثبوت اکٹھے کرتا رہتا تھا۔ اس طرح فان لینڈ کے اعلیٰ ترین حکام سے لے کر عام پولیس کانسٹیبل تک کے خلاف ایسے ایسے ثبوت اس کے پاس موجود ہوتے تھے کہ ایک معمولی سی دھمکی سے وہ آدمی چاہے کتنا بڑا حاکم ہی کیوں نہ ہو روڈنی کے سامنے ہاتھ جوڑنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ عام طور پر روڈنی حکومت کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا تھا لیکن جہاں اس کے حکم کی معمولی سی خلاف ورزی ہو جائے وہاں وہ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

قیامت برپا کر دینے کا عادی تھا۔ بلیک گن کلب کی وسیع و عریض چار منزلہ عمارت میں چوبیس گھنٹے غیر ملکی سیاحوں اور جرائم پیشہ افراد کا رش رہتا تھا۔ یہاں گیم ہاؤسز میں روزانہ کروڑوں ڈالرز کا جوا ہوتا تھا اور یہاں ہر وہ کام ہوتا تھا جو شاید کہیں اور نہ ہو سکتا تھا۔ بلیک گن کلب کا مینجر رچرڈ عملی طور پر بلیک گن کا مختار تھا۔ وہ صرف روڈنی کو جواب دہ تھا اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ ہر لحاظ سے اپنی مرضی کا مالک تھا۔ رچرڈ کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ دنیا کا سفاک ترین انسان ہے اور ہلا کو خان اور چنگیز خان دونوں کی روحیں مل کر اس رچرڈ کے جسم میں موجود ہیں۔ وہ انسانوں پر ایسے ایسے ظلم توڑتا تھا کہ سننے والوں کے روگئے کھڑے ہو جاتے تھے اس لئے عام طور پر اسے بلیک رچرڈ کہا جاتا تھا اور اس سے لوگ اس طرح خوف کھاتے تھے کہ شاید موت کے فرشتے سے بھی خوف نہ کھاتے ہوں۔ اس کی لغت میں معافی کا لفظ لکھا ہی نہ گیا تھا۔ ویسے وہ ذاتی طور پر بھی لڑائی بھڑائی کا بے حد ماہر اور بے خطا نشانہ باز سمجھا جاتا تھا۔ اتہائی تیز ترین شراب اس کے لئے پانی سے بھی کم اہمیت رکھتی تھی اور وہ مسلسل شراب پینے کا عادی تھا۔ اس قدر شراب کہ کہا جاتا تھا کہ بلیک رچرڈ کے جسم میں خون کی بجائے شراب دوڑتی رہتی ہے۔ وہ اپنے ایک مخصوص آفس میں بیٹھا شراب پیتا رہتا تھا اور احکامات دیتا رہتا تھا۔ اس کے آفس میں کلوز سرکٹ کی ٹیلی ویژن سکرینیں ہر طرف نصب تھیں جن میں بلیک گن کلب کا تقریباً ہر شعبہ سکرین پر

نظر آتا تھا۔ اس طرح اسے اپنے احکامات کی تکمیل کا فوری علم ہوتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی بلیک رچرڈ اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ ایک طرف رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رچرڈ نے چونک کر اس فون کی طرف دیکھا اور جھپٹ کر اسے اٹھالیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ فون روڈنی کے لئے مخصوص تھا۔

”رچرڈ بول رہا ہوں چیف باس“..... رچرڈ کا لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

”ریڈ ایرو کا راجر تمہارے پاس پہنچ رہا ہے۔ اس سے تم نے مکمل تعاون کرنا ہے۔ یہ میرا حکم ہے۔“..... دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”راجر کو اتنی اہمیت مل گئی ہے کہ وہ چیف باس تک پہنچ گیا ہے۔ حیرت ہے“..... رچرڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ریڈ ایرو کے بارے میں جانتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ریڈ ایرو کا چیف آر تھر، روڈنی کا بڑا گہرا دوست ہے اور روڈنی اگر کسی سے بے تکلف تھا تو اس آر تھر سے ہی تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس آر تھر کی بلیک زون میں اسی طرح عزت کی جاتی تھی جیسے روڈنی کی کی جاتی تھی۔ گو یہ دوسری بات ہے کہ آر تھر کبھی کبھار ہی بلیک زون میں آتا تھا اور وہ بھی صرف روڈنی سے ملنے۔ راجر ریڈ ایرو کے ایک سیکشن جسے سپیشل سیکشن کہا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

جاتا تھا کے چیف ایجنٹ باسین کا اسسٹنٹ تھا۔ ویسے عملی طور پر وہ سپیشل سیکشن کا انچارج تھا۔ باسین تو فان لینڈ سے باہر مشن پر کام کرتا تھا جبکہ راجر یہاں فان لینڈ میں ہی کام کرتا تھا اور ریڈ ایرو سرکاری تنظیم تھی اور سرکاری سطح پر اسے وہی اہمیت حاصل تھی جو بلیک زون میں بلیک گن کو حاصل تھی۔ گو ریڈ ایرو نے کبھی بلیک زون میں مداخلت نہ کی تھی اور نہ ہی بلیک گن نے کبھی ریڈ ایرو کے معاملات میں مداخلت کی تھی اس لئے روڈنی کی طرف سے راجر کا نام لئے جانے پر رچرڈ حیران ہو رہا تھا کیونکہ اس سے پہلے جب بھی کوئی ایسی بات ہوتی تو روڈنی آر تھر کا ہی نام لیا کرتا تھا لیکن اس بار اس نے براہ راست راجر کا نام لیا تھا اور اس بات سے رچرڈ حیران ہوا تھا کہ راجر کی اب اتنی اہمیت ہو گئی ہے کہ وہ براہ راست روڈنی تک پہنچ گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رچرڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... رچرڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ریڈ ایرو کا راجر آپ سے ملاقات کی درخواست کر رہا ہے باس“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”بھج دوا سے“..... رچرڈ نے تیز اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ساتھ ہی موجود ریک سے شراب کی نئی بوتل اٹھائی۔ اس کا ڈھکن ہٹایا اور اسے منہ سے لگا لیا۔ آدھی بوتل پی کر

اس نے بوتل منہ سے ہٹائی ہی تھی کہ دروازہ کھلا اور ایک چھریرے بدن اور ورزشی جسم کا خوبرونوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے سینٹ اور شرٹ کے اوپر گہرے براؤن رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا۔ گلے میں براؤن رنگ کی ٹائی ڈھیلے انداز میں لٹک رہی تھی۔ یہ راجر تھا۔

”ہیلو آنریبل رچرڈ“..... راجر نے اندر داخل ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔ وہ ہمیشہ رچرڈ کو آنریبل رچرڈ ہی کہا کرتا تھا۔ یہ دونوں کلاس فیلو تھے اور ان کے درمیان خاصی بے تکلفی تھی۔ یہ اور بات تھی کہ ان کے درمیان ملاقات کبھی کبھار ہی ہوا کرتی تھی۔

”آؤ۔ آؤ راجر۔ اب تو تم بڑے اہم آدمی بن گئے ہو کہ چیف باس تمہارا نام لے کر بات کرتا ہے“..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شراب کی بوتل دوبارہ منہ سے لگالی تھی۔

”آنریبل رچرڈ کے کلاس فیلو کی اب اتنی اہمیت تو بہر حال ہو گئی ہے کہ اس کا چیف باس اس کا نام لے لے“..... راجر نے مسکراتے ہوئے کہا تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہر حال بتاؤ کہ کس قسم کا تعاون چاہتے ہو تم“..... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ مسلسل شراب پیئے چلا جا رہا تھا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ریڈ ایرو کے درمیان ایک مشن کے سلسلے میں مقابلہ ہو رہا ہے۔ ریڈ ایرو نے ان کے ملک سے ایک اہم فارمولا اڑا لیا ہے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس جو پوری دنیا میں

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

سب سے خطرناک سمجھی جاتی ہے سنا کی پہنچ رہی ہے تاکہ وہ ریڈ ایرو کے چیف کے خلاف کام کرے اور اس سے فارمولا واپس حاصل کر سکے۔ ہم نے انہیں کور کرنا ہے لیکن باوجود کوشش کے ہمیں ان کے بارے میں پاکیشیا سے کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔ یہ لوگ میک اپ کے بھی ماہر ہیں اس لئے ان کے حلیئے وغیرہ بھی معلوم ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اور تم جانتے ہو کہ سنا کی میں لاکھوں نہیں تو ہزاروں لوگ بہر حال آتے جاتے رہتے ہیں جن میں غیر ملیوں کی بھی کثرت ہوتی ہے اس لئے چیف باس آر تھر اور چیف بامین نے بلیک گن کا تعاون حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے آدمی پورے سنا کی میں موجود ہیں۔ ان کے پاس ٹی ایس کیرے بھی موجود ہیں جن کی مدد سے ہر وہ آدمی جو کسی طرح کے میک اپ میں بھی ہو چمک کیا جاسکتا ہے اس لئے تم انہیں چمک کر سکتے ہو۔ اس فیصلے کے بعد چیف باس نے تمہارے چیف باس سے بات کی تو اس نے تمہیں فون کیا اور میں تمہارے پاس حاضر ہو گیا ہوں“..... راجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان کی تعداد کتنی ہے“..... رچرڈ نے پوچھا۔

”معلوم نہیں۔ وہ دو بھی ہو سکتے ہیں اور دس بھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ گروپوں کی صورت میں یہاں آئیں“..... راجر نے کہا۔

”ان کا کیا کرنا ہے۔ فٹش کرنا ہے یا تمہیں صرف اطلاع دینی ہے“..... رچرڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہمارے مطلوبہ افراد ایشیائی ہیں اس لئے اگر ایشیائی ہوں تو انہیں فنش کرنا ہے اور ایشیائیوں سے ہٹ کر کوئی اور ہوں تو ان سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہے“..... راجر نے کہا۔

”لیکن یہ چیکنگ کتنے عرصے تک کرنی ہوگی“..... رچرڈ نے کہا۔

”کم از کم ایک ہفتے تک“..... راجر نے جواب دیا۔

”اس کا معاوضہ کون دے گا“..... رچرڈ نے کہا۔

”چیف باس آر تھر“..... راجر نے جواب دیا تو رچرڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کام ہو جائے گا۔ ان کی لاشیں تمہیں مل جائیں گی“..... رچرڈ نے کہا اور راجر اٹھ کھڑا ہوا۔

”شکریہ“..... راجر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا جبکہ رچرڈ نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن پریس کیا اور کسی کو اس بارے میں احکامات دینے میں مصروف ہو گیا۔

جولیا، تتویر، صفدر اور کیپٹن شکیل چاروں ہوائی جہاز کی انتہائی آرام دہ نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس باقاعدہ کاغذات بھی موجود تھے اور کاغذات کی رو سے وہ سب ایکریمین سیاح تھے۔ انہیں سفر کرتے ہوئے دو روز ہو گئے تھے اور وہ پاکیشیا سے براہ راست فان لینڈ جانے کی بجائے پہلے پاکیشیا سے ہمسایہ ملک کافرستان گئے تھے اور پھر وہاں سے وہ گریٹ لینڈ پہنچے تھے اور اس وقت وہ گریٹ لینڈ کے طیارے میں سوار فان لینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سناکی کا ایرپورٹ اب صرف چند منٹ کے فاصلے پر ہی رہ گیا تھا۔ پاکیشیا سے روانگی سے پہلے جولیا نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ باقاعدہ تفصیلی میٹنگ کی تھی اور انہوں نے اپنا لائحہ عمل طے کر لیا تھا۔ عمران نے انہیں جو ٹارگٹ دیا تھا اس کے مطابق انہوں نے ریڈ ایرو کے خلاف کارروائی کرنی تھی تاکہ اس سے

اس لیبارٹری کا سہ چلایا جاسکے جہاں فارمولا بھیجا گیا تھا اور صفدر نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے اس پر باقاعدہ کام کیا تھا اور اس نے پاکیشیا سے فون پر سنا کی میں مخبری کرنے والی ایک تنظیم سے رابطہ کر کے اس سے ریڈ ایرو کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں۔ ان معلومات کے مطابق ریڈ ایرو فان لینڈ کی سرکاری مہجسی تھی جس کا چیف باس آر تھر تھا اور اس کے ایک سپیشل سیکشن کا چیف باسین تھا۔ ریڈ ایرو کا ہیڈ کوارٹر سنا کی کے جنوبی علاقے راس فیلڈ میں تھا۔ بظاہر یہ عمارت ایک کلب کی تھی جس کا نام بھی راس فیلڈ کلب تھا لیکن یہ کلب صرف آڑ تھی۔ اس کے نیچے تہہ خانوں میں ریڈ ایرو کا ہیڈ کوارٹر تھا اس لئے وہ سب مطمئن تھے کہ سنا کی پہنچ کر وہ اس ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کریں گے اور پھر آر تھر سے ضروری معلومات حاصل کر کے آگے نکل جائیں گے۔ سنا کی میں رہائش گاہ کا انتظام بھی صفدر نے کر لیا تھا اور سنا کی میں چونکہ اسلحے پر کسی قسم کی کوئی بندش نہ تھی اس لئے انہیں یقین تھا کہ وہ وہاں سے اپنے مطلب کا ضروری اسلحہ بھی حاصل کر لیں گے اس لئے وہ سب پوری طرح مطمئن نظر آ رہے تھے۔ پھر پائلٹ نے سنا کی ایرپورٹ پر پہنچنے کا اعلان کر دیا اور جہاز میں ہلچل سی نظر آنے لگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایرپورٹ پر ضروری چیکنگ سے فارغ ہو کر پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔ اب ان کا رخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھے اس کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں صفدر نے رہائش حاصل

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کی تھی کہ اچانک ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تو سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا چونک پڑی۔
”کیا بات ہے۔ تم اچانک پریشان نظر آنے لگے ہو“..... جولیا نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مادام۔ میری ٹیکسی کا تعاقب بلیک گن کی کار کر رہی ہے اور وہ کسی بھی لمحے میری ٹیکسی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔“
ڈرائیور نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ لیکن کیوں“..... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔ عقبی سیٹ پر موجود تتویر، صفدر اور کیپٹن تشکیل بھی ڈرائیور کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے تھے۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ پلیز آپ اتر جائیں۔ مجھے کرایہ بھی نہ دیں لیکن پلیز۔ مجھ پر رحم کھائیں۔ وہ یقیناً آپ کی طرف سے مشکوک ہیں“..... ڈرائیور کی حالت اس قدر خراب ہو چکی تھی کہ جولیا کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو سکتا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں ایک طرف کر کے اتار دو“..... جولیا نے کہا تو ڈرائیور کا زرد پڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا۔

”لیکن ہمارے پیچھے تو بے شمار کاریں ہیں۔ تم کس کار کی بات کر رہے ہو“..... جولیا نے کہا۔

”وہ۔ وہ سرخ کار۔ جس پر زرد دھاریوں والا بڑا سا نشان ہے۔“
ڈرائیور نے سائیڈ پر جانے کا انڈیکیٹر دیتے ہوئے کہا تو جولیا نے عقبی

آئینے میں اس کار کو مارک کرنا شروع کر دیا اور پھر اسے وہ کار نظر آ گئی۔ اس میں ڈرائیور کے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے گلے میں ایک کیمرا لٹک رہا تھا۔ دونوں ہی مقامی آدمی تھے لیکن دونوں ہی اپنی شکل و صورت سے اچھے لوگ دکھائی دے رہے تھے۔ البتہ وہ مخصوص نشان واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی سائیڈ پر رک گئی تو جویا نیچے اتر آئی۔ عقبی طرف سے اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے تو ٹیکسی ڈرائیور نے ایک لمحہ صانع کئے بغیر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ جویا کی نظریں اس کار پر جمی ہوئی تھیں جو اب ان کے قریب آ کر رک گئی تھی۔ اس نے بھی شاید ٹیکسی کو سائیڈ پر جانے کا انڈیکیٹر دیتے دیکھ کر سائیڈ پر آنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

”یہ ٹیکسی نے آپ کو یہاں کیوں اتار دیا ہے۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے..... ایک آدمی نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے گلے میں کیمرا لٹک رہا تھا۔

”نہیں۔ گڑبڑ تو نہیں ہے۔ ہمیں یہیں اترنا تھا۔ یہاں ہمارے دوستوں نے ہمیں پک کرنا ہے لیکن یہاں تو کوئی نظر نہیں آ رہا..... جویا نے آگے بڑھ کر کہا جبکہ اس کے باقی ساتھی خاموش کھڑے رہے۔

”آپ نے کہاں جانا ہے۔ میں کسی دوسری ٹیکسی کو کال کر کے آپ کے پاس بھجوا دیتا ہوں..... اس آدمی نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

”کرائس کالونی جانا ہے..... جویا نے جواب دیا۔

”اوکے آپ یہیں رکیں۔ ابھی ٹیکسی پہنچ جائے گی..... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کی کار آگے بڑھ گئی۔

”یہ کون لوگ ہیں۔ اس ٹیکسی ڈرائیور کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ ان سے اس طرح خوفزدہ تھا جیسے اس نے کوئی بدروح دیکھ لی ہو۔ جویا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مس جویا اس آدمی کے گلے میں جو کیمرا لٹک رہا تھا وہ جدید ترین کیمرا ہے۔ اس سے میک اپ چیک کئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے ہمارے میک اپ چیک کئے ہیں اور پھر ہمارا تعاقب شروع کر دیا ہے اور یہ بلیک گن شاید یہاں کا کوئی خوفناک سینڈویچ ہے جس کو ہتھکرتے دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کی حالت خراب ہو گئی تھی۔“

صفدر نے کہا۔

”میک اپ چیک کئے گئے ہیں۔ کیا مطلب کیوں ان کا ہم سے کیا تعلق..... جویا نے حیران ہو کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ گینگ بھی بلیک تھنڈر کے تحت ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب ہم کرائس کالونی پہنچیں گے تو یہ ہماری رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”پھر تو انہیں پکڑ کر ان سے سب کچھ اگلوایا جاسکتا ہے۔“ تنویر نے پر جوش لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اب یہ ضروری ہے.....“ صفدر نے کہا اور اسی لمحے ایک

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

خالی ٹیکسی ان کے قریب آکر رک گئی۔

”آئیے جتاپ۔ میں آپ کو کرائس کالونی پہنچا دوں۔“ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی سرہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک کالونی میں داخل ہوئی تو جولیا نے ڈرائیور کو کوٹھی کا نمبر بتایا اور ٹیکسی ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے پھانک کے سامنے جا کر رک گئی۔ جولیا اور اس کے ساتھی نیچے اتر آئے اور صفدر نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا تو ڈرائیور سلام کر کے ٹیکسی آگے بڑھالے گیا جبکہ جولیا نے کوٹھی کے پھانک پر موجود نمبروں والے تالے کو کھولا اور پھر چھوٹا پھانک کھول کر وہ اندر داخل ہو گئے۔

”آؤ تتویر۔ ہم نے ان دونوں کو چیک کرنا ہے۔ عقبی دروازے سے نکل جاتے ہیں۔“ صفدر نے تتویر سے کہا اور تتویر سرہلاتا ہوا اس کے پیچھے سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا اور کیپٹن شکیل سیدھے سامنے والی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

”میری سمجھ میں ابھی تک یہ سچو نیشن نہیں آرہی۔“ جولیا نے کہا۔

”اگر یہ لوگ مل گئے تو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ دونوں وہیں برآمدے میں ہی رک گئے۔ انہیں اب صفدر اور تتویر کا انتظار تھا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد صفدر اور تتویر سائیڈ گلی سے نکل کر سامنے آئے تو ان دونوں کے کاندھوں پر

دونوں آدمی لدے ہوئے تھے جن میں سے ایک کے گلے میں کیمرا لٹک رہا تھا۔

”یہ کہاں تھے۔“ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”ہم جیسے ہی عقبی سڑک پر پہنچے تو ان کی کار بھی سائیڈ سے نکل کر ادھر آ گئی۔ ہم دونوں کوڑے کے ڈرموں کے پیچھے ہو گئے۔ ان کی کار ان ڈرموں کے قریب آکر رک گئی اور پھر یہ دونوں کار سے باہر آئے ہی تھے کہ ہم نے ان دونوں کو چھاپ لیا۔“ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”انہیں اندر لے چلو اب ان سے معلوم کرنا ہو گا کہ یہ سارا چکر کیا ہے۔“ جولیا نے کہا اور اندرونی طرف بڑھ گئی۔ کیپٹن شکیل نے پوری کوٹھی گھوم ڈالی اور پھر اس کے ستور سے رسیوں کے دو بندل تلاش کئے اور انہیں لے کر وہ سٹنگ روم میں پہنچ گیا۔ پھر ان دونوں کو ان رسیوں کی مدد سے کرسیوں پر باندھ دیا گیا۔ صفدر نے اس آدمی کے گلے سے کیمرا اتار لیا تھا اور وہ اسے چیک کرنے میں مصروف تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ میرا خیال درست تھا۔ یہ واقعی میک اپ چیک کرنے والا مخصوص کیمرا ہے۔ اس میں ہم سب بغیر میک اپ کے نظر آ رہے ہیں۔“ صفدر نے کہا تو سب نے اس کی بات کو باقاعدہ چیک کیا۔ صفدر کی بات واقعی درست تھی۔

”اب یہ بتائے گا کہ یہ سب کیا چکر ہے۔“ تتویر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے اس آدمی کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع

کر دیئے جس کے گلے میں کیرہ موجود تھا۔ تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر وہ کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔

”یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تم نے ہمیں باندھ دیا۔ اوہ ہمیں بلیک گن کے آدمیوں کو“..... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے بلیک گن کے آدمیوں کو باندھنا دنیا کا سب سے ناممکن ترین کام ہو۔ ”کیا نام ہے تمہارا“..... تنویر نے درشت لہجے میں کہا۔

”میرا نام ٹونی ہے۔ تم سب ایشیائی ہو۔ صرف یہ عورت سوئس نژاد ہے اور اس لئے تم یہاں زندہ بھی نظر آ رہے ہو ورنہ تم یہاں تک پہنچ ہی نہ سکتے تھے اور ایرپورٹ پر ہی تمہاری لاشیں پڑی رہتیں“..... ٹونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... اس بار جو لیانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سنو مجھے تم پسند آ گئی تھیں اور میں نے اپنے ساتھی فرنیک سے بات کر لی تھی کہ ہم دونوں ہی تمہارے ساتھ رات گزاریں گے اس لئے تم سب زندہ ہو ورنہ ہمیں تو حکم تھا کہ جیسے ہی تم لوگ نظر آؤ ہم کلنگ سیکشن کو اطلاع دے دیں اور تم دوسری سانس بھی نہ لے سکتے لیکن ہمیں یہی کہا گیا تھا کہ ہم نے صرف ایشیائی آدمیوں کے خلاف کارروائی کرنی ہے۔ ہم یہاں اس لئے آئے تھے کہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے تمہیں اٹھا کر اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیں گے اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گے لیکن تم نے اپنی زندگی کی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

سب سے بڑی حماقت کی کہ ہمیں بے ہوش کر کے یہاں باندھ دیا۔ اب بھی وقت ہے تم ہمیں چھوڑ دو“..... اس ٹونی نے تیز تیز لہجے میں کہا اور جو لیانا کا چہرہ یکفخت غصے کی شدت سے مٹاثر کی طرح سرخ ہو گیا۔ ”تم۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے بارے میں اس انداز میں سوچو“..... جو لیانا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ مس جو لیانا۔ پلیز آپ باہر جائیں۔ ہمیں ان سے بہت کچھ معلوم کرنا ہے“..... اچانک صفدر نے کہا تو جو لیانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ جو معلومات حاصل کرنی ہیں کر لو“..... جو لیانا نے نارمل ہوتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔

”سنو ٹونی۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو جو کچھ ہم پوچھیں تفصیل سے بتا دو ورنہ دوسری صورت میں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ ادھیڑ دیا جائے گا“..... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ بلیک گن کے ٹونی پر ہاتھ اٹھاؤ گے۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ پہلے ہی تم نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی کہ ہمیں اس طرح باندھ دیا۔ اب تم یہ بات کر رہے ہو۔ چھوڑ دو ہمیں۔ ہمارا وعدہ کہ ہم تمہارے خلاف رپورٹ نہیں کریں گے۔ کوئی اور کرے تو کرے لیکن ہم نہیں کریں گے“..... ٹونی نے کہا اور پھر ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ تنویر کا بازو گھوما اور کمرہ تھپڑ کی زور دار آواز کے ساتھ ہی ٹونی کے منہ سے نکلنے والی چیخ سے گونج

اٹھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔

”بولو۔ جو کچھ پوچھا جا رہا ہے اس کا جواب دو“..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے۔ بلیک گن کے ٹونی کو۔ اب تمہارا انجام انتہائی عبرت ناک ہو گا“..... ٹونی نے چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ پھر گونج اٹھا۔ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی بائیں آنکھ میں اپنی انگلی کسی نیزے کے سے انداز میں مار دی تھی۔ کمرہ ٹونی کے حلق سے نکلنے والی پے در پے چیخوں سے گونجنے لگا۔ وہ اب اس طرح دائیں بائیں سر مار رہا تھا جیسے پنڈولم حرکت کرتا ہے۔

”بولو۔ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا“..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”بب، بب۔ بتاتا ہوں۔ تم شاید بلیک گن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ورنہ تم کبھی اتنی جرأت نہ کرتے کہ ہماری طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھ سکو۔ مجھے مت مارو۔ تم جو کچھ پوچھو گے میں بتا دوں گا۔“ اس بار ٹونی نے کر لہتے ہوئے کہا۔ اسے شاید اب سمجھ میں آیا تھا کہ یہ لوگ اجنبی ہیں اور انہیں بلیک گن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔

”یہ بلیک گن کیا ہے۔ اس بارے میں تفصیل بتاؤ“..... اس بار صفدر نے کہا تو ٹونی نے بلیک زون اور بلیک گن کلب اور باس رچرڈ

کے بارے میں پوری تفصیل بتادی۔

”کیا اس رچرڈ کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے“..... صفدر نے کہا۔

”بلیک تھنڈر۔ وہ کون ہے۔ ہم نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا“..... ٹونی نے رک رک کر جواب دیا۔

”ریڈ ایرو کے بارے میں جانتے ہو“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ ریڈ ایرو یہاں کی سرکاری تنظیم ہے اور ریڈ ایرو کے چیف آر تھر کے بلیک گن کے چیف باس روڈنی سے بڑے گہرے دوستانہ تعلقات ہیں“..... ٹونی نے جواب دیا تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب بات سمجھ میں آگئی تھی کہ اس بلیک گن کو کیوں ان کے خلاف استعمال کیا گیا ہے۔

”روڈنی کہاں رہتا ہے“..... صفدر نے پوچھا۔

”وہ کسی سے نہیں ملتا۔ اس کا نائب باس رچرڈ سب کام کرتا ہے۔ وہ بلیک گن کلب میں مستقل طور پر رہتا ہے لیکن اس کی اجازت کے بغیر بلیک گن کلب میں تو ایک طرف بلیک زون میں مکھی بھی نہیں اڑ سکتی“..... ٹونی نے جواب دیا۔

”تمہیں کس نے ہماری چیکنگ کا حکم دیا تھا“..... صفدر نے پوچھا۔

”ہمارے سیکشن انچارج رابرٹ نے“..... ٹونی نے جواب دیا۔

”سیکشن انچارج۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا علیحدہ سیکشن ہے۔“

صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ چیکنگ کرنے والا علیحدہ سیکشن ہے۔ ہماری طرح پورے شہر میں ہمارے سیکشن کے افراد موجود ہوں گے جو تمہیں چیک کر رہے ہوں گے۔ یہ اور بات ہے کہ ایئر پورٹ اور اس سے ملحقہ علاقے میں ہماری ڈیوٹی تھی“..... ٹونی نے کہا۔

”تم ہمارے متعلق کسے رپورٹ دیتے اور کس طرح“۔ صفدر نے پوچھا۔

”ہمارے پاس سپیشل ٹرانسمیٹر ہے۔ ہم کلنگ سیکشن کے انچارج برٹ کو اطلاع دیتے اور برٹ اپنے آدمیوں کو اور تم فوراً مارے جاتے کیونکہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں“..... ٹونی نے جواب دیا۔

”وہ سپیشل ٹرانسمیٹر کہاں ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہماری کار کے ڈیش بورڈ میں نصب ہے“..... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب ہمیں ماسک میک اپ کرنے ہوں گے کیونکہ مجھے اس کیمپ کے بارے میں عمران صاحب نے بتایا تھا کہ یہ کیمپ ویسے تو ہر قسم کے میک اپ چیک کر لیتے ہیں لیکن ماسک میک اپ کو چیک نہیں کر سکتے“..... صفدر نے پاکیشیائی زبان میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان دونوں کا کیا کریں۔ ان کی کار اس کو ٹھی کے عقب میں موجود ہے“..... جولیانا نے کہا۔

”ان کا خاتمہ تو بہر حال ضروری ہے۔ اس کے بعد ہم اس کو ٹھی

سے کار لیں گے اور پھر کو ٹھی چھوڑ دیں گے اور پھر سیدھے بلیک زون پہنچیں گے کیونکہ اب اس آر تھر کے بارے میں اس رپورٹ یا روڈنی سے ہی معلومات مل سکتی ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ماسک میک اپ باکس ہمارے پاس موجود ہیں۔ اسلحہ بھی یہاں موجود ہوگا۔ ہمیں ابھی چلنا ہوگا“۔ جولیانا نے کہا تو تنویر کا چہرہ چمک اٹھا۔

”ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات“..... تنویر نے کہا اور پھر جولیانا کے حکم پر ان دونوں کی گردنیں توڑ دی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے تہہ خانے سے مشین پسٹلز اور ان کے میگزین حاصل کئے۔ سب نے اپنے چہروں پر ماسک چڑھائے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کو ٹھی میں موجود کار میں سوار ہو کر بلیک زون کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے سنا کی کا تفصیلی نقشہ اس عمارت سے لے لیا تھا اس لئے کرائس کالونی کو مارک کر کے انہوں نے بلیک زون کی نہ صرف نقشے میں چیکنگ کر لی تھی بلکہ راستہ بھی مارک کر لیا تھا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران، صالحہ اور خاور کے ہمراہ پاکیشیا سے سیدھا سویڈن کے دارالحکومت سٹام ہام پہنچا تھا اور اس وقت سٹام ہام کے ایک فائیو سٹار ہوٹل کے کمرے میں خاور اور صالحہ دونوں موجود تھے جبکہ عمران انہیں یہاں پہنچا کر باہر نکل گیا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہ ہوئی تھی۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تھا۔ یہ کمرہ عمران کے نام سے ہی بک تھا۔ گو ان دونوں کے نام سے علیحدہ علیحدہ کمرے بک تھے لیکن وہ اپنے کمروں کی بجائے عمران کے کمرے میں ہی موجود تھے اور اس ایک گھنٹے کے دوران وہ روم سروس والوں سے کافی منگوا کر پی چکے تھے لیکن عمران ابھی تک واپس نہ آیا تھا۔

”بس عمران صاحب کی یہی بات غلط ہے کہ وہ کسی کو کچھ نہیں بتاتے اور سب کچھ خود ہی کرتے رہتے ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”اس وقت تک کیا بتائیں مس صالحہ جب تک کام ہو نہ جائے۔“

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

”کام۔ کون سا کام“..... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔

”بائین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کام“..... خاور نے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ وہ بائین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن یہاں سویڈن میں بیٹھ کر وہ کیسے معلومات حاصل کریں گے“..... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر وہ پاکیشیا میں بیٹھ کر معلومات حاصل کر لیتے ہیں تو سویڈن تو فان لینڈ کا ہمسایہ ملک ہے“..... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو صالحہ نے اس انداز میں سر ہلادیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو اور پھر نصف گھنٹے بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔ خاور نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ دونوں اس وقت ایکریمین میک اپ میں ہی تھے جبکہ عمران بھی ان کے ساتھ تھا تو وہ بھی ایکریمین میک اپ میں تھا۔

”یس“..... خاور نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”مائیکل بول رہا ہوں مسٹر رابرٹ۔ آپ مارگریٹ کے ساتھ بندرگاہ پر موجود ناٹی بوائے کلب پہنچ جائیں۔ میں وہاں آپ کا انتظار کر رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایکریمین لہجے میں کہا گیا تو خاور فوراً ہی سمجھ گیا کہ یہ عمران ہے کیونکہ مائیکل کا نام اس نے موجودہ

کاغذات کے لحاظ سے رکھا ہوا تھا۔

”کیا سامان سمیت یا“..... خاور نے پوچھا۔

”زندہ سامان نہ بھولنا۔ باقی تمہاری مرضی“..... دوسری صر سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو خاور نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا۔ کس کی کال تھی“..... صالحہ نے جو ایک سائیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی چونک کر پوچھا کیونکہ خاور کو لاؤڈر کا بٹن پریس کرنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔

”عمران صاحب کی کال تھی۔ ان کا حکم ہے کہ ہم دونوں بندرگاہ پر ناٹی بوائے نامی کلب میں پہنچ جائیں۔ وہ وہاں ہمارا انتظار کر رہے ہیں“..... خاور نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم نے سامان کے بارے میں پوچھا تھا۔ کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم واپس اس ہوٹل میں نہیں آئیں گے“..... صالحہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے پوچھا تھا لیکن عمران صاحب نے جواب دیا ہے کہ زندہ سامان ساتھ لانا نہ بھولوں۔ باقی میری مرضی“..... خاور نے ہنستے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس دی۔

”اچھا تو میں اب آپ لوگوں کے لئے سامان کی حیثیت اختیار کر چکی ہوں جسے مجبوراً ساتھ رکھنا پڑتا ہے تاکہ چوری نہ ہو جائے“۔ صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ ذہین تھی اس لئے زندہ سامان کے الفاظ سے ہی

ساری بات سمجھ گئی تھی۔

”یہ عمران صاحب کا نقطہ نظر تو ہو سکتا ہے میرا نہیں“..... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو تمہارا کیا نقطہ نظر ہے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی نظر منتشر ہے۔ جب یہ نقطہ بنے گی تو پھر ہی جواب دے سکتا ہوں“..... خاور نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”معلوم نہیں چیف نے سیکرٹ سروس کے ممبران کی تربیت کس انداز میں کی ہے کہ کوئی بھی عام انسانی رویوں کا حامل نظر نہیں آتا۔ سارے ہی غیر انسانی اور غیر فطری رویوں کے حامل لوگ ہیں“..... صالحہ نے دروازے سے باہر آتے ہوئے مسکرا کر کہا تو خاور بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا مطلب یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں“..... لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں درست کہہ رہی ہوں۔ تم سب عمران سمیت غیر انسانی رویوں کے حامل ہو تمہارے اندر وہ انسانی جذبے ہی موجود نہیں ہیں جو انسانوں کا خاصا سمجھے جاتے ہیں“..... صالحہ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ یہ تم نے واقعی نئی بات کر دی ہے۔ کیا تم تفصیل بتا

سکتی ہو..... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ دیکھو تم سب عمران سمیت غیر شادی شدہ ہو۔ برسر روزگار ہو۔ کسی چھوٹی بڑی بیماری کے شکار بھی نہیں ہو۔ ذہنی طور پر بھی نارمل ہو لیکن اس کے باوجود میں نے تم میں سے کسی کی آنکھوں میں کسی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر چمک ابھرتے کبھی نہیں دیکھی۔ سچہرے پر کسی لڑکی کے لئے پسندیدگی کے تاثرات ابھرتے نہیں دیکھے کبھی تم میں سے کسی کو کسی سے رومانی انداز میں گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ تم سب جب اکٹھے ہوتے ہو تو تمہاری گفتگو کے دوران کبھی کسی لڑکی پر کوئی تبصرہ نہیں سنا۔ میں نے کبھی کسی کے پرس میں کسی لڑکی کی تصویر نہیں دیکھی۔ میں نے تمہیں اخبار میں لڑکیوں کی تصاویر کو غور سے دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کبھی تمہارے درمیان ایسا مذاق ہوتے نہیں سنا جیسا کہ نوجوان مرد لڑکیوں کے بارے میں اشارتاً کرتے ہیں۔ کیا یہ انسانی رویے ہیں۔ کیا انسان پتھر ہوتے ہیں۔ ان میں جذبات نہیں ہوتے۔ ٹھیک ہے کہ تم سب باکردار ہو لیکن باکردار ہونے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تمہارے اندر انسانی جذبات ہی سرے سے نہ ہوں۔“ صالحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس پیرائے میں تم درست کہہ رہی ہو کہ ہم میں سے کوئی بھی انسان نہیں ہے تم اور جولیا سمیت.....“ خاور نے ہوٹل کے مین گیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”ہم دونوں کے نام مت لو۔ ہم بہر حال انسان ہیں۔ جولیا اپنے جذبات کا اظہار کسی نہ کسی انداز میں کرتی رہتی ہے اور میری یہ بات کرنا ہی میرے انسان ہونے کی دلیل ہے.....“ صالحہ نے جواب دیا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر تو عمران صاحب، تنویر اور صفدر تینوں کو ہم پتھروں کی صف سے نکال کر انسانوں کی صف میں لانا پڑے گا.....“ خاور نے ہاتھ اٹھا کر ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

”اب پاکیشیائی نام نہ لینا.....“ خاور نے سرگوشی کے انداز میں صالحہ سے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر خاور اور صالحہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور خاور نے ٹیکسی ڈرائیور کو ناٹی بوائے کلب لے جانے کا کہہ دیا۔

”ناٹی بوائے کلب.....“ ڈرائیور نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے خاور نے کلب کی بجائے بھوتوں کے کسی مسکن کا نام لے دیا ہو۔

”ہاں۔ کیوں کیا ہوا.....“ خاور نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جناب آپ غیر ملکی سیاح ہیں۔ ناٹی بوائے کلب تو اتہائی تھرڈ کلاس غنڈوں اور بد معاشوں کی آماجگاہ ہے اور آپ کے ساتھ ایک خوبصورت اور نوجوان خاتون بھی ہے.....“ ڈرائیور نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں.....“ خاور نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... ڈرائیور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا مقصد ہو کہ اس نے تو بتا کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب وہ خود جانیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیکسی ایک تین منزلہ عمارت کے کپاؤنڈ گیٹ کی سائیڈ میں جا کر رک گئی۔ عمارت پر ناٹی بوائے کلب کا پرانا سا لیکن جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا۔

”اگر میں اندر گیا جناب تو کوئی نہ کوئی غنڈہ زبردستی ٹیکسی میں بیٹھ جائے گا اور مجھے اسے مفت لے جانا پڑے گا اس لئے برائے مہربانی آپ یہیں اتر جائیں“..... ڈرائیور نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر صالحہ سمیت نیچے اترا اور کپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ آنے جانے والوں کے انداز اور چہرے ہی بتا رہے تھے کہ ٹیکسی ڈرائیور کی بات درست تھی لیکن خاور اور صالحہ دونوں اس لئے مطمئن تھے کہ عمران نے انہیں یہاں کال کیا تھا۔ کپاؤنڈ گیٹ سے مڑ کر وہ جیسے ہی مین گیٹ کے قریب پہنچے ایک طرف کھڑا ہوا نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

”آپ کا نام رابرٹ اور مارگریٹ ہے“..... اس نوجوان نے کہا۔

”ہاں“..... خاور نے جواب دیا۔

”آئیے ادھر آ جائیں۔ مسٹر مائیکل آپ کے منتظر ہیں“۔ نوجوان نے دائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی تیزی سے اس طرف کو مڑ گیا۔ سائیڈ پر ایک دروازے کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔ اس

نوجوان نے دروازہ کھولا اور خاور اور صالحہ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ اندر داخل ہو گیا۔ خاور اور صالحہ اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک راہداری تھی جس کا اختتام ایک دروازے پر ہو رہا تھا۔

”اندر چلے جائیں۔ مسٹر مائیکل اور چیف ماسٹر اندر ہیں“۔ نوجوان نے دروازے کی سائیڈ پر ہوتے ہوئے کہا اور خاور نے سر ہلاتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ صالحہ بھی اس کے پیچھے تھی۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں میز کے پیچھے ایک گینڈے جیسے تن و توش کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کا چہرہ بلڈاگ کی طرح سو جا ہوا تھا۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ سر کے بال چھوٹے اور ڈریکولا کے بالوں کی طرح نیروں کی طرح سیدھے کھڑے تھے وہ اپنے چہرے اور انداز سے ہی کوئی گھٹیا بد معاش اور غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ سائیڈ کرسی پر عمران مائیکل کے روپ میں موجود تھا۔

”آؤ۔ آؤ۔ اس سے ملو یہ ناٹی بوائے کلب کا چیف ماسٹر ہے۔ چیف ماسٹر سے یہ مطلب نہیں کہ یہ ماسٹروں کا چیف ہے بلکہ اس کا نام ماسٹر ہے۔ ویسے یہ اس کلب کا چیف ہے“..... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے اٹھنے پر وہ گینڈا نما آدمی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”میرا نام ماسٹر ہے۔ آپ مائیکل کے ساتھی ہیں۔ میں آپ کو خوش

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
L
•
C
O
M

آمدید کہتا ہوں..... ماسٹر نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور خاور کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس کے انداز میں خاصی گر مجبوشی تھی چونکہ صالحہ بھی ایکریمین بنی ہوئی تھی اس لئے مجبوراً اسے بھی ماسٹر سے مصافحہ کرنا پڑا اور پھر وہ دونوں عمران کے ساتھ ہی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ کیا پسئیں گے..... ماسٹر نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں ماسٹر۔ اس لئے یہ بھی پینے پلانے کے سلسلے میں اعلیٰ ذوق کے حامل ہیں۔ اپیل جوس انہیں بھی بے حد پسند ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ماسٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا کر کسی کو دو گلاس اپیل جوس لانے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں جوس کے دو گلاس اٹھائے ہوئے تھے جو ماسٹر کے اشارے پر اس نے خاور اور صالحہ کے سامنے میز پر رکھ دیئے اور ان دونوں نے گلاس اٹھا کر جوس سپ کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر پہلے فون پر موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کیا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیس۔ ماسٹر بول رہا ہوں..... اس گیٹنڈے نما آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

”ڈراگن بول رہا ہوں ماسٹر سنا کی سے..... ایک بھاری سی آواز

سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے ڈراگن۔ میں تو تمہاری کال کے انتظار میں تھا..... ماسٹر نے کہا۔

”بامین سنا کی میں موجود نہیں ہے۔ اس کا اسسٹنٹ راجر اس کی جگہ کام کر رہا ہے اور انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ملی ہے کہ راجر نے بلیک گن کے چیف روڈنی کے ذریعے رچرڈ کو پیغام پہنچایا ہے کہ اس کی مدد کی جائے اور پھر اس نے رچرڈ کو کہا ہے کہ وہ پورے سنا کی میں اپنے اس سیکشن کو حرکت میں لے آئے جو میک اپ چیکنگ کیروں کے ذریعے میک اپ چیک کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس نے کلنگ سیکشن کو حکم دے دیا ہے کہ جیسے ہی میک اپ چیکنگ سیکشن سے انہیں کسی ایشیائی کی نشاندہی کی جائے تو وہ فوری طور پر ان لوگوں کو ہلاک کر دیں۔ اس حکم کے تحت اس وقت پورے سنا کی میں ہر طرف میک اپ چیکنگ کیروں والے کام کر رہے ہیں اور کلنگ سیکشن پورے سنا کی میں موجود ہے انہیں کہا گیا ہے کہ جو لوگ ایشیائی ہوں اور میک اپ میں ہوں انہیں بغیر کسی توقف کے گولی مار دی جائے..... دوسری طرف سے ڈراگن نے کہا تو عمران، خاور اور صالحہ تینوں ڈراگن کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”اس راجر کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ کہاں مل سکتا ہے..... عمران نے آہستہ سے کہا تو یہ بات ماسٹر نے ڈراگن سے پوچھ لی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”راجر ریڈ ایرو کے سپیشل سیکشن کا انچارج ہے اس کا اپنا آفس ہے جو ٹاپ کلب کے نیچے ہے اور ٹاپ کلب راجر کا ذاتی کلب ہے۔“
ڈراگن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اٹھ کر ماسٹر کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

”بامین کے بارے میں تو راجر کو معلوم ہو گا وہ کہاں ہے۔“
عمران نے اس بار ماسٹر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو ماسٹر کے چہرے پر اہتائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔

”لازمًا معلوم ہو گا لیکن ہم راجر سے بہر حال معلوم نہیں کر سکتے۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم کیسے کنفرم ہوئے ہو کہ بامین سنا کی میں موجود نہیں ہے۔“
عمران نے کہا۔

”راجر کی پرسنل سیکرٹری سے بھاری رقم کے عوض معلومات حاصل کی گئی ہیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”تم جادوگر تو نہیں ہو۔ اس قدر نقل تو جادوگر بھی نہیں کر سکتے۔“..... ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں جادوگروں کے سکول کا ہیڈ ماسٹر ہوں اس لئے اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا کچھ کیمیکلز اگر میں لکھ کر دوں تو مل جائیں گے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیمیکلز۔ کس قسم کے کیمیکلز۔“..... ماسٹر نے حیران ہو کر کہا۔
”ویسے تو یہ عام سے کیمیکلز ہیں۔ ساتسی سامان فروخت کرنے والوں کی دکان سے عام مل جاتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں کیوں نہیں۔ لسٹ بنا دو میں منگوا دیتا ہوں۔“..... ماسٹر نے کہا تو عمران نے میز پر پڑا ہوا ایک پیڈ اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور بال پوائنٹ اٹھا کر اس نے اس پر لسٹ بنانی شروع کر دی اور پھر لسٹ اس نے ماسٹر کی طرف بڑھادی۔

”اب تمہیں ہمیں کوئی علیحدہ کمرہ دینا ہو گا تاکہ ہم ایک گھنٹہ ریٹ کر لیں۔ دو گھنٹے بعد ہماری فلائٹ نے جانا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ کیمیکلز۔“..... ماسٹر نے کہا۔

”یہ بھی وہیں پہنچا دینا۔“..... عمران نے کہا تو ماسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

”میرے آفس میں آ جاؤ۔“..... ماسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

”یہ لسٹ لو۔ ساتسی سامان فروخت کرنے والی دکان سے یہ کیمیکلز ملتے ہیں انہیں منگواؤ اور مہمانوں کو گیسٹ رومز میں لے جاؤ۔ یہ وہاں رہیں گے اور کیمیکلز بھی انہیں وہاں پہنچا دینا۔“..... ماسٹر نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یس سر۔ آئیں سر“..... نوجوان نے لسٹ لے کر واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”اوکے ماسٹر۔ پھر ملاقات ہوگی“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور ماسٹر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے باری باری عمران، خاور اور صالحہ سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس نوجوان کی رہنمائی میں ایک راہداری سے گزر کر ایک اور حصے میں پہنچ گئے۔ یہ دو کمروں کا سیٹ تھا جن کے ساتھ ایچ باٹھ بھی تھے۔

”یہ کمیونکس فوری منگوانا۔ ان کی ہمیں فوری ضرورت ہے۔“ عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں یہ آپ تک پہنچ جائیں گے“..... نوجوان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

”یہ ماسٹر تو عام سا غنڈہ اور بد معاش نظر آ رہا ہے اور ویسے جس ٹیکسی میں ہم آئے تھے اس کے ڈرائیور نے بھی ہمیں یہی بتایا تھا کہ یہ کلب عام غنڈوں اور بد معاشوں کا گڑھ ہے لیکن اس ماسٹر کا رویہ تو آپ کے ساتھ انتہائی مودبانہ تھا“..... خاور نے اس نوجوان کے جاتے ہی کہا۔

”ماسٹر کو جب اکیمریمیا کے ریڈ سینڈیکسٹ کے چیف کی ٹپ ملے اور ساتھ ہی بھاری نقد رقم بھی تو اس نے بھیڑ ہونا ہی تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن آپ نے پورے دارالحکومت میں اس ماسٹر کا انتخاب کیسے کر لیا“..... صالحہ نے کہا۔ وہ اب کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

”سناکی میں مخبری کرنے والی پیشہ ور تنظیمیں ہیں لیکن سرکاری۔“ جنسی ریڈ ایرو کی مخبری صرف وہ پارٹی ہی کر سکتی تھی جس کا چیف ڈراگن ہے اور ڈراگن بھی یہ کام صرف خاص حالتوں میں ہی کر سکتا تھا اور یہ ماسٹر ہے جو ڈراگن کو مجبور کر سکتا تھا اس لئے ماسٹر کی خدمات حاصل کرنا پڑیں اور گوبامین تو نہیں ملا لیکن تم نے دیکھا کہ کس قدر قیمتی معلومات مل گئی ہیں۔ اگر ہم ان عام سے میک اپ میں سناکی پہنچتے تو کلنگ سیکشن کے ہاتھ لگ جاتے۔ اب ہمیں یہ میک اپ تبدیل کرنا ہو گا لیکن ان میں مخصوص کمیونکس شامل کرنے ہوں گے۔ پھر یہ کیمیرہ ہمارا میک اپ چیک نہ کر سکیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ مس جو لیا اور اس کے ساتھی تو براہ راست سناکی گئے ہیں۔ وہ تو چیک ہو جائیں گے“..... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ میرے ذہن میں بھی یہ خدشہ ابھرا تھا لیکن تم نے ڈراگن کی بات سنی تھی کہ ابھی تک وہ چیک نہیں ہو سکے اور بہر حال وہ لوگ اپنا کام خود کرنے کے اہل ہیں اس لئے وہ خود ہی اس مسئلے سے بھی نمٹ لیں گے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ان لوگوں کو کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم وہاں پہنچ رہے ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”ان کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے صالحہ اور بلیک تھنڈر بے حد

باوسائل تنظیم ہے اور وہ انتہائی جدید ترین آلات بھی استعمال کرتی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ ابھی یہ بامین وغیرہ اپنے طور پر یہ سارا کام کر رہے ہیں اس لئے اس نے بلیک گن کے لوگوں کو اس چیکنگ کے لئے ہائر کیا ہے لیکن بامین کی سناکی میں اس طرح عدم موجودگی بتا رہی ہے کہ اسے انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے اس لئے بہر حال ہمیں اس راجر کے ذریعے اسے ٹریس کرنا پڑے گا۔ پھر ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر فارمولا بلیک تھنڈر نے حاصل کر لیا ہے تو اس سے پاکیشیا کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ظاہر ہے وہ تنظیم براہ راست پاکیشیا کے خلاف تو اسے استعمال نہیں کرے گی اور نہ ہی پاکیشیا کے دشمن ملکوں کو سپلائی کر سکتی ہے اس لئے اس طرح اس کے پیچھے بھاگنے کا کیا فائدہ۔..... خاور نے کہا۔

”یہ فارمولا پاکیشیا کے دفاع کے لئے بے حد اہم ہے اور میرا بامین کو تلاش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے بلیک تھنڈر کے اس سیکشن ہیڈ کو ارٹھر سے بات کی جائے۔ اگر وہ اصل فارمولا یا اس کی کاپی ہمیں دے دیں تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے ورنہ دوسری صورت میں ہمیں یہ فارمولا اس لیبارٹری سے حاصل کرنا ہوگا اور اس صورت میں ظاہر ہے وہ لیبارٹری بھی تباہ ہو سکتی ہے اور سیکشن ہیڈ کو ارٹھر بھی زد میں آ سکتا ہے اس لئے مجھے

یقین ہے کہ اگر سیکشن ہیڈ کو ارٹھر سے رابطہ ہو گیا تو یہ لوگ عقلمندی سے کام لیں گے اور فارمولا واپس کر دیں گے۔..... عمران نے کہا تو خاور اور صالحہ دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ایکری ہی نظر آ رہے تھے۔ مشین پسٹلزان کی جیکٹوں کی جیبوں میں موجود تھے۔ کنگ گیٹ پر جیسے ہی بس پہنچی وہ سب بس سے نیچے اتر آئے اور بس کچھ فاصلے پر موجود اپنے ٹرمینل کی طرف بڑھ گئی۔

”آؤ اس سامنے والے ریستوران میں بیٹھ کر پہلے پلاننگ کر لیں کہ ہمیں وہاں کیا کرنا ہے تاکہ ہم انھیں نہیں“..... صفدر نے کہا تو جولیانا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس ریستوران میں داخل ہوئے۔ ریستوران میں رش تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا اس لئے وہ چاروں ایک کونے والی میز پر جا کر بیٹھ گئے اور صفدر نے ویٹر سے مینولے کر اس پر مچھلی کی تلی ہوئی ڈش پر نشان لگا کر آرڈر دے دیا اور ویٹر واپس چلا گیا۔

”یہ تمہیں سوچنے کا دورہ پھر بڑ گیا ہے۔ کیوں“..... تتویر نے ویٹر کے جاتے ہی صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم بغیر سوچے سمجھے وہاں جا کر صرف نشانہ بازی کریں گے“..... جولیانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرا یہ مطلب نہیں ہے میرا مطلب ہے کہ ہمیں سوچنے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے ایکشن لینا چاہئے“..... تتویر نے جواب دیا۔

”دیکھو تتویر۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے ریڈ ایرو کے چیف کے بارے میں معلوم کرنا ہے تاکہ اسے گھیر کر اس سے لیبارٹری کا پتہ معلوم کر سکیں جہاں فارمولا پہنچایا گیا ہے۔ اب یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ

RAF
FREXO
@HOT
MAIL
•
COM

جولیا اور اس کے ساتھی ماسک میک اپ میں اس وقت ایک بس میں بطور مسافر موجود تھے اس بس کا آخری سٹاپ بلیک زون کے قریب واقع کنگ گیٹ تھا اس لئے ان سب نے کنگ گیٹ کی ہی ٹکٹیں لی تھیں۔ ماسک میک اپ کر کے وہ کرائس کالونی کی کوٹھی سے وہاں موجود کار میں سوار ہو کر نکلے تھے اور اس وقت ان کا یہی ارادہ تھا کہ وہ اسی کار میں بلیک زون پہنچیں گے لیکن پھر انہوں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ جو کچھ وہ کرنے جارہے تھے اس کے بعد اگر یہ کار چیک ہو جاتی تو وہ لوگ جنہوں نے انہیں کوٹھی دی تھی وہ مفت میں مارے جاتے اس لئے انہوں نے کار ایک پبلک پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر وہ بس میں سوار ہو گئے۔

جولیا اور صفدر اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ تتویر اور کیپٹن شکیل ان دونوں کے عقب میں موجود تھے۔ ماسک میک اپ کے لحاظ سے وہ

”ٹھیک ہے کھانا کھالیں پھر اس سے بات کریں گے۔“ صفدر نے کہا اور پھر کھانا کھانے کے بعد انہوں نے اس ویٹر کو اشارہ کیا تو وہ

RAFREXO@HOTMAIL.COM

مس جو یوا ہمارے ساتھ تھیں اور ہم نے ٹونی سے جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق ٹونی نے مس جو یوا کی وجہ سے کلنگ سیکشن کو ہمارے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی ورنہ شاید ہم بے خبری میں ہلاک کر دیئے جاتے۔ یہ شخص ٹونی عیاش فطرت آدمی تھا اس لئے اس نے پلان بنایا کہ ہم جہاں جا کر رہائش رکھیں گے وہ ہمارے بارے میں تو کلنگ سیکشن کو اطلاع کر دے گا جبکہ مس جو یوا کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھی ڈرائیور کے ساتھ اغوا کر کے اپنے کسی اڈے پر لے جائے گا کیونکہ مس جو یوا بہر حال ایشیائی نہیں تھی اس طرح ہمیں بلیک زون، اس کے دوپڑوں روڈنی اور رپرڈ کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئیں۔ روڈنی کے بارے میں تو یہی بتایا گیا ہے کہ وہ کسی کے سلمنے نہیں آتا لیکن رپرڈ تک بہر حال پہنچا جاسکتا ہے اور ہمارے بارے میں انہیں ہائر یقیناً اس ریڈ ایرو کے چیف یا اس کے مینجمنٹ بائین نے کیا ہوگا ورنہ یہ عام غنڈے اور بد معاش ان چکروں میں نہیں پڑا کرتے اس لئے اب ہم نے رپرڈ کو کور کر کے اس سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اگر تو وہ ریڈ ایرو کے چیف کے بارے میں جانتا ہوگا تو ہم وہاں سے نکل کر براہ راست اس پر ہاتھ ڈال دیں گے ورنہ پھر اس سے روڈنی کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس روڈنی پر ہاتھ ڈالنا پڑے گا..... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ باتیں مجھے معلوم ہیں کیونکہ میرے سلمنے ہی یہ سب باتیں ہوئی ہیں۔ پھر اس پر مزید غور کرنے کا کیا مطلب ہوا“..... تنویر نے

ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس آگیا۔

”بلیک کافی لے آؤ“..... صفدر نے کہا۔

”یس سر“..... ویٹر نے جواب دیا اور خالی برتن لے کر وہ ٹرائی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک کافی انہیں سرو کر دی گئی۔

”بل لے آؤ“..... صفدر نے کہا تو ویٹر نے سر ہلایا اور کافی کے خالی برتن ٹرے میں رکھ کر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پلیٹ تھی جس میں بل موجود تھا۔ صفدر نے ایک نظر بل کی طرف دیکھا اور جیب سے ایک بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکالی اور ایک نوٹ نکال کر اس نے ٹرے میں رکھ دیا۔

”باقی تمہاری ٹپ“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تھینک یو سر“..... ویٹر نے اہتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ ہمیں چند معلومات چاہئیں۔ اگر تم مہیا کر سکو تو ایسے دو نوٹ اور مل سکتے ہیں“..... صفدر نے آہستہ سے کہا تو پلیٹ اٹھاتا ہوا ویٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ جناب آپ سپیشل روم بک کرالیں۔ میں وہیں آ جاؤں گا“..... ویٹر نے آہستہ سے کہا۔

”جا کر بک کر آؤ ہماری طرف سے“..... صفدر نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا تھوڑی دیر بعد ویٹر واپس آیا اور اس نے ایک سرخ

رنگ کا کارڈ صفدر کے سامنے رکھ دیا۔

”بائیں طرف راہداری میں چلے جائیں۔ سپیشل روم نمبر فور۔“ ویٹر نے کہا۔

”آ جاؤ تم“..... صفدر نے کارڈ اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چاروں ایک بڑے سے کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ سپیشل روم نمبر فور تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ویٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے شراب کی ایک بوتل اٹھائی ہوئی تھی۔

”یہ بوتل ضروری تھی صاحب تاکہ مس صاحبہ کے ساتھ آپ کا یہاں بیٹھنے کا جواز بن سکے“..... ویٹر نے بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کیا یہاں کھلے عام شراب پینا ممنوع ہے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں جناب۔ جب کوئی مس صاحبہ کو ساتھ لے کر سپیشل روم میں جاتا ہے تو پھر شراب اس کی ضرورت بن جاتی ہے“۔ ویٹر نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھیچ لئے کیونکہ اسے اب سمجھ آئی تھی کہ ویٹر کیا کہنا چاہتا ہے۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... صفدر نے پوچھا۔

”میرا نام بروک ہے جناب“..... ویٹر نے جواب دیا۔

”تم کبھی بلیک زون میں گئے ہو“..... صفدر نے کہا تو بروک بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے

خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

”یس سر۔ میں نے وہاں دو ماہ ملازمت بھی کی ہے لیکن پھر میں نے ملازمت چھوڑ دی حالانکہ وہاں کمانے کے بہت چانسز ہیں لیکن موت بھی ہر گھڑی سر پر سوار رہتی ہے۔ وہاں کسی بھی آدمی کو کسی بھی لمحے موت آسکتی ہے“..... ویٹز بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب میری بات غور سے سنو اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی یا دھوکہ دینے کی کوشش کی تو پھر نتیجہ تمہارے حق میں انتہائی خراب بھی نکل سکتا ہے“..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر جیب سے بڑے مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکال کر اس میں سے دو نوٹ علیحدہ کئے اور انہیں اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس نے گڈی واپس جیب میں رکھ لی۔ بروک خاموش کھڑا ہوا تھا۔

البتہ اس کی تیز نظریں ان دونوں نوٹوں پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”سر۔ جو کچھ مجھے معلوم ہو گا وہ میں درست بتا دوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جو بڑی مالیت کے نوٹ اس طرح دے سکتے ہیں وہ غلط بات پر گولی بھی مار سکتے ہیں“..... بروک نے کہا۔

”دیکھو۔ ہمارا تعلق ایکریمیا کے ایک سینڈیکیٹ سے ہے۔ ہمارے سینڈیکیٹ نے یہاں ایک بڑا کام کرانا ہے اور یہ بڑا کام بلیک گن کا چیف رچرڈ کر سکتا ہے لیکن ہمارے مخالف سینڈیکیٹ نہیں چاہتے کہ ہم رچرڈ سے مل کر یہ کام کرائیں۔ اس نے بلیک زون میں ایسے آدمیوں کو ہائر کر لیا ہے کہ جیسے ہی ہم وہاں پہنچ کر رچرڈ کے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بارے میں پوچھیں گے وہ کسی نہ کسی بہانے ہمیں گولی مار دیں گے۔ چونکہ ہم میک اپ میں ہیں اس لئے وہ ہمیں ویسے تو نہیں پہچان سکتے لیکن بہر حال جیسے ہی ہم نے رچرڈ سے ملنے کی بات کسی سے کی تو ان تک اطلاع پہنچ جائے گی اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کسی سے پوچھے بغیر براہ راست رچرڈ تک پہنچ جائیں۔ ایک بار ہم رچرڈ تک پہنچ گئے تو پھر ہمارے مخالف ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کیونکہ پھر ہم رچرڈ کی حفاظت میں آجائیں گے اس لئے اب یہ تم بتاؤ گے کہ ہم کس طرح کسی سے پوچھے بغیر رچرڈ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر تم کوئی آسان اور واضح راستہ بتا سکو تو یہ دونوں نوٹ تمہارے ہوں گے ورنہ پھر اسی پر اکتفا کرو جو میں پہلے تمہیں دے چکا ہوں۔ ہم کوئی اور طریقہ استعمال کریں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ایک شرط پر بتا سکتا ہوں جناب کہ آپ حلف دیں کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا“..... بروک نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم حلف دیتے ہیں کہ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا“..... صفدر نے ہاتھ اٹھا کر حلف دیتے ہوئے کہا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے۔

”جناب میں نے بلیک گن میں ہی ملازمت کی تھی اس لئے مجھے معلوم ہے کہ چیف رچرڈ سے ان کی مرضی کے بغیر ان کے آفس میں کوئی کسی طرح بھی پہنچ ہی نہیں سکتا اور پھر چیف کے آفس میں کلوز

سرکٹ ٹیلی ویژن نصب ہیں جناب۔ وہ پورے کلب میں ہونے والی تمام حرکات و سکنات اور آوازوں کو چیک کرتے رہتے ہیں اس لئے آپ نے ان سے اگر کسی سے بات کئے بغیر ملنا ہے تو آپ کلب میں داخل ہو کر اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لیں اور اونچی آواز میں اپنے سینڈیکٹ کا نام اور اپنا مقصد بتا دیں۔ سچیف رچرڈ فوراً ہی یہ سب کچھ ہوتا دیکھ بھی لے گا اور سن بھی لے گا۔ چونکہ آپ نے سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے اس لئے کوئی بھی آپ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائے گا۔ آپ کے مخالف بھی وہاں آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اس کے بعد سچیف کی مرضی ہے کہ وہ آپ سے ملاقات کرے یا نہ کرے۔ اگر کرے گا تو آپ کو کال کر لیا جائے گا اور نہ کرے گا تو آپ کو بہر حال اطلاع بھی مل جائے گی اور اس کے بعد بھی آپ کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکے گا۔..... بروک نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح تو معاملات ہماری مرضی کے مطابق نہیں ہوں گے۔ اور کوئی راستہ بتاؤ۔..... صفدر نے کہا۔

”یہ بتاؤ بروک کہ سچیف اس دفتر کے علاوہ اور کہاں کہاں مل سکتا ہے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مجھے کیا کسی کو بھی نہیں معلوم جناب۔..... بروک نے جواب دیا۔

”کیا تم نے اس سچیف رچرڈ کا آفس دیکھا ہوا ہے۔..... تنویر نے پوچھا۔

”یس سر۔ وہ چوتھی منزل پر ہے جناب اور چوتھی منزل تو کیا گراؤنڈ منزل سے اوپر تک تمام منزلیں عام لوگوں کے لئے بند ہیں اس لئے آپ سچیف رچرڈ کی مرضی کے بغیر کسی صورت بھی اوپر نہیں جا سکتے۔..... بروک نے کہا۔

”کیا وہاں جانے کے لئے سیدھیاں استعمال کی جاتی ہیں یا لفٹ۔..... صفدر نے پوچھا۔

”لفٹ جناب لیکن یہ لفٹ صرف خاص لوگوں کے لئے ہے۔“ بروک نے جواب دیا۔

”اس کے آفس کا کوئی عقبی راستہ تو ہوگا۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ضرور ہوگا جناب۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ہے۔..... بروک نے جواب دیا۔

”اگر ہم وہاں پہنچ کر کسی سے بات کریں اور اپنا تعارف کرا کر رچرڈ سے ملاقات کے بارے میں کہیں تو کس سے کہیں۔..... صفدر نے کہا۔

”کاؤنٹر پر کہہ دیں جناب۔ وہ خود ہی بات کر لیں گے لیکن آپ کو بتا دوں کہ سچیف رچرڈ براہ راست بہت کم لوگوں سے ملتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو ان کے کسی اسسٹنٹ سے ملوایا جائے لیکن خود ان کا اس طرح ملنا تقریباً ناممکن ہے اور جناب ایک بات اور بتا دوں کہ آپ وہاں کوئی ایسا لفظ یا فقرہ زبان سے نہ نکالیں جس سے بلیک گن

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

یا اس کے چیف کی معمولی سی بھی توہین ہوتی ہو ورنہ دوسرے لمحے آپ کے جسم گولیوں سے پھلنی کر دیئے جائیں گے۔..... بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ یہ تم لے لو۔ تم نے بہر حال سچ بولا ہے۔..... صفدر نے کہا اور دونوں نوٹ بروک کی طرف بڑھا دیئے بروک نے جلدی سے نوٹ چھپٹے اور انہیں جیب میں ڈال لیا۔

”یہ بوتل بھی لے جاؤ۔ تم خود پی لینا۔..... صفدر نے کہا تو بروک نے شکریہ ادا کر کے بوتل اٹھالی اور واپس مڑا لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر واپس مڑ کر دوبارہ ان کے قریب آگیا۔

”آپ لوگ موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ بلیک زون ایسی جگہ ہے جہاں معمولی سی غلط حرکت کا نتیجہ بھی یقینی موت ہوتا ہے اس لئے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ رچرڈ سے اس انداز میں ملنا چاہتے ہیں کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے تو پھر آپ کاؤنٹر پر جا کر اپنے آپ کو بروٹن گروپ کے آدمی کہہ دیں۔ بروٹن گروپ بلیک گن کے چیف باس روڈنی کا خاص گروپ ہے اس لئے آپ کی بات فوراً رچرڈ سے کرا دی جائے گی۔ اس کے بعد اگر آپ رچرڈ کو یقین دلا دیں کہ اس کا آپ سے ملنا ضروری ہے تو وہ مل لے گا ورنہ دوسری صورت میں آپ کو انکار تو ہو جائے گا لیکن آپ کی موت ٹل جائے گی۔..... ویٹر بروک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا

کمرے سے باہر چلا گیا۔

”پھر تو معاملات واقعی بے حد سیر نہیں ہیں اس طرح تو ہم نہ رچرڈ سے مل سکیں گے اور نہ اس سے معلومات حاصل کر سکیں گے۔“ جو لیا نے ویٹر کے باہر جاتے ہی کہا۔

”تم وہاں چلو تو سہی۔ پھر دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے نہیں ملتا۔“ تنویر نے کہا

”میرا خیال ہے صفدر کہ ہمیں اپنا آئیڈیا تبدیل کرنا ہو گا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیا مطلب۔..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”ہمیں کسی اور انداز میں اس ریڈ ایرو کے ہیڈ کوارٹر اور اس کے چیف کا کھوج نکالنا ہو گا۔ کسی مخبری کرنے والی تنظیم کے ذریعے۔ بلیک زون میں اگر ہم ایک بار پھنس گئے تو ہو سکتا ہے کہ معاملات ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اور کوئی ذریعہ استعمال کیا جائے۔ مخبری کرنے والی تنظیمیں سوائے خاص لوگوں کے عام آدمی کو سرکاری تنظیموں کے بارے میں کچھ نہیں بتایا کرتیں اور عمران صاحب تو ایسی تنظیموں کو کسی نہ کسی کا حوالہ دے کر خاص آدمی بن جاتے ہیں لیکن ہم کیا کریں۔“ صفدر نے کہا۔

”تم چلو تو سہی۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ جب آدمی حرکت میں آ جائے تو بندرستے بھی کھل جاتے ہیں۔..... تنویر نے کہا۔

”تتویر ٹھیک کہہ رہا ہے صفدر۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ ہم بلیک تھنڈر جیسی تنظیم کے خلاف کام کرنے یہاں آئے ہیں۔ اگر ہم عام غنڈوں اور بد معاشوں سے خائف ہونے لگے تو ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔“..... جولیا نے تتویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ تتویر کی آنکھوں میں جولیا کی حمایت کی وجہ سے تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”اوکے سچلیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ سن لو کہ لیڈ میں کروں گی۔ میری اجازت کے بغیر تم میں سے کسی نے کوئی اقدام نہیں کرنا۔“..... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ اس سپیشل روم سے نکل کر ہال میں سے ہوتے ہوئے ریسٹوران سے باہر آ گئے اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے اس علاقے کی طرف بڑھ گئے جسے بلیک زون کہا جاتا تھا۔ یہ ایک خاص علاقہ تھا جہاں کیفے، کلبوں اور ہوٹلوں کی بھرمار تھی لیکن ہر کلب اور ہوٹل کے نام کے ساتھ بلیک کا لفظ شامل ہوتا تھا اس لئے پورے علاقے کو بلیک زون کہا جاتا تھا۔ یہ خاصا وسیع و عریض علاقہ تھا جہاں بلیک گن کے مسلح افراد ہی ہر طرف گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے جن کی مخصوص نشانی ان کی پیشانیوں پر بندھی ہوئی مخصوص پٹیاں تھیں۔ البتہ یہاں واقعی غیر ملکی سیاحوں کی اس قدر کثرت نظر آ رہی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

تھی کہ صفدر اور اس کے ساتھی اس قدر غیر ملکی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ چونکہ خود بھی ایک ریمن بنے ہوئے تھے اس لئے وہ بھی ان غیر ملکیوں کے درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ انہیں بلیک گن نامی کلب کی تلاش تھی اور پھر وہ انہیں نظر آ گیا۔ یہ ایک طرف بنی ہوئی چار منزلہ عمارت تھی جس کا ایریا خاصا وسیع تھا۔ کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر جب وہ ہال میں پہنچے تو وسیع و عریض ہال غیر ملکیوں سے تقریباً پر نظر آ رہا تھا۔ اس ہال کے چاروں طرف بھی بڑے بڑے ہال تھے جن میں گیمز مشینیں موجود تھیں اور بے شمار غیر ملکی ان میں گیمز کھیلنے میں مصروف تھے۔ اس ہال کے چاروں کونوں میں چار کاؤنٹر بنے ہوئے تھے جہاں تقریباً نیم عریاں نوجوان لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں۔ البتہ ایک سائیڈ پر ایک چھوٹا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے سٹول پر ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ کاؤنٹر پر تین چار فون رکھے ہوئے تھے اور وہ مسلسل فون کرنے اور فون سننے میں مصروف تھا۔ ایک طرف دو لفٹیں بھی تھیں اور ان لفٹوں کے ذریعے بھی لوگ آ جا رہے تھے لیکن انہوں نے دیکھا کہ لفٹوں میں آنے جانے والے تمام لوگوں کے سینوں پر سرخ رنگ کے مخصوص کارڈ لگے ہوئے تھے۔ جولیا اس فون والے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی تو اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اس طرف کو بڑھتے چلے گئے

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... جولیا نے کاؤنٹر کے قریب جا کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو فون سننے میں مصروف تھا۔ اس نے جولیا کو

جواب دینے کی بجائے رسیور کریڈل پر رکھا اور دوسرے فون کارسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے میں مصروف ہو گیا یوں لگتا تھا جیسے اس نے جولیا کی بات کو اہمیت ہی نہ دی ہو۔

”میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا ہے“..... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل پر رکھ دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہٹاؤ ہاتھ اور جاؤ دوسرے کاؤنٹر پر“..... اس آدمی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تم سے تمہارا نام پوچھا ہے۔ نانسنس“..... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو اس آدمی نے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا کیونکہ جولیا نے ہاتھ ہٹالیا تھا۔

”میرا نام کراؤن ہے۔ سپروائزر کراؤن“..... اس آدمی نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

”رچرڈ سے تمہارا رابطہ براہ راست ہے یا کسی ذریعے سے“۔ جولیا نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو کراؤن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یقیناً انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ اب غور سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

”کون ہو تم“..... کراؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”رچرڈ سے کہو کہ ایکریمیا کے ریڈ سینڈیکیٹ کی مادام فینی اپنے ساتھیوں سمیت بذات خود یہاں موجود ہے اور میں نے ایک اہم

معاطلے میں رچرڈ سے بات کرنی ہے“..... جولیا نے بڑے تحکمانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف رچرڈ کسی سے براہ راست بات نہیں کرتا۔ چاہے وہ ایکریمیا کا صدر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر تم نے کوئی بات کرنی بھی ہے تو لارسن سے کر لو۔ میں تمہیں کارڈ دے دیتا ہوں۔ دوسری منزل پر اس کا آفس ہے“..... کراؤن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسے ہی ہسی“..... جولیا نے کہا تو سپروائزر کراؤن نے کاؤنٹر کے نیچے سے سرخ رنگ کے چار کارڈ نکالے۔ ان پر دستخط کئے اور کارڈ ان کی طرف بڑھا دیئے۔

”دوسری منزل پر لارسن کا آفس کسی سے پوچھ لینا“..... کراؤن نے کہا۔

”تھینک یو اگر کبھی ایکریمیا آنا ہو تو ریڈ سینڈیکیٹ کلب آجانا تمہیں مالا مال کر دیا جائے گا“..... جولیا نے ایک کارڈ اٹھاتے ہوئے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ صندر اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایک ایک کارڈ اٹھا لیا اور پھر وہ چاروں لفٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد لفٹ آکر رکی۔ اس میں سے پانچ افراد نکل کر باہر چلے گئے تو وہ چاروں اندر داخل ہوئے۔ اب یہ اتفاق تھا کہ ان چاروں کے علاوہ اور کوئی لفٹ میں سوار نہ ہوا تھا۔

”چوتھی منزل“..... جولیا نے لفٹ بوائے سے کہا۔
 ”چوتھی منزل۔ مگر“..... لفٹ بوائے نے چونک کر حیرت

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے اور تمہارے چیف کے ہم خصوصی مہمان ہیں“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تھینک یو کارڈ تو آپ کے ہیں“..... لفٹ بوائے نے کہا اور چوتھی منزل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد لفٹ چوتھی منزل پر جا کر رکی اور لفٹ بوائے نے دروازہ کھولا تو وہ چاروں لفٹ سے باہر آگئے۔ وہاں نیچے جانے والا کوئی نہ تھا اس لئے لفٹ خالی ہی واپس چلی گئی۔ یہ ایک لمبی سی راہداری تھی جس میں دو مسلح افراد موجود تھے۔ وہ ان چاروں کو دیکھ کر چونک پڑے۔

”تمہارے چیف نے ہمیں خصوصی طور پر کال کیا ہے“۔ جو لیا نے ہاتھ میں پکڑ ہوا کارڈ لہراتے ہوئے کہا۔

”یس مادم۔ آئیں“..... دونوں مسلح افراد نے مطمئن ہو کر کہا اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔

”چیف اندر اپنے آفس میں موجود ہے“..... مسلح آدمی نے سائیڈ پر ہٹتے ہوئے کہا تو جو لیا نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گئی۔

اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔ وہاں واقعی ہر طرف کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن سکرینیں موجود تھیں اور ایک بڑی سی میز

کے پیچھے ایک بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ وہ شاید کوئی فائل پڑھنے میں مصروف تھا لیکن دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا تو اس کے چہرے پر اتہائی حیرت

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

کے تاثرات ابھر آئے۔ ایسے تاثرات جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اس کے سامنے میز پر کئی رنگوں کے فون موجود تھے اور کلوز سرکٹ ٹیلی ویژن سکرینوں پر کلب کے تمام حصوں کی تصاویر دکھائی دے رہی تھیں۔

”تم تم کون ہو اور تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے“..... اس آدمی نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی آدھی بھری ہوئی بوتل ویسے ہی موجود تھی۔

”تمہارا نام رچرڈ ہے اور تم بلیک گن کے چیف ہو“..... جو لیا نے آگے بڑھتے ہوئے سرد اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو اور آخر تم سب کس طرح یوں منہ اٹھائے اندر آ گئے ہو“..... اس بار رچرڈ کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بوتل میز پر رکھ دی اور اس کا ہاتھ تیزی سے میز کی کھلی ہوئی دراز کی طرف بڑھ گیا وہ اب شاید حیرت کے پہلے شدید جھٹکے سے نکل آیا تھا۔

”میرا نام مادم فینی ہے اور ہمارا تعلق ریڈ سینڈیکیٹ سے ہے“..... جو لیا نے میز کے قریب پہنچ کر پہلے جیسے تحکمانہ لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا اس کا ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے میز پر پڑی ہوئی شراب کی آدھی بھری ہوئی بوتل ایک دھماکے سے رچرڈ کے سر پر پوری قوت

سے پڑی اور رچرڈ کے منہ سے یقیناً چیخ نکلی اور وہ پیچھے کی طرف ہٹا اس کے ساتھ ہی اس نے یقیناً جمپ لگ کر اٹھنا چاہا لیکن جویا کا ہاتھ پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس بار بوتل رچرڈ کے سر پر لگ کر ٹوٹ گئی اور رچرڈ کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی اور دوسرے لمحے اس کا جسم ڈھیل پڑتا چلا گیا۔

”دروازہ لاک کر دو کیپٹن شکیل ورنہ باہر کے لوگ کسی بھی وقت اندر آ سکتے ہیں“..... جویا نے مڑ کر کہا تو کیپٹن شکیل جو دروازے کے قریب موجود تھا، نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔ اس آفس کے ایک کونے میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔

”تم ادھر جا کر دیکھو تتویر اور صفدر تم اسے یہاں اس کرسی سے نکال کر اس کرسی پر بٹھا دو۔ جلدی کرو۔ کسی بھی وقت کوئی آ سکتا ہے“..... جویا نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز کے رسیور اٹھا کر نیچے میز پر رکھنے شروع کر دیئے جبکہ کیپٹن شکیل نے دروازہ بند کر دیا تھا اور پھر صفدر کے ساتھ مل کر اس نے رچرڈ کو اس کی کرسی سے گھسیٹ کر باہر کھینچا اور ساتھ پڑی ہوئی دوسری عام سی کرسی پر ڈال دیا۔ رچرڈ بے ہوش تھا۔ اس کے سر پر گومڑ سا بھرا آیا تھا

”عقبی طرف ایک بڑا کمرہ ہے جو بیڈ روم کے انداز میں سجا ہوا ہے“..... تتویر نے واپس آ کر کہا۔

”اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دو۔ جلدی کرو“..... جویا نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

”اب اس کی بیلٹ اتار کر اس کے دونوں پیر نیچے کرسی کے ایک پائے کے ساتھ کر کے باندھ دو۔ جلدی کرو“..... جویا نے کہا تو صفدر نے ایک بار پھر تیزی سے اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

”اب میں اسے ہوش میں لا رہی ہوں۔ تم نے ہر طرف سے محتاط رہنا ہے۔ ویسے تو یہ ساؤنڈ پروف کمرہ ہے لیکن پھر بھی خیال رکھنا۔ ہم اس وقت بھڑوں کے چھتے میں موجود ہیں“..... جویا نے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹوٹی بوتل کو میز پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے رچرڈ کی ناک اور منہ بند کر دیا چند لمحوں بعد جب رچرڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور میز پر رکھی ہوئی ٹوٹی بوتل دوبارہ اٹھالی۔ بوتل درمیان سے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا ٹوٹا ہوا حصہ جگہ جگہ سے نوکدار ہو گیا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بوتل کے کنارے چھوٹی چھوٹی برچھیوں میں تبدیل ہو گئے ہوں۔ چند لمحوں بعد رچرڈ نے کر لہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ساتھ کھڑے ہوئے صفدر نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے نہ دیا۔

”کک۔ کک کون ہو تم اور۔ اور یہ تم نے کیا کیا ہے۔ تمہیں

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ جانتے ہو مجھے۔..... رچرڈ نے یقیناً حلق کے بل چیتنے ہوئے کہا۔

”پہلی بات تو یہ سن لو رچرڈ کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری چیخیں باہر نہیں جائیں گی اور تمام فونز کے رسیور میں نے اتار کر رکھ دیئے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ کوئی یہ جرات نہیں کر سکتا کہ یہاں آکر معلومات کرے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے اور آخری بات یہ کہ ہم نے صرف تم سے چند باتیں معلوم کرنی ہیں اگر تم سچ بول دو گے تو ٹوٹ پھوٹ سے بچ جاؤ گے ورنہ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔..... جولیانا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم تم ہو کون۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ۔ آج تک کسی نے ایسی جرات کا خواب بھی نہیں دیکھا اور تم۔ تم اس حد تک پہنچ گئی ہو۔“ رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم بتاؤ کہ تم نے کیمروں کے ذریعے ایشیائیوں کے میک اپ چیک کرنے کا حکم کس کے کہنے پر دیا تھا۔..... جولیانا نے کہا تو رچرڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ تو نہیں ہو۔ وہی جن کی چیکنگ ہو رہی تھی۔..... رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ہم وہی ہیں۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔..... جولیانا نے کہا۔

”حیرت ہے کہ تم کیمروں اور کلنگ سیکشن سے بچ کر یہاں تک پہنچ گئے ہو۔ انتہائی حیرت ہے۔..... رچرڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے خود اس بات پر یقین نہ آرہا ہو کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔..... جولیانا نے یقیناً بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ اب بھی وقت ہے۔ مجھ سے معافی مانگ کر واپس چلے جاؤ ورنہ تمہاری ایک ہڈی بھی سلامت نہیں رہے گی۔..... رچرڈ نے کہا لیکن جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا جولیانا کا وہ ہاتھ جس میں ٹوٹی ہوئی بوتل موجود تھی حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے کمرہ رچرڈ کے حلق سے نکلنے والی ہولناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیانا نے ٹوٹی ہوئی بوتل کا وار اس کے چہرے پر کر دیا تھا اور ٹوٹی ہوئی بوتل کے برچی نما سروں نے رچرڈ کے چہرے کو ایک لمحے میں ادھیر کر رکھ دیا تھا۔

”بولو۔ جواب دو ورنہ اب تمہاری آنکھیں نکال دوں گی۔ بولو۔..... جولیانا نے دوسرا وار کیا اور رچرڈ کا چہرہ خون اور زخموں سے بھر گیا۔ صرف اس کی آنکھیں اور پیشانی بچ گئی تھی اور وہ بری طرح تڑپ رہا تھا اور چیخ رہا تھا۔

”راجر کے۔ راجر کے ریڈ ایرو کے راجر کے۔..... جولیانا کا ہاتھ تیسری بار حرکت میں آتا دیکھ کر رچرڈ نے حلق کے بل چیتنے ہوئے کہنا شروع کر دیا۔

”ریڈ ایرو کا چیف کون ہے اور وہ کہاں ہوتا ہے۔ بولو۔ جواب دو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ورنہ.....جولیا نے اتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

”ریڈ ایرو کا چیف آر تھر ہے۔ وہ چیف باس روڈنی کا دوست ہے۔ اس نے چیف باس سے کہا ہو گا تو چیف باس نے راجر کو میرے پاس بھجوایا اور پھر اس کے کہنے پر میں نے یہ کارروائی کی“..... رچرڈ نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی ساری اکڑ فوں نکل چکی تھی۔

”آر تھر کہاں ملے گا۔ بولو“..... جولیا نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ چیف باس روڈنی کو معلوم ہو گا۔ مجھے نہیں معلوم“..... رچرڈ نے کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے اتہائی خوفناک چیخیں نکلنے لگیں۔ اس بار جولیا نے اس کی گردن پروار کر دیا تھا۔

”آخری وار تنگ دے رہی ہوں۔ ان زخموں کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن آنکھیں کٹ گئیں تو ان کا کوئی علاج نہ ہو سکے گا اور اندھا رچرڈ فٹ پاتھ پر پڑا پوری زندگی گزار دے گا۔ اس کا تم بخوبی تصور کر سکتے ہو اس لئے تفصیلات بتاؤ۔ ہم نے ہر صورت میں اس آر تھر تک پہنچنا ہے“..... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ سنو۔ مجھے اندھا مت کرو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ روڈنی بلیک گن کا چیف باس ہے۔ آر تھر اس کا دوست ہے اور آر تھر ریڈ ایرو کا چیف ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر تھرٹی ایونیو پر ہے۔ ٹاپ کلب کے نیچے۔ لیکن وہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ بائین سناکی سے

باہر ہے اور یقیناً آر تھر بھی یہاں موجود نہیں ہے اس لئے انہوں نے چیف باس روڈنی سے کہہ کر راجر کو میرے پاس بھیجا تھا تاکہ تمہیں ہلاک کیا جاسکے لیکن چیف باس روڈنی کو معلوم ہو گا کہ آر تھر اور بائین کہاں ہیں۔ مجھے نہیں معلوم“..... رچرڈ نے کہا۔

”روڈنی کہاں ہے“..... جولیا نے پوچھا۔

”وہ۔ وہ اپنے مخصوص آفس میں ہو گا۔ اس کا آفس تیسری منزل پر ہے۔ وہ۔ وہ وہاں برکے کے نام سے مشہور ہے حالانکہ وہ ہے روڈنی لیکن وہ برکے کے نام سے کام کرتا ہے۔ صرف اپنے سپیشل فون پر وہ روڈنی ہوتا ہے“..... رچرڈ نے اس بار قدرے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید مسلسل خون بہنے کی وجہ سے اب اس کی ہمت جواب دیتی جا رہی تھی۔

”کون سے فون پر اس سے بات ہوتی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”سرخ۔ سرخ فون پر“..... رچرڈ نے اسی طرح ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ختم کریں اسے مس جولیا۔ ہم خود اسے تلاش کر لیں گے۔“ اچانک تنویر نے کہا تو جولیا نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل ایک طرف پھینکی اور دوسرے لمحے اس نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ نقاہت کی وجہ سے رچرڈ کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں جبکہ دوسرے لمحے پے درپے دھماکوں کے ساتھ ہی گولیاں رچرڈ کے سینے میں اترتی چلی گئیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”آؤ۔ اب ہم نے برکے کو پکڑنا ہے۔ آؤ“..... جولیا نے مشین پسٹل واپس جیکٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود ہے۔ باہر موجود مسلح افراد کو ہلاک کرنا ضروری ہے“..... کیپٹن شکیل نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی ہلکی سی انسانی چیخیں اور مسلح افراد کے نیچے گرنے کے دھماکے سنائی دیئے۔ صفدر، تنویر اور جولیا بھی اچھل کر باہر راہداری میں آگئے۔

”یہ لفٹ اوپر نہیں آئے گی اس لئے اس کا انتظار غیر ضروری ہے۔ ہمیں سیردھیاں اتر کر تیسری منزل پر جانا ہوگا“..... جولیا نے کہا۔

”میں پہلے جاتا ہوں۔ میرے پاس بھی سائیلنسر لگا مشین پسٹل ہے“..... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پنچوں کے بل تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر لفٹ تھی۔ اس کے ساتھ ہی سیردھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ پنچوں کے بل شاید اس لئے دوڑ رہا تھا کہ نیچے موجود مسلح افراد کو اس کے دوڑتے ہوئے قدموں کی دھمک سنائی نہ دے اور وہ الرٹ نہ ہو جائیں۔

”ہمیں اصل ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرنا چاہئے تھا مس جولیا“۔ صفدر نے سیردھیوں کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اگر آرتھر وہاں نہیں ہے تو پھر یہ فضول کارروائی ہوگی اور اس

سے صرف وقت ضائع ہوگا“..... جولیا نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر وہ تینوں سیردھیاں اتر کر تیسری منزل پر پہنچے تو وہاں راہداری میں چار مسلح افراد لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اسی لمحے ایک دروازے سے تنویر باہر آگیا۔

”میں نے روڈنی کو بے ہوش کر دیا ہے“..... تنویر نے پاس آکر کہا۔

”ویری گڈ۔ واقعی تمہاری کارکردگی بے داغ بھی ہے اور تیز بھی“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

”کمرے میں دو عورتیں بھی تھیں۔ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے“..... تنویر نے کہا۔

”تم لوگ یہیں ٹھہرو۔ میں اس سے معلومات حاصل کرتی ہوں۔ تنویر تم میرے ساتھ آؤ“..... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھلے ہوئے دروازے میں اندر داخل ہوئی تو وہاں ایک صوفے پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ دو نیم عریاں لڑکیاں لاشوں کی صورت میں دو صوفوں کے درمیان قالین پر پڑی ہوئی تھیں

”ان دونوں کو گھسیٹ کر ایک طرف پھینک دو“..... جولیا نے انہیں دیکھ کر نفرت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر باری باری دونوں لڑکیوں کو سائیڈ پر کر دیا۔

”روڈنی کے ہاتھ عقب میں کر کے بیلٹ سے باندھ دو“۔ جولیا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نے کہا تو تنویر نے سر ہلاتے ہوئے اپنی بیلٹ اتاری اور پھر صوفے پر سائیڈ کے بل پڑے ہوئے اس آدمی کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے اس نے بیلٹ باندھ دی۔

”اسے کیسے بے ہوش کیا تھا“..... جولیا نے پوچھا۔

”میں نے باہر موجود لوگوں کو ہلاک کیا اور مشین پستل لے کر اندر داخل ہوا اور پھر یہ لڑکیاں ہلاک کیں۔ اس سے پہلے کہ یہ سنبھلتا۔ میں نے مشین پستل کا دستہ اس کے سر پر مار کر اسے بے ہوش کر دیا“..... تنویر نے جواب دیا۔

”اوکے اسے ہوش میں لے آؤ۔ پھر اس کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ۔ اسے اٹھنا نہیں چاہئے“..... جولیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس سے پوچھ گچھ اوپر لے جا کر کی جائے یا پھر صفدر کو اوپر بھجوا دیا جائے کیونکہ اگر اس دوران رچرڈ کی لاش دریافت ہو گئی تو یہاں قیامت برپا ہو جائے گی“..... تنویر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تم اسے ہوش میں لے آؤ۔ میں صفدر کو بھیجتی ہوں“..... جولیا نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ تنویر

نے روڈنی کو گردن سے پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے تھپمارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے یا چوتھے تھپپر روڈنی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ تنویر اسے چھوڑ کر تیزی سے صوفے کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے جولیا واپس آ گئی۔

”یہ۔ یہ کیا مطلب تم کون ہو“..... روڈنی نے لاشعوری طور پر

اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن تنویر نے اس کے دونوں کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے اٹھنے نہ دیا۔

”بیٹھے رہو ورنہ“..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے گردن اٹھا کر اوہر دیکھا اور پھر سر سیدھا کر لیا۔

”تم کون ہو“..... اس نے سامنے کھڑی جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر غالب تھا۔

”تمہارا نام روڈنی ہے اور تم اس بلیک گن کے چیف باس ہو۔“ جولیا نے جیب سے مشین پستل نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں تو برکے ہوں۔ اسسٹنٹ مینجر۔ روڈنی تو چیف باس ہے۔ وہ تو کسی کے سامنے نہیں آتا“..... اس آدمی نے جواب دیا ہی

تھی کہ جولیا نے مشین پستل کی نال اس کی ناک کے ایک نتھنے میں اس طرح گھسیڑ دی کہ روڈنی کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔

اس کا نتھنا پھٹ گیا تھا اور اس سے خون بہنے لگا تھا۔

”اب اگر جھوٹ بولا تو منہ کے اندر فائر کروں گی“..... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم کسی سے بھی پوچھ لو“..... اس آدمی نے کراہتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے کمرہ ایک بار پھر اس کے

حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جولیا نے اس بار دوسرے نتھنے کے ساتھ وہی حشر کیا جو وہ پہلے نتھنے کا کر چکی تھی۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں سچ کہہ رہا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”تم نے سچ بولا ہے اس لئے تم نے اپنی زندگی بچالی ہے۔ اب پوری تفصیل بتا دو کہ ٹابو جرمیرہ کہاں ہے اور اس کے سیٹ اپ کی

RAFREXO@HOTMAIL.COM

”جو میں کہہ رہی ہوں وہ کرو“..... جو لیا غراتے ہوئے لہجے میں کہا

تو تنویر نے اس بار کوئی جواب دیئے بغیر روڈنی کو آگے کی طرف دھکیل کر اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی بیلٹ کھول دی۔

”شکریہ۔ تم نے مجھ پر اعتماد کر کے مجھے خرید لیا ہے۔ اب میں تم سے مکمل تعاون کروں گا۔ میں آرتھر کے لئے اپنی زندگی اور دنیا کا سب کچھ ضائع نہیں کر سکتا“..... روڈنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تعاون تمہیں فائدہ دے گا ورنہ نقصان بھی تمہارا ہی ہو گا۔“ جولیانا نے کہا۔

”میں باتھ روم سے منہ دھو کر آ رہا ہوں“..... روڈنی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر باتھ روم کے الفاظ موجود تھے۔

”یہ تم نے کیا کیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم کس پوزیشن میں ہیں“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں لیڈر ہوں سمجھے۔ اس لئے میں کوئی اعتراض برداشت نہیں کر سکتی۔ آئندہ اگر مخالفت کی تو ذمہ دار تم خود ہو گے“..... جولیانا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھیج لئے تھوڑی دیر بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور روڈنی باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ اب قدرے نارمل نظر آ رہا تھا۔

”اب مجھے بتاؤ کہ تم نے کیا کیا ہے اور تمہارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں تاکہ میں روڈنی بن کر اپنے آدمیوں کو احکامات دے کر معاملے کو زیر کر دوں ورنہ کسی بھی لمحے تم پر قیامت ٹوٹ سکتی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہے“..... روڈنی نے جولیانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیانا نے اسے کلب میں داخل ہونے سے لے کر اب تک کی ساری تفصیل بتادی۔

”اوہ۔ تم باہر موجود اپنے ساتھیوں کو اندر بلا لو“..... روڈنی نے میز کی ایک دراز کھول کر اس میں سے ایک ریموٹ کنٹرول منا آلہ نکالتے ہوئے کہا اور جولیانا کے کہنے پر تنویر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ چند ہی لمحوں بعد واپس آ گیا۔

”میں نے کیپٹن شکیل کو کہہ دیا ہے کہ وہ اوپر سے صفدر کو بلا کر اندر آ جائے“..... تنویر نے واپس آ کر کہا اور جولیانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوئے اور پھر اندر کی صورت حال دیکھ کر وہ بے اختیار ہٹھک کر رک گئے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ روڈنی اب میز کے پیچھے اونچی پشت کی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”تمہارے سب ساتھی آگئے ہیں اندر“..... روڈنی نے کہا۔

”ہاں“..... جولیانا نے جواب دیا تو روڈنی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر باتھ میں پکڑے ہوئے اس ریموٹ کنٹرول منا آلے کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”کارگ بول رہا ہوں“..... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چیف باس فرام دس اینڈ“..... روڈنی نے تیز لیکن اتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”چچ سچ۔ چیف باس۔ آپ۔ آپ۔“..... دوسری طرف سے یکھت

گھگھیاے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ یکفخت انتہائی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

”سنو۔ رچرڈ کی لاش اس کے آفس میں پڑی ہے اور اس کے محافظوں کی لاشیں باہر راہداری میں موجود ہیں۔ تم اب رچرڈ کی جگہ لو گے۔ سمجھے۔ اب تم بلیک کارگ کہلو او گے۔ سمجھے۔“..... روڈنی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”یس۔ یس۔ بب۔ باس۔ یس باس۔“..... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”فوری حرکت میں آ جاؤ۔ تمام لاشیں غائب کر دو اور سنو۔ برکلے کے آفس کے باہر راہداری میں بھی لاشیں موجود ہیں۔ انہیں بھی اٹھا لو اور برکلے کے آفس میں میرے خاص مہمان موجود ہیں اس لئے جب تک برکلے نہ کہے تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ برکلے کی پوزیشن تم سمجھتے ہو یا نہیں۔“..... روڈنی نے کہا۔

”یس چیف۔ اچھی طرح سمجھتا ہوں چیف باس۔“..... دوسری طرف سے اسی طرح گھگھیاے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”اوئے۔“..... روڈنی نے کہا اور ایک بٹن پریس کر کے اس نے پھر تین بٹن پریس کر دیئے۔ شاید اس میں لاؤڈر سسٹم آٹومیٹک انداز میں موجود تھا یا روڈنی نے اس کا بٹن پریس کر دیا تھا کہ دوسری طرف سے آنے والی آواز بھی جو لیا سمیت سب کو واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”رابرٹ بول رہا ہوں۔“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
”چیف باس فرام دس اینڈ۔“..... روڈنی نے اسی طرح بھاری اور سرد لہجے میں کہا۔

”چچ۔ سچ۔ چیف باس۔ یس چیف۔“..... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”رچرڈ نے تمہیں جن لوگوں کو چیک کرنے کے احکام دیئے تھے ان کا کیا ہوا ہے۔“..... روڈنی نے کہا۔

”ابھی تک کسی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی چیف باس۔“..... دوسری طرف سے ہسے ہوئے لہجے میں کہا گیا

”تو سنو۔ رچرڈ نے میری اجازت کے بغیر غلط لوگوں کے بارے میں آرڈر دے دیا تھا اس لئے میں نے رچرڈ کو موت کی سزا دے دی ہے اور اب رچرڈ کی جگہ کارگ کو سیکنڈ باس بنا دیا گیا ہے اور تم بھی ان لوگوں کے خلاف چیکنگ بند کر دو۔ سنا تم نے۔“..... روڈنی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف باس۔ یس چیف۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روڈنی نے ایک بار پھر بٹن دبا کر آلے کو آف کیا اور پھر تین مختلف بٹن پریس کر دیئے۔

”ہرٹ سپیکنگ۔“..... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
”چیف باس فرام دس اینڈ۔“..... روڈنی نے تیز لہجے میں کہا۔
”چچ۔ سچ۔ چیف باس۔ چیف باس۔ یس سر۔“..... دوسری طرف

سے بولنے والے نے یکفخت گھگھکیا ہے ہوئے لہجے میں کہا۔

”رچرڈ نے جن لوگوں کے بارے میں احکامات دیئے تھے وہ ہمارے مطلوبہ لوگ نہیں ہیں اور رچرڈ نے میری اجازت کے بغیر یہ حکم دیا تھا اس لئے میں نے رچرڈ کو موت کی سزا دے دی ہے اور اب رچرڈ کی جگہ کارگ نے لے لی ہے۔ رابرٹ کو بھی چیکنگ سے منع کر دیا گیا ہے اور تم بھی اپنے سیکشن کو واپس کال کر لو“..... روڈنی نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس۔ یس چیف باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو روڈنی نے بٹن آف کر کے اس سپیشل فون کو میز کی دراز میں رکھ دیا۔

”تمہارا نام کیا ہے۔ تم نے جس طرح مجھ پر اعتماد کیا ہے اس سے میں ذاتی طور پر بے حد مشکور ہوں اور جس طرح تم لوگ ہرٹ اور رابرٹ کے آدمیوں سے بچ کر رچرڈ تک پہنچ جانے اور پھر رچرڈ کو ہلاک کر کے مجھ تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہو اس سے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم لوگ ہمارے بس کے نہیں ہو اور میں نہیں چاہتا کہ آر تھر کی دوستی کی وجہ سے میں اپنی زندگی بھی ضائع کروں اور اپنا پورا گروہ بھی اس لئے میں نے تمہارے بارے میں احکامات واپس لے لئے ہیں۔ اب سنا کی میں بلیک گن تمہارے خلاف کام نہیں کرے گی“..... روڈنی نے جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا جو اس دوران اپنے ساتھیوں سمیت اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ چکی تھی۔

”میں نے دیکھ لیا تھا کہ تمہارے اندر ایسی ذہانت ہے کہ تم

بروقت اور درست فیصلے کر سکتے ہو اور مجھے بلیک گن کے خلاف کوئی مشن مکمل نہیں کرنا اس لئے میں نے تم پر اعتماد کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم اعتماد پر پورا نہ اترے تو ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ تم خود نقصان اٹھاؤ گے۔ بہر حال میرا نام فینی ہے“..... جو لیا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم مجھ سے آر تھر کے بارے میں پوچھ رہی تھی اور میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ آر تھر اور اس کا سپیشل لمبجنت بائین دونوں جزیرہ ٹابو میں موجود ہیں۔ آر تھر اور بائین دونوں تمہاری وجہ سے ہی وہاں گئے ہیں کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ تم ان تک پہنچ جاؤ گے۔ ٹابو جزیرہ، جزیرہ فان لینڈ کے شمالی مشرق میں کھلے سمندر کے اندر واقع ہے۔ اوپن جزیرہ ہے اس لئے مجرموں اور سمگلروں کی جنت بن چکا ہے۔ بلیک گن کا بھی وہاں سیٹ اپ ہے اور آر تھر کے ریڈ ایرو کا بھی۔ وہاں کی اپنی حکومت ہے جس کا کوئی تعلق فان لینڈ سے نہیں ہے لیکن وہ کسی کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے۔ صرف انتظام کی حد تک ہی رہتے ہیں۔ یہاں سے بائی ایر بھی تم وہاں جاسکتے ہو اور سمندر کے رستے بھی اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہاں بھجوا سکتا ہوں“..... روڈنی نے کہا۔

”کیا تم بلیک تھنڈر کے بارے میں کچھ جانتے ہو“..... جو لیا نے اس کی تقریر سن کر بڑے متحمل سے لہجے میں کہا۔

”بلیک تھنڈر۔ کیا مطلب۔ یہ کون سی تنظیم ہے۔ میں تو یہ نام

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہی پہلی بار سن رہا ہوں..... روڈنی نے جواب دیا تو جو یا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ روڈنی کے لہجے سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

”بلیک تھنڈر ایک بین الاقوامی تنظیم ہے جو انتہائی جدید ترین اسلحہ تیار کر رہی ہے تاکہ کسی بھی وقت پوری دنیا پر حکومت قائم کر سکے۔ یہ آر تھر اور بامین جو بظاہر سرکاری تنظیم سے متعلق ہیں دراصل اس بلیک تھنڈر کے ایجنٹ ہیں اور بامین نے پاکیشیا سے ایک فارمولا اڑا کر بلیک تھنڈر کی کسی لیبارٹری میں پہنچایا ہے اور ہم نے یہ فارمولا واپس حاصل کرنا ہے اس لئے ہم آر تھر کو تلاش کر رہے ہیں کیونکہ بامین تو محض ایک ایجنٹ ہے جبکہ آر تھر اس کا باس ہے اس لئے آر تھر کو اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی۔ میں نے یہ تفصیل تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہم آر تھر تک اس انداز میں پہنچنا چاہتے ہیں کہ اسے آخری لمحے تک خبر نہ ہو سکے..... جو یا نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے لیکن میں معذرت خواہ ہوں کیونکہ میں کسی بین الاقوامی تنظیم سے نہیں ٹکرانا چاہتا اس لئے اس سلسلے میں کوئی ایسا اقدام میں نہیں کر سکتا جس سے میں اس بین الاقوامی تنظیم کی نظروں میں اس کا دشمن ہو جاؤں..... روڈنی نے کہا تو جو یا بے اختیار مسکرا دی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہمارے یہاں سے جانے کے بعد تم آر تھر کو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہمارے بارے میں بتا دو گے تاکہ تم بلیک تھنڈر کی نظروں میں اس کے دوست ثابت ہو سکو..... جو یا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ تم مجھ پر اعتماد کرو۔ میں آر تھر سے ہرگز کوئی رابطہ نہیں کروں گا اور اگر اس نے مجھ سے بات کی تو اسے میں یہی بتاؤں گا کہ میرے آدمی تمہیں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ میری شروع سے ہی عادت ہے کہ میں بڑی پارٹیوں کے درمیان سینڈوچ نہیں بننا چاہتا اس لئے تو میری تمام تر کارکردگی فائن لینڈ تک ہی محدود ہے ورنہ میں اپنا سیٹ اپ پوری دنیا میں پھیلا سکتا تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس طرح میں نادیدہ مسائل کا شکار ہو سکتا ہوں..... روڈنی نے کہا۔

”اوکے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ اب تم ہمیں اس ٹابو جہیز میں آر تھر کے سیٹ اپ کے بارے میں بتا دو۔ بس ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے..... جو یا نے کہا۔

”ٹابو جہیز میں جانسن اینڈ کمپنی کے نام سے آر تھر نے ایک بڑی کمپنی بنائی ہوئی ہے جو بظاہر ادویات کو ڈیل کرتی ہے لیکن درپردہ انتہائی قیمتی ادویات کی پوری دنیا میں اسمگلنگ کی جاتی ہے۔ آر تھر ٹابو جہیز میں جانسن کے نام سے رہتا ہے۔ جانسن اینڈ کمپنی کا آفس ٹابو کی مین روڈ پر ہے۔ بزنس پلازہ کا نام بھی جانسن پلازہ ہے۔ البتہ اس کی رہائش جانسن پلازہ کی بیک والی کالونی میں ہے۔ کو بھی نمبر تو مجھے معلوم نہیں لیکن اس کو بھی کا نام جانسن ہاؤس ہے اور یہ اس

کالونی کی سب سے بڑی اور وسیع و عریض کوٹھی ہے..... روڈنی نے جواب دیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب ہمیں اجازت..... جو لیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔“
”آؤ میں بطور برکے تمہیں باہر چھوڑ آؤں“..... روڈنی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”یہاں دو لڑکیوں کی لاشیں موجود ہیں۔ پہلے انہیں اٹھوا لو۔ ہم چلے جائیں گے“..... جو لیا نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف مڑے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں پہنچے اور پھر اطمینان سے چلتے ہوئے اس کلب سے باہر آ گئے۔ کلب میں ویسے ہی ہر طرف ہنگامہ برپا تھا۔ شاید انہیں اوپر ہونے والے واقعات کا علم تک نہ ہوا تھا اور نہ ہی کسی نے انہیں کچھ کہا تھا۔

”آپ نے اس آدمی پر اس طرح اعتماد کر کے بڑا رسک لیا تھا مس جو لیا“..... صفدر نے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے اور میں نہیں چاہتی تھی کہ ہم لوگ خواہ مخواہ کے چکروں میں پھنسے رہیں اور اب تم نے دیکھا ہے کہ سب کچھ اطمینان سے نمٹ گیا“۔ جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

”اب ہمیں ایرپورٹ جانا ہوگا“..... تنویر نے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں فوری ٹابو پہنچنا ہوگا کیونکہ روڈنی نے بتایا ہے کہ بائین بھی وہیں موجود ہے اور عمران جس انداز میں کام کرتا ہے اس کے مطابق اس نے یقیناً اب تک اس بات کا کھوج لگایا ہوگا کہ بائین ٹابو میں ہے اس لئے وہ یقیناً وہاں پہنچے گا اور اگر ہم لیٹ ہو گئے تو وہ ہم سے آگے بڑھ جائے گا“..... جو لیا نے کہا۔

”بالکل۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے“..... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک خالی ٹیکسی کو اشارہ کیا اور ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

”ایرپورٹ چلو“..... صفدر نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور پھر جو لیا تو فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ اس کے ساتھی ٹیکسی کی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

راجر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
 ”راجر سپیکنگ“..... راجر نے کہا۔
 ”بامین بول رہا ہوں راجر“..... دوسری طرف سے بامین کی آواز سنائی دی۔
 ”یس باس“..... راجر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
 ”تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی پاکیشیائی مہجنوں کے بارے میں“..... بامین نے کہا۔
 ”ابھی تک کوئی رپورٹ ملی ہی نہیں باس۔ رچرڈ نے کہا تھا کہ جیسے ہی ان کا خاتمہ ہو گا وہ مجھے کال کر کے بتا دے گا لیکن اس کی طرف سے کوئی کال ہی نہیں آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تک وہ لوگ سناکی پہنچے ہی نہیں ورنہ تو اب تک ختم ہو چکے ہوتے اور ہمیں

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اطلاع بھی مل چکی ہوتی“..... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”وہ لوگ عام مجرم نہیں ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ مہجن ہیں۔ یہ تو چیف کی وجہ سے مجھے سناکی سے ہٹنا پڑا ہے ورنہ میں خود انہیں ٹریس کرتا۔ بہر حال تم رچرڈ سے بات کرو اور اسے کہو کہ وہ اس معاملے کو عام انداز میں ٹریٹ نہ کرے“..... بامین نے کہا۔
 ”باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور میرا سیکشن براہ راست اس معاملے میں کود پڑے“..... راجر نے کہا۔
 ”نہیں۔ چیف کا حکم ہے کہ ریڈ ایرو کو سرکاری طور پر اس میں ملوث نہیں ہونا چاہیے۔ اسی لئے تو انہوں نے خود روڈنی سے بات کی تھی“..... بامین نے کہا۔
 ”اوکے باس۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... راجر نے کہا۔
 ”جیسے ہی کوئی اہم رپورٹ ملے تم نے مجھے فوراً رپورٹ دینی ہے“..... بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 ”کراؤن فرام بلیک گن کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
 ”راجر بول رہا ہوں۔ رچرڈ سے بات کراؤ“..... راجر نے کہا۔
 ”کارگ سے بات کریں جناب۔ باس رچرڈ کو چیف باس نے موت کی سزا دے دی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجر بے

اختیار اچھل پڑا۔

”ہیلو۔ کارگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔

”میں راجر بول رہا ہوں کارگ رچرڈ کے ساتھ کیا ہوا۔ کراؤن بتا رہا ہے کہ اسے موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ کیوں۔ کب اور کیسے“..... راجر نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا

”کراؤن نے درست بتایا ہے راجر۔ اب رچرڈ کی جگہ میں چیف ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیکن ہوا کیا ہے۔ رچرڈ کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ میری تو سمجھ میں ہی نہیں آ رہا“..... راجر نے کہا۔

”آپ رچرڈ سے ملے تھے اور آپ کے کہنے پر شاید رچرڈ نے پاکیشیائی سجنٹوں کے خلاف کارروائی کا حکم دیا تھا“..... کارگ نے کہا تو راجر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”ہاں۔ کیوں“..... راجر نے کہا۔

”اسی وجہ سے رچرڈ کو موت کی سزا دی گئی ہے کیونکہ اس نے صرف آپ کے کہنے پر یہ کارروائی کر ڈالی اور چیف باس سے اجازت نہ لی۔ چیف باس کو جیسے ہی علم ہوا انہوں نے رچرڈ کو موت کی سزا دے دی۔ آپ جانتے تو ہیں چیف باس کی عادت“..... کارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہارے چیف باس سے ہمارے چیف نے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

رابطہ کیا اور تمہارے چیف کے کہنے پر میں رچرڈ سے ملتا تھا اور تمہارے چیف نے میرے ملنے سے پہلے رچرڈ کو باقاعدہ فون کر کے کہا تھا کہ میرے ساتھ تعاون کرے ورنہ ایسے وہ رچرڈ کہاں میری بات سنتا تھا“..... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ بہر حال چیف باس نے مجھے یہی بتایا تھا کہ رچرڈ نے ان کی اجازت کے بغیر یہ کارروائی کی ہے جس کی بنا پر انہوں نے رچرڈ کو موت کی سزا دی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر چند لمحے بت بنا رسیور پکڑے بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ذہن واقعی اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین بات پر لٹو کی طرح گھوم رہا تھا لیکن پھر اس نے چونک کر کرایڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”کراؤن فرام بلیک گن کلب“..... کراؤن کی آواز سنائی دی۔

”راجر بول رہا ہوں۔ جارج فلپ سے بات کراؤ“..... راجر نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جارج فلپ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”راجر بول رہا ہوں جارج فلپ۔ سپیشل فون پر مجھ سے رابطہ کرو۔ فیس ملے گی“..... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

رسیور رکھ دیا۔

”جارج فلپ بلیک گن کلب میں ہیڈ سپروائزر تھا لیکن خفیہ طور پر اس نے مخبری کا نیٹ ورک بنایا ہوا تھا اس لئے راجر نے اصل حالات معلوم کرنے کے لئے اسے کال کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ جو کچھ جارج فلپ جانتا ہو گا وہ شاید کارگ کو بھی معلوم نہیں ہو گا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”راجر بول رہا ہوں“..... راجر نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”فلپ بول رہا ہوں۔ کیا مسئلہ ہے“..... فلپ نے کہا۔

”رچرڈ کو سنا ہے چیف باس نے موت کی سزا دے دی ہے۔ میں اس بارے میں اندرونی تفصیل جانتا چاہتا ہوں“..... راجر نے کہا۔

”ایک ہزار ڈالر لوں گا اور ساتھ ہی حلف بھی کہ چیف باس تک یہ باتیں نہیں پہنچیں گی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ رقم بھی مل جائے گی اور وعدہ بھی ہو گیا۔ تم مجھے جانتے ہو کہ جو میں کہہ دوں وہ لازماً کرتا ہوں“..... راجر نے کہا۔

”اوکے۔ تو پھر سنو کہ ایک ایگری عورت اور تین ایگری مرد گن کلب میں آئے۔ انہوں نے کراؤن کو بتایا کہ ان کا تعلق ایگریمیا کے ریڈ سینڈ کیٹ سے ہے اور وہ رچرڈ سے ملنا چاہتے ہیں۔ کراؤن نے انہیں بتایا کہ رچرڈ کسی سے نہیں ملتا۔ وہ اس کے اسسٹنٹ سے مل لیں اور انہیں کارڈ دے دیئے گئے۔ اس کے بعد اچانک چیف باس کی کال کارگ کو آئی جس میں چیف باس نے کارگ کو بتایا کہ رچرڈ نے

ایشیائی افراد کو ختم کرنے کا حکم ان کی اجازت کے بغیر دیا تھا اس لئے اس نے رچرڈ کو موت کی سزا دے دی ہے اور اس کے محافظ بھی مارے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ برکے کے محافظ بھی مارے جا چکے ہیں اور اب رچرڈ کی جگہ کارگ لے گا اور تمام انتظامات کرے گا۔ جتنا بچہ کارگ فوراً حرکت میں آگیا۔ اس نے رچرڈ اور اس کے آفس کے باہر راہداری میں موجود محافظوں اور برکے کے آفس کے باہر موجود محافظوں کی لاشوں کو اٹھوا کر غائب کر دیا اور خود رچرڈ کے آفس میں جا کر اس کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہاں تمام فونز کے رسیور علیحدہ رکھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد برکے نے اسے فون کیا اور بتایا کہ اس کے آفس میں دو لڑکیوں کی لاشیں پڑی ہیں وہ بھی اٹھوالی جائیں۔ برکے نے کارگ کو بتایا تھا کہ ان لڑکیوں نے اس کی توہین کی تھی اس لئے اس نے انہیں سزا دے دی ہے۔ کارگ نے ان لڑکیوں کی لاشیں بھی غائب کرادیں۔ اس کے بعد وہ چار ایگری یعنی ایک عورت اور تین مرد لفٹ سے باہر ہال میں آئے اور پھر کلب سے باہر چلے گئے“..... جارج فلپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس ساری بات کا کیا مطلب ہوا۔ میں سمجھا نہیں“..... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی یہ بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

”جو حقائق تھے وہ میں نے تمہیں بتا دیئے ہیں“..... جارج فلپ نے جواب دیا۔

”نہیں۔ تم نے اچھی ہوئی رپورٹ دی ہے۔ اس کی وضاحت

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کرو..... راجر نے کہا۔

”تم ریڈ ایرو کے سپیشل سیکشن کے انچارج ہو۔ اتہائی تربیت یافتہ بمبجٹ ہو۔ کیا تم خود نہیں سمجھ سکتے کہ کیا ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے..... جارج فلپ کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مذاق مت کرو جارج۔ میرا ذہن اس وقت بے حد الجھا ہوا ہے اور میں نے چیف کو رپورٹ دینی ہے..... راجر نے کہا۔

”تو پھر سنو۔ تمہارے چیف باس نے جن ایشیائیوں کو ہلاک کرنے کا مشن دیا تھا یہ اکیڑی وہی ایشیائی تھے اور یہ بھی اطلاع مل چکی ہے کہ کیمروں کے چیکنگ سیکشن کی ایک پارٹی کی لاشیں کرائس کالونی کی ایک کوٹھی کے تہہ خانے میں مل چکی ہیں اور ان کی کار بھی اس کوٹھی کے عقب میں موجود تھی اور یہی اکیڑی اس کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس پارٹی نے انہیں چیک کر لیا تھا لیکن انہوں نے کلنگ سیکشن کو اطلاع نہ دی اور خود ان کے ہاتھوں چیک ہو گئے۔ انہوں نے لازماً اس سے ساری صورت حال معلوم کر لی ہوگی اور پھر وہ میک اپ کر لیا ہوگا کہ جو چیک نہ ہو سکے اور وہ وہاں سے سیدھے بلیک گن کلب پہنچے۔ انہوں نے کراؤن سے کارڈ لئے اور پھر بجائے اسسٹنٹ کے پاس جانے کے وہ سیدھے رچرڈ کے پاس پہنچ گئے۔ محافظوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا اور رچرڈ پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کیں اور اسے ہلاک کر کے وہ برکے کے پاس پہنچ گئے۔ برکے کے آفس کے باہر محافظوں کو بھی

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہلاک کر دیا گیا اور برکے کے آفس میں موجود دونوں لڑکیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد یقیناً انہوں نے برکے کو مجبور کر کے اس سے چیف باس کو کال کرائی ہوگی کیونکہ برکے چیف باس کا چھوٹا بھائی ہے اور بظاہر وہ رچرڈ کا اسسٹنٹ ہے لیکن چیف باس کی وجہ سے دراصل وہی اصل آدمی ہے۔ اس کی بات نہ رچرڈ ٹال سکتا تھا اور نہ اب کارگ ٹال سکتا ہے۔ چیف باس نے رچرڈ کی جگہ کارگ کو دے دی اور اس کے بعد چیکنگ سیکشن کے رابرٹ اور کلنگ سیکشن کے ہرٹ دونوں کو چیف باس نے کال کر کے اس مشن سے ہٹا دیا اور اس کے بعد یہ اکیڑی اطمینان سے کلب سے باہر چلے گئے۔ جارج فلپ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ اب میں سمجھ گیا لیکن کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں..... راجر نے کہا تو دیا لیکن پھر اسے احساس ہوا کہ اس نے غلط بات کی ہے۔ اب بھلا کلب سے باہر نکلنے کے بعد جارج فلپ کو کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں لیکن دوسرے لمحے جب جارج فلپ نے جواب دیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”ہاں۔ لیکن اس کے لئے ایک ہزار ڈالر تمہیں مزید دینا پڑیں گے..... جارج نے کہا۔

”اوہ۔ لے لینا۔ بتاؤ لیکن درست معلومات دینا..... راجر نے بے چین ہو کر کہا۔

”جس طرح تم وعدہ کے پابند ہو اسی طرح تمہیں بھی معلوم ہے کہ جارج فلپ غلط بات نہیں کیا کرتا“..... جارج فلپ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بتاؤ“..... راجر نے کہا۔

”یہ چاروں بلیک گن کلب سے نکل کر سیدھے ایئر پورٹ پہنچے اور وہاں سے ٹابو جریرے پر چلے گئے“..... جارج فلپ نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ پلیز بتا دو تا کہ میں چیف کو مطمئن کر سکوں“..... راجر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے جب ساری باتوں کا علم ہوا تو میں بے حد پریشان ہوا اور میں نے اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کی۔ جس ٹیکسی نے انہیں ایئر پورٹ پہنچایا تھا وہ ٹیکسی ڈرائیور میں نے ٹریس کر لیا۔ اس ڈرائیور نے بتایا کہ اس نے انہیں بلیک گن کلب سے پک کر کے ایئر پورٹ ڈراپ کیا تھا اور راستے میں وہ ایک دوسرے سے ٹابو جریرے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ اگر پرواز لیٹ ہو تو وہ ٹابو کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرالیں۔ اس طرح مجھے علم ہو گیا کہ وہ لوگ ٹابو گئے ہیں“..... جارج فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ان کے حلیئے کیا ہیں“..... راجر نے کہا۔

”وہ اصل میں ایشیائی ہیں۔ ایکریمی نہیں اس لئے حلیئے وہ بدل سکتے ہیں۔ البتہ ان کے قد و قامت کے بارے میں بتا سکتا ہوں لیکن اس کے لئے پانچ سو ڈالر تمہیں مزید دینے ہوں گے“..... جارج فلپ نے کہا۔

”نہیں۔ یہ تمہیں ویسے ہی بتانے پڑیں گے۔ آخر تم میرے دوست ہو“..... راجر نے کہا تو دوسری طرف سے جارج فلپ بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس نے قد و قامت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”تم نے خود انہیں دیکھا ہے“..... راجر نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے بھی کراؤن سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں“..... جارج فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ شکریہ۔ بے فکر رہو۔ تمہیں رقم بھی پہنچ جائے گی اور تمہارا نام بھی سامنے نہیں آئے گا“..... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھالیا گیا۔

”ہیلو“..... بامین کی آواز سنائی دی۔

”راجر بول رہا ہوں باس“..... راجر نے کہا۔

”اوہ یس۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی رپورٹ ہے“..... بامین نے چونک کر کہا۔

”یس باس۔ اتہائی حیرت انگیز رپورٹ ہے“..... راجر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ جلدی بتاؤ۔ کیا ہوا ہے“..... بامین نے بے چین سے لہجے میں کہا تو راجر نے پہلے کارگ سے ہونے والی بات چیت اور اس کے

بعد جارج فلپ سے ملنے والی تمام معلومات تفصیل سے بتادیں۔ البتہ اس نے جارج فلپ کا نام نہ لیا تھا۔

”ویری ہیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف باس کا یہ خیال غلط ثابت ہوا ہے کہ بلیک گن اسے ختم کر دے گا اور انہیں ٹابو کا بھی علم ہو گیا لیکن ٹابو کے بارے میں انہیں کس نے بتایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ٹابو کے بارے میں تو صرف روڈنی جانتا ہے۔ کیا وہ روڈنی سے بھی ملے ہیں جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ وہ کلب سے نکل کر سیدھے ایرپورٹ گئے تھے۔“ بامین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ برکے روڈنی کا چھوٹا بھائی ہے اور ساری گیم میں اسے ہی مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس نے روڈنی سے معلوم کیا ہو گا۔“ راجر نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی یہ رپورٹ حاصل کر کے کام کیا ہے۔ میں اب چیف باس کو رپورٹ دیتا ہوں اور یہاں میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔“ بامین نے کہا۔

”باس۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے سیکشن سمیت ٹابو پہنچ جاؤں۔“ راجر نے کہا۔

”نہیں۔ یہاں ریڈ ایرو کا ایک سیکشن موجود ہے۔ وہ یہاں کے مقامی لوگ ہیں اس لئے وہ یہاں کے بارے میں زیادہ باخبر ہیں۔ میں انہیں سلمنے لاؤں گا۔“ بامین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا لیکن

ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور راجر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“ راجر نے کہا۔

”باس۔ ویسٹرن کارمن سے لوئیس اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آیا ہے اور آپ سے ملاقات چاہتا ہے۔“ دوسری طرف سے اس کے پرسنل اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

”ویسٹرن کارمن سے لوئیس۔ اوہ۔ وہ اتنی جلدی کیسے پہنچ گیا۔ ابھی کل ہی تو میری اس سے بات ہوئی ہے۔“ راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ چارٹرڈ طیارے پر آئے ہیں جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ بھیج دو انہیں۔“ راجر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران نے صالحہ اور خاور کے ساتھ سویڈن کے ماسٹر کے کلب میں کاغذات کے مطابق مخصوص کیمیکلز منگوا کر نیا میک اپ کیا تھا تاکہ سناکی پہنچ کر وہ ان کیمروں سے محفوظ رہ سکیں جو کیرے میک اپ چیک کر لیتے تھے اور جن کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہاں ایشیائیوں کی چیکنگ کی جارہی ہے اور پھر اس میک اپ میں وہ سناکی پہنچ گئے۔ سناکی ایرپورٹ سے سیدھے وہ ایک ہوٹل میں پہنچے اور وہاں پہنچ کر عمران نے ایک بار پھر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ نئے سرے سے کیا تاکہ اگر سناکی میں نگرانی کی جارہی ہو تو اس نگرانی سے بچ سکیں۔ اس بار عمران نے ویسٹرن کارمن کے باشندوں کا میک اپ کیا تھا کیونکہ ظاہر ہے اس کے پاس ویسٹرن کارمن کے کاغذات نہ تھے اس لئے سناکی ایرپورٹ سے باہر آنے کے لئے وہ انہی کاغذات کے مطابق میک اپ کرنے پر مجبور تھا جو کاغذات ان کے پاس تھے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

لیکن اب سناکی پہنچ جانے کے بعد انہیں فوری طور پر کاغذات کی چیکنگ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا تھا اس لئے اس نے ویسٹرن کارمن کے باشندوں جیسا میک اپ کیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ فنان لینڈ اور ویسٹرن کارمن کے درمیان خاصے دوستانہ تعلقات تھے اور ویسٹرن کارمن نے فنان لینڈ کے بے شمار پراجیکٹس میں ان کی بے حد مدد کی ہے اس لئے یہاں ویسٹرن کارمن کے باشندوں سے وی آئی پی والا سلوک کیا جاتا تھا۔

”اب ہم نے کہاں جانا ہے عمران صاحب“..... صالحہ نے کہا۔ وہ اس وقت نئے میک اپ سے فارغ ہو کر ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔

”ہم تینوں نے علیحدہ علیحدہ یہاں سے باہر جانا ہے اور علیحدہ علیحدہ بسوں یا ٹیکسیوں کے ذریعے ٹاپ کلب کے سامنے پہنچنا ہے کیونکہ ہم نے نگرانی کرنے والوں کو ڈاج دینا ہے“..... عمران نے کہا۔

”نگرانی کرنے والے۔ جب ہمارے میک اپ ہی چیک نہیں ہو سکے تو نگرانی کون کر رہا ہوگا“..... خاور نے حیران ہو کر کہا۔

”تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔ اگر تمہیں اس کا تجربہ نہ ہوا ہو تو مس صالحہ سے پوچھ لو۔ یہ صفدر کے بارے میں تمہیں بتا سکتی ہے کہ صفدر دیکھ تو دوسری طرف رہا ہوگا لیکن اب مزید کیا کہوں“..... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی اور خاور بھی بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ یہ بات کر رہے ہیں عمران صاحب جبکہ صفدر تو اب میری طرف دیکھنے سے بھی گریز کرتا ہے“..... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ وہ وقت بھی آجائے گا جب وہ کسی اور طرف دیکھ ہی نہ سکے گا“..... عمران نے کہا تو خاور اور صالحہ دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

”پہلے یہ تو معلوم کر لیں عمران صاحب کہ راجر وہاں موجود بھی ہے یا نہیں“..... خاور نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے“..... عمران نے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔ انکوائری سے اس نے ٹاپ کلب کا نمبر معلوم کیا اور پھر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

”ٹاپ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”لو نہیں بول رہا ہوں۔ راجر سے بات کراؤ“..... عمران نے ویسے ہی ایک فرضی نام لیتے ہوئے کہا۔

”چیف راجر سے۔ اوہ۔ وہ تو اپنے سیکشن میں ہوں گے۔ میں ان کے پی اے سے آپ کا رابطہ کرا دیتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لو نہیں بول رہا ہوں۔ کیا راجر موجود ہے“..... عمران نے اس انداز میں بات کی کہ راجر کا پی اے یہ سمجھے کہ وہ راجر کا بے تکلف دوست ہے۔

”آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ کیا ویسٹرن کارمن سے“۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”نہیں۔ سنا کی ایرپورٹ سے“..... عمران نے چونک کر کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”اوہ۔ آپ اتنی جلدی کیسے سنا کی پہنچ گئے۔ کل ہی تو چیف نے آپ سے بات کی تھی“..... پی اے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”طیارہ چارٹرڈ کرا کر تو پہنچا جاسکتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو پھر آپ فون کیوں کر رہے ہیں۔ آجائیں“..... پی اے نے کہا۔

”میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا راجر موجود ہے یا نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”موجود ہے جتنا۔ وہ فون کالز میں مصروف ہیں اس لئے آپ خود ہی آجائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آؤ بھئی۔ قدرت نے خود ہی ویسٹرن کارمن والے میک اپ کا

بھرم رکھ لیا ہے“..... عمران نے رسیور رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

”تو اب بھی کیا ہمیں علیحدہ علیحدہ جانا ہو گا یا“..... خاور نے کہا۔
 ”نہیں۔ اب ہمیں فوری پہنچنا ہے اس لئے یہاں سے علیحدہ علیحدہ نکلیں گے۔ آگے جا کر ٹیکسی لے لیں گے“..... عمران نے کہا اور دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر آدھے گھنٹے بعد ان کی ٹیکسی نے انہیں ٹاپ کلب کے سامنے ڈراپ کر دیا اور ٹاپ کلب کی استقبالیہ نے انہیں نیچے تہہ خانوں میں موجود راجر سیکشن کے پی اے تک پہنچا دیا۔ پی اے ایک نوجوان آدمی تھا۔

”لوئیس فرام ویسٹرن کارمن“..... عمران نے پی اے کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو پی اے چونک پڑا۔

”اوہ اچھا۔ بیٹھیں چیف فون کال میں بڑی ہیں“..... پی اے نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے اصل خطرہ یہی تھا کہ کہیں پی اے اصل لوئیس کو پہچانتا نہ ہو لیکن اب اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ اسے نہیں پہچانتا اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔

”راجر بڑی لمبی لمبی کالیں کرتا رہتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ چیف بائین سے ٹاپو بات کر رہے ہیں اس لئے بات طویل ہونی ہی ہے“..... پی اے نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ پی اے انہیں از خود ہی بتائے جا رہا تھا جو وہ راجر سے معلوم کرنا چاہتے تھے اور پی اے کی بات سے بہر حال انہیں یہ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

معلوم ہو گیا تھا کہ بائین یہاں سناکی میں نہیں ہے بلکہ ٹاپو میں ہے اور راجر کا اس سے رابطہ ہے۔ اسی لمحے پی اے نے رسیور اٹھایا اور پھر اس نے لوئس اور اس کے ساتھیوں کی آمد کی بات شروع کر دی اور عمران سمجھ گیا کہ راجر کی کال ختم ہو گئی ہو گی اس لئے پی اے نے اس سے رابطہ کیا ہے۔ پی اے نے جب از خود چارٹرڈ طیارے کا حوالہ دیا تو عمران سمجھ گیا کہ پی اے کی طرح راجر بھی لوئس کے اتنی جلدی یہاں پہنچ جانے پر حیران ہو رہا ہو گا اور پھر پی اے نے رسیور رکھ دیا اور پھر میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے میں ایک نوجوان داخل ہوا۔ اس کے ہیلٹ ہو لسٹر میں مشین پسٹل کا دستہ نمایاں نظر آ رہا تھا۔

”چیف کے مہمانوں کو چیف کے آفس پہنچاؤ“..... پی اے نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔ آئیے جناب“..... نوجوان نے پہلے پی اے سے کہا اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک راہداری میں پہنچے۔ اس راہداری میں مسلح محافظ موجود تھے لیکن اس نوجوان کی وجہ سے کسی نے بھی نہ انہیں روکا اور نہ ہی کوئی پوچھ گچھ کی۔

”یہ باس کا آفس ہے۔ اندر چلے جائیں“..... ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر نوجوان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”شکریہ“..... عمران نے کہا اور دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا

چلا گیا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور خاور بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چہرے جسم کا نوجوان موجود تھا۔ وہ انہیں اندر آتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

”میرا نام لو نیس ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس کا لہجہ ویسٹرن کارمن جیسا ہی تھا

”اوہ اچھا۔ کیسے آئیے۔ میرا نام راجر ہے“..... راجر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”یہ میرے ساتھی ہیں مس فلورنس اور مسٹر رشل“..... عمران نے مصافحے کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو راجر نے ان سے بھی مصافحہ کیا۔ صالحہ چونکہ اس وقت ویسٹرن کارمن نژاد بنی ہوئی تھی اس لئے ظاہر ہے اسے مصافحہ کرنا پڑا تھا۔

”مسٹر لو نیس۔ کوئی ایمر جنسی تو بہر حال نہیں تھی کہ آپ کو اس طرح طیارہ چارٹرڈ کروا کر آنا پڑا“..... راجر نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جو کام کرنا ہوتا ہے راجر وہ بہر حال کرنا ہوتا ہے“..... عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اسے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ راجر اور لو نیس کے درمیان کیا مسئلہ تھا۔ وہ تو اتفاق سے خود ہی ساری بات سیٹ ہوتی چلی گئی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کو نصف پیمنٹ تو فوری نہیں مل سکتی۔ ابھی تو پارٹی سے میری بات ہوئی ہے“..... راجر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ پیمنٹ اکٹھی لے لیں گے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو پھر ٹھیک ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ویسٹرن کارمن میں ہماری پارٹی نے منشیات کی اسمگلنگ کے ایک نیٹ ورک کا خاتمہ کرانا ہے کیونکہ یہ نیٹ ورک ہماری پارٹی کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس کی فائل آج ہی میرے پاس پہنچی ہے۔ وہ میں آپ کو دے دیتا ہوں۔ آپ کام شروع کر دیں“..... راجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے فائل اس کے ہاتھ سے لے لی اور اسے ایک طرف رکھ دیا۔

”فائل میں دیکھ لوں گا لیکن یہ بتاؤ کہ بائین سے تمہاری گفتگو بڑی طویل ہو رہی تھی۔ کیا ٹائپک تھا“..... عمران نے کہا تو راجر بے اختیار اچھل پڑا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارا اس سے کیا تعلق۔ تم اپنا کام کرو“..... راجر نے کہا۔

”مسٹر راجر۔ ہمارا تعلق بہت سے معاملات سے ہے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ راجر کچھ سمجھتا عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے میز پر سے گھسیٹ کر

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

دوسری طرف فرش پر پھینک دیا جبکہ خاور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ گو کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ دیکھ چکے تھے کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے لیکن پھر بھی باہر سے کوئی اچانک اندر آ سکتا تھا اس لئے خاور نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا تھا۔ راجر نے نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تھا۔ راجر کا تڑپ کر اٹھتا ہوا جسم یکفخت ایک جھٹکے سے واپس قالین پر گرا اور اس طرح سیدھا ہوتا چلا گیا جیسے اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی ہو۔ اس کا چہرہ یکفخت انتہائی مسخ ہو گیا تھا۔ عمران نے تیزی سے پیر کو واپس موڑا اور پھر پیر ہٹا کر وہ تیزی سے جھکا اور اس نے جھک کر راجر کو گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر صوفے پر ڈال دیا۔

”اس کا کوٹ نیچے کر دو“..... عمران نے خاور سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے راجر کا بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے سیدھا کر دیا۔ خاور نے صوفے کے عقب میں جا کر اس کا کوٹ اس کی پشت پر کافی نیچے کر دیا اب راجر کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔

”تم نے دیکھ لیا کہ ایک لمحے میں کتنا عذاب تمہیں بھگتنا پڑا ہے اس لئے اب اگر تم یہ عذاب دوبارہ نہیں بھگتنا چاہتے تو جو میں پوچھوں وہ سچ بتا دو“..... عمران نے عزاتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم۔ کون ہو۔ کون ہو تم“..... راجر نے اٹک اٹک کر کہا۔

اس کے لہجے میں خوف کی کیفیت نمایاں تھی۔
”یہ تو مجھے معلوم ہے کہ بامین ٹابو میں ہے لیکن تم نے اسے یہاں سے کیا رپورٹ دی ہے۔ بولو“..... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا تو راجر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کہیں تمہارا تعلق پاکیشیا سے تو نہیں“..... راجر نے کہا۔

”پھر وہی سوال۔ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ ورنہ“..... عمران نے عزاتے ہوئے کہا۔

”میں نے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ چیف مجھے ہدایات دے رہا تھا“..... راجر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اپنے مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کرنے پر تمل گئے ہو۔ اوکے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا دیا اور اس کا ہاتھ راجر کی گردن پر جم گیا۔ چونکہ پہلے ہی اس کی شہ رگ مسلی جا چکی تھی اس لئے وہ جگہ اب کافی حساس ہو گئی تھی۔ عمران نے اپنا انگوٹھا شہ رگ پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں رک جاؤ“..... راجر نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں رک رک کر کہا۔

”بولو ورنہ“..... عمران نے انگوٹھے کا دباؤ ذرا سا ہلکا کرتے ہوئے

کہا تو اس بار راجر اس طرح بولنے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے۔ اس نے بلیک گن سے ملنے والی تمام معلومات تفصیل سے بتا دیں اور عمران ایک عورت اور تین افراد کے بارے میں سن کر سمجھ گیا کہ یہ جو لیا اور اس کا گروپ ہو گا۔

”وہاں ٹابو میں بائین اور تمہارا چیف باس آر تھر کہاں مل سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔
”مجھے نہیں معلوم۔ میں کبھی وہاں نہیں گیا“..... راجر نے کہا تو عمران فوراً سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اس کا منہ بند کر دو“..... عمران نے راجر کی گردن سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے خاور سے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔
”یس“..... عمران نے راجر کی آواز میں کہا۔

”بائین بول رہا ہوں راجر“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”یس چیف“..... عمران نے راجر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ چونکہ راجر نے جو کچھ اب تک اسے بتایا تھا اس میں اس نے بائین کے ساتھ چیف کے الفاظ کہے تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ اسے چیف ہی کہتا ہو گا اس لئے اس نے بھی چیف کا لفظ ہی استعمال کیا تھا۔

”یہاں کا سیکشن ان پاکیشیائیوں کو تلاش نہیں کر پا رہا اور میں

نے محسوس کیا ہے کہ ان لوگوں میں وہ صلاحیتیں نہیں ہیں جو ان پاکیشیائی سیکشنوں کے مقابلے میں ضروری ہیں اس لئے تم اپنے سیکشن سمیت طیارہ چارٹرڈ کرنا فوراً ٹابو پہنچو“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس چیف“..... عمران نے جواب دیا۔
”سیکشن کو پہلے بریف کر دینا تاکہ یہاں وقت ضائع نہ ہو۔“
دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور واپس راجر کی طرف مڑا جس کا منہ خاور نے بند کر رکھا تھا۔ عمران کے اشارے پر خاور نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا اور دونوں ہاتھ راجر کے کاندھوں پر رکھ دیئے تاکہ وہ اٹھ نہ سکے۔
”اب تم بتاؤ گے سب کچھ“..... عمران نے عزاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹا کیونکہ اس نے راجر کی دونوں ٹانگوں کو حرکت میں آتے محسوس کر لیا تھا۔

”اچھا تو تم خاصے جاندار آدمی ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر تیزی سے راجر کی دونوں ٹانگیں اپنی ٹانگوں سے اس طرح صوفے کے ساتھ دبا دیں کہ وہ حرکت ہی نہ کر سکیں۔ دوسرے لمحے کمرہ راجر کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ لیکن ابھی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور دوسری چیخ سے کمرہ ایک

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

بار پھر گونج اٹھا۔ عمران نے خنجر کی مدد سے اس کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کاٹ دیئے تھے۔

”اب تم سب کچھ بتاؤ گے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ گھما کر خنجر کا دستہ اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر مار دیا اور کمرہ اس بار راجر کے حلق سے نکلنے والی دل ہلا دینے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔

”بولو ورنہ“..... عمران نے دوسری ضرب لگاتے ہوئے کہا اور راجر کی حالت یکھت انتہائی غیر ہو گئی۔

”اب بتاؤ کہاں رہتا ہے بامین“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”سچ سچ۔ چیف ٹاؤ میں مارشل روڈ پر واقع فاکس ہوٹل میں رہتا ہے۔ فاکس ہوٹل ریڈ ایرو کی ملکیت ہے اور وہاں ڈکسن کے نام سے رہتا ہے۔ کمرہ نمبر دو سو اٹھارہ۔ دوسری منزل“..... راجر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے الفاظ خود بخود اس کے منہ سے باہر نکل رہے ہوں۔

”اور آرتھر کہاں رہتا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”چیف باس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم۔ میرا رابطہ صرف چیف بامین سے رہتا ہے“..... راجر نے جواب دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”اس کا خاص فون نمبر کیا ہے“..... عمران نے پوچھا تو راجر نے فون نمبر بتا دیا۔

”وہاں ٹاؤ میں بھی ریڈ ایرو کا سیکشن موجود ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن وہ کبھی کبھار ہی کام کرتا ہے“..... راجر نے جواب دیا تو عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر اس کی شہ رگ میں اتار دیا اور خود تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ راجر کا جسم ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح تڑپنے لگا لیکن خاور نے اس کے کاندھے ابھی تک پکڑے ہوئے تھے اس لئے وہ پہلو کے بل یا نیچے نہ گر سکا اور چند لمحوں بعد اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں تو عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن سے خنجر نکالا اور اسے راجر کے لباس سے ہی صاف کر کے اس نے اسے واپس اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

”آؤ اب یہاں سے نکل چلیں“..... عمران نے کہا تو صالحہ جو اس دوران خاموشی سے کرسی پر بیٹھی رہی تھی فوراً اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”باہر موجود محافظوں کا کیا ہو گا“..... خاور نے کہا۔

”یہاں نجانے کتنے محافظ ہوں گے اس لئے ہم کوشش کریں گے کہ خاموشی سے نکل جائیں لیکن اگر یہاں سے نکلنا ناگزیر ہو گیا تو پھر ان کا خاتمہ بھی کرنا پڑے گا اس لئے پوری طرح محتاط رہنا“۔ عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور خاور بھی باہر آ گئے اور دروازہ میکا کی انداز میں بند ہو گیا۔ عمران بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ صالحہ اور خاور بھی اس کے پیچھے تھے۔ راہداری میں موجود مسلح افراد نے ان

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
L
.
C
O
M

سے کوئی بات نہ کی تھی اس لئے عمران بھی اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں راجر کاپی اے بیٹھا تھا۔

”تھینک یو مسٹر۔ اب ہم واپس جا رہے ہیں“..... عمران نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

”تھینک یو سر“..... پی اے نے خوش ہو کر کہا تو عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کی عمارت سے باہر پہنچ چکے تھے۔

”اب ہم نے ماسک میک اپ کرنا ہے اور لباس بھی تبدیل کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ ایک گلی میں داخل ہو گیا۔ یہ بند گلی تھی۔ اس میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے جیب سے ماسک میک اپ باکس نکالا اور ایک لیڈیز ماسک نکال کر اس نے صالحہ کی طرف بڑھ دیا اور دوسرا اس نے خاور کی طرف اور تیسرا اس نے خود اپنے لئے باکس سے نکالا اور پھر باکس کو واپس جیب میں رکھ کر اس نے ایک ڈرم کی اوٹ میں ہو کر ماسک کو اپنے سر اور چہرے پر چڑھا کر ہاتھوں سے پھینکنا شروع کر دیا۔ ڈرم کی اوٹ میں وہ اس لئے ہو گیا تھا کہ باہر سڑک سے گزرنے والے کسی آدمی کی نظر اس پر نہ پڑ جائے۔ صالحہ اور خاور نے بھی ڈرموں کی اوٹ لے لی تھی۔ چند لمحوں بعد جب وہ اوٹ سے باہر آئے تو تینوں کے چہرے یکسر بدل چکے تھے۔ اب وہ اکیڑہ بین تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”اب لباس کیسے تبدیل ہوں گے“..... خاور نے کہا۔
”فی الحال آؤ۔ چہرے بدلنے سے فوری چیکنگ کا خطرہ تو نکل گیا ہے۔ اب کسی سٹور سے لباس خرید کر ان کے ڈریسنگ روم میں تبدیل کر لیں گے اور اس کے بعد ٹابو روانگی ہوگی“..... عمران نے کہا تو خاور اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں سڑک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”سر سٹون۔ آپ کی کال ہے“..... ویٹر نے اس نوجوان کے قریب آکر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ تھینک یو“..... اس نوجوان نے جسے سٹون کہا گیا تھا مسکراتے ہوئے کہا اور ویٹر کے ہاتھ میں موجود کارڈلیس فون لے لیا تو ویٹر سلام کر کے واپس چلا گیا۔ چونکہ سٹون اس کلب کا باقاعدہ ممبر تھا اس لئے یہاں کا عملہ اس سے بخوبی واقف تھا۔ سٹون نے فون آن کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

”یس۔ سٹون بول رہا ہوں“..... سٹون نے کہا۔
 ”کیرن تمہارے ساتھ ہے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو سٹون بے اختیار چونک پڑا۔
 ”ہاں کیرن ہے“..... سٹون نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”کاؤٹ گارڈن میں تم دونوں کا انتظار ہو رہا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹون نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

”کاؤٹ گارڈن میں ہمارا انتظار ہو رہا ہے کیرن“..... سٹون نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ اچھا“..... لڑکی نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی سیاہ رنگ کی کارتیزی سے دارالحکومت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

RA
AF
RE
XO
@H
OT
M
A
L
•
C
O
M

یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک سلواکیہ کے دارالحکومت کراگ کے ایک خوبصورت کلب کے ڈانسنگ ہال کی سائیڈوں میں موجود میزوں میں سے ایک پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان جس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا جدید تراش کا سوٹ تھا بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر شوخ رنگ کا پھولدار سوٹ تھا اور اس نے سر پر ایک چو کو رسی سیاہ رنگ کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی جس میں سے اس کے سر کے اخروٹی رنگ کے بال نکل کر اس کے کاندھوں پر پڑ رہے تھے۔ اس نے کانوں میں انتہائی قیمتی ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں انتہائی قیمتی شراب کے جام تھے اور وہ آپس میں باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ شراب پینے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک باوردی ویٹران کے قریب پہنچا۔

”بڑے طویل عرصے کے بعد کال کیا گیا ہے“..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی کیرن نے کہا۔

”ہاں اور اس کال کا مطلب ہے کہ ہماری چھٹیاں ختم“۔ سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں خود بھی چاہتی تھی۔ اب تو فارغ رہ رہ کر مرجانے کی حد تک بور ہو چکی تھی“..... کیرن نے کہا تو سٹون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد کار ایک خوبصورت گارڈن کے کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی اور ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں رنگ برنگی کاریں موجود تھیں۔ وہ دونوں کار سے اترے اور تیز تیز قدم اٹھاتے گارڈن کے ایک کونے میں بنے ہوئے کیفے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ گارڈن میں عورتیں اور مرد کافی تعداد میں موجود تھے۔ یہ کاؤٹ گارڈن تھا۔ کراگ کا سب سے خوبصورت گارڈن۔ کیفے میں پہنچ کر وہ سیدھے پیئجر کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

”ہیلو گالے“..... سٹون نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور میز کے پیچھے بیٹھا ہوا ادھیر عمر آدمی بے اختیار مسکرا دیا۔ ”ہیلو سٹون“..... اس آدمی نے کہا اور پھر کیرن کے ساتھ بھی اس کی ہیلو ہیلو ہوئی اور وہ دونوں سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ”اس بار کہاں بھیج رہے ہو ہمیں“..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہیں پینگوئن کے لئے کال نہیں کیا“..... گالے نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون اور کیرن دونوں بے اختیار چونک پڑے

”تو پھر“..... سٹون نے چونک کر کہا۔

”سی مور نے تمہیں کال کیا ہے“..... گالے نے جواب دیا تو وہ دونوں اس طرح اچھلے جیسے ان کی کرسیوں میں اچانک کرنٹ آگیا ہو۔

”اوہ۔ اوہ۔ بی ٹی مشن۔ اوہ۔ ویری گڈ“..... سٹون نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کیرن کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ہاں“..... گالے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کہاں جانا ہو گا“..... سٹون نے پوچھا۔

”جان بلیک کلب کمرہ نمبر بارہ تمہارے لئے ریزرو ہے۔ سپیشل ٹرانسمیٹر بھی موجود ہے وہاں“..... گالے نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ گڈ بائی“..... سٹون نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیرن بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک بار پھر مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھی لیکن اب ان دونوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی تھی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بی ٹی کسی عام مشن کے لئے انہیں کال نہیں کر سکتی۔ وہ بی ٹی کے سیکشن سی مور کے سپر ایجنٹ تھے اور سیکشن ان کی خدمات اس وقت کال کرتا تھا جب کوئی اہم

مشن درپیش ہو۔ اس لئے سی مور کا نام سنتے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ سیکشن کو کوئی ایسا اہم مشن درپیش ہے جس کے لئے سپر لیجنٹ کی خدمات کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ وہ دونوں میاں بیوی تھے اور دونوں ہی طویل عرصے تک ایکریمیاہ چکے تھے اور یہ دونوں ایکریمیا کی ایک نجی سیکرٹ ایجنسی سے متعلق رہے تھے اور ان کے کارناموں کی لسٹ بے حد طویل تھی اور شاید انہی کارناموں کی وجہ سے بلیک تھنڈر کے سیکشن سی مور نے ان کی خدمات حاصل کی تھیں اور طویل عرصے سے وہ بلیک تھنڈر کے سی مور سیکشن سے بطور سپر لیجنٹ وابستہ تھے۔ وہ جس ایجنسی سے متعلق تھے اس کا کوڈ نام پینگوئن تھا اور بظاہر یہ ایک نجی تنظیم تھی لیکن دراصل یہ ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی تھی جسے خفیہ رکھنے کے لئے نجی حیثیت دی گئی تھی۔ چونکہ دونوں سلواکیہ نژاد تھے اس لئے جب سلواکیہ میں پینگوئن کا سیکشن اوپن کیا گیا تو ان دونوں کو یہاں بھیج دیا گیا اور یہاں پینگوئن سیکشن کا انچارج کاؤٹ گارڈن کے کیفے کا مینجر گالے تھا لیکن گالے کا تعلق بھی سی مور سیکشن سے تھا اس لئے جب انہیں سی مور نے کال کیا تو گالے کے ذریعے ہی کیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کارجان بلیک کلب کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی اور پھر وہ دونوں کلب میں داخل ہو کر سیدھے لفٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد وہ کمرہ نمبر بارہ میں داخل ہو رہے تھے۔ کمرہ خالی تھا۔ سٹون نے مڑ کر دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے ساتھ ہی دیوار میں موجود سوئچ بورڈ کے نچلے حصے میں ایک چھوٹے

RAF
FREXO@HOTMAIL.COM

سے سوراخ میں اس نے چھوٹی انگلی ڈالی اور اسے مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دروازے اور کھڑکیوں کے سامنے سیاہ رنگ کی چادریں سی گر گئیں۔ سٹون نے انگلی نکالی اور کمرے کی دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا جبکہ کیرن اطمینان سے ایک کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کمرہ سیکشن ہیڈ کوارٹر سے بات کرنے کے لئے خصوصی طور پر تیار کرایا گیا ہو گا اس لئے اسے سٹون کی اس ساری کارروائی پر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔ سٹون نے الماری کھولی۔ اس کی سب سے نیچلی دراز باہر نکال لی اور پھر دراز میں ہاتھ ڈال کر اس نے جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا سگریٹ کیس بنا چٹا سا باکس موجود تھا۔ اس نے دراز کا خانہ دوبارہ الماری میں فٹ کر کے اسے بند کر دیا اور پھر سگریٹ کیس کو اٹھائے وہ کیرن کے قریب آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے سگریٹ کیس کی سائیڈ میں موجود بٹن دبا کر اسے کھولا تو اندر واقعی سگریٹ موجود تھے۔ اس نے ایک سگریٹ نکال کر اسے الٹ کر دوبارہ اسی جگہ پر رکھا اور پھر سگریٹ کیس بند کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد سگریٹ کیس کے کونے میں سرخ رنگ کا نقطہ ایک دو بار جلا بجھا اور پھر تاریک ہو گیا تو سٹون نے ایک بار پھر سگریٹ کیس اٹھایا۔ سائیڈ بٹن دبا کر اسے کھولا اور پھر پہلے والے سگریٹ کے ساتھ والے سگریٹ کو اٹھا کر اس نے واپس اسی جگہ رکھا اور سگریٹ کیس بند کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں

بعد سگریٹ کیس سے ایک مشینی آواز سنائی دی اور سگریٹ کیس کے درمیان سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

”ہیلو ہیلو۔ زیڈ سی ائنڈنگ“..... سٹون نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اس سپیشل ٹرانسمیٹر میں اوور کہنے اور بار بار بٹن دبانے کی ضرورت نہ تھی اس لئے اس انداز میں گفتگو ہو رہی تھی جیسے فون پر بات ہوتی ہے۔ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز سٹون اور کیرن دونوں کو واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

”سپیشل کوڈ پلزز“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اے فور۔ وائٹ سٹار۔ بی ایون۔ تھری سکس“..... سٹون نے جواب دیا۔ کیرن خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”کوڈ آؤٹ“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سگریٹ کیس کے درمیان جلتا ہوا سرخ رنگ کا چھوٹا سا بلب بجھ گیا لیکن سٹون اور کیرن دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ چند لمحوں بعد سگریٹ کیس سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سگریٹ کیس کے درمیان سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

”ہیلو۔ سیکشن سی مورہیڈ کو آرڈر“..... اس بار ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد بھاری تھا۔

”سٹون اور کیرن ائنڈنگ یو باس“..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نصف گھنٹے بعد اسی کمرے میں فون پر بات ہوگی۔ بات کرنے

والے کا نام رالف ہوگا۔ تم نے اپنے نام بتانے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی اور بلب بجھ گیا تو سٹون نے سگریٹ کیس اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

”بڑے صبر آزمایہ مراحل ہوتے ہیں یہ بھی“..... کیرن نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بڑی تنظیموں کو خفیہ رکھنے کے لئے ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔“ سٹون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو جام نکالے اور انہیں لا کر میز پر رکھ دیا اور وہ دونوں گلاسوں میں شراب ڈال کر چسکیاں لے لے کر پینے لگے۔ پھر واقعی نصف گھنٹے بعد میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سٹون نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... سٹون نے کہا۔

”رالف بول رہا ہوں“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

”سٹون بول رہا ہوں اور کیرن بھی میرے ساتھ ہے۔“ سٹون نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمرہ اوپن کر دیں۔ میں خود آ رہا ہوں پھر تفصیل سے بات ہوگی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

گیا تو سٹون نے رسیور رکھا اور اٹھ کر دروازے کے ساتھ سوچ بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے کی طرح چھوٹی انگلی سوچ بورڈ کے نیچے موجود چھوٹے سے سوراخ میں ڈال کر اسے دائیں بائیں مخصوص انداز میں گھمایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کی چادریں کھڑکی اور دروازے کے سامنے سے غائب ہو گئیں۔ سٹون نے دروازے کی چٹخنی ہٹائی اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کم ان“..... سٹون نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اپنے چہرے مہرے سے وہ عام تاجر سالک رہا تھا۔ اس کے جسم پر بھی سادہ سا سوٹ تھا۔ اس نے سر پر ہیٹ پہن رکھا تھا۔

”میرا نام رالف ہے“..... آنے والے نے سر سے ہیٹ اتارتے ہوئے مسکرا کر کہا تو سٹون اور کیرن دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”میرا نام سٹون ہے اور یہ میری بیوی کیرن“..... سٹون نے کہا تو رالف نے دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔ سٹون اور کیرن بھی بیٹھ گئے۔

”اس بار آپ کا انتخاب بڑی زبردست چھان بین کے بعد کیا گیا ہے کیونکہ اس بار آپ کا ٹکراؤ ایک ایسی ٹیم سے ہونے والا ہے جس کے سربراہ کو بی ٹی ہیڈ کوآرٹرنے سیف لسٹ میں رکھا ہوا ہے“۔ رالف نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون اور کیرن دونوں بے اختیار چونک

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

پڑے۔

”اچھا۔ کس ملک سے اس کا تعلق ہے“..... سٹون نے کہا۔

”برا عظم ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا سے“..... رالف نے جواب دیا۔

”آپ کا اشارہ عمران کی طرف تو نہیں“..... سٹون نے کہا تو اس بار رالف بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا آپ اسے جانتے ہیں“..... رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ بامین اپنے مشن میں ناکام رہا ہے“۔ سٹون نے سوال کا جواب دینے کی بجائے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ سٹون۔ آپ کی باخبری نے واقعی مجھے بے حد متاثر کیا ہے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ نجائے آپ کو کتنی تفصیل بتانی پڑے گی لیکن اب مجھے خوشی ہے کہ مجھے زیادہ گفتگو نہیں کرنی پڑے گی۔ بہر حال مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ پاکیشیا کے ایک سائنس دان ڈاکٹر شفیق نے راڈار کے سلسلے میں انتہائی اہم اور انقلابی فارمولہ تیار کیا۔ یہ فضائی دفاع کے سلسلے میں ایک ایسی ایجاد تھی جسے صحیح طور پر مستقبل کی ایجاد کہا جاسکتا ہے۔ اس فارمولے پر پاکیشیا میں کام ہوتا رہا اور وہ آلہ تیار کر لیا گیا کہ ہمارے سیکشن سی مور کو اس کی اطلاع مل گئی۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ہمارا سیکشن سی مور فضائی دفاع کے سلسلے میں ہی کام کرتا ہے۔ چنانچہ سیکشن نے اس فارمولے کی بنیادی

خصوصیات کے بارے میں چھان بین کرائی تو ہمارے سیکشن کے ساتیس دانوں نے اسے اہم قرار دے دیا لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ یہ فارمولا پاکیشیا میں تیار ہو رہا تھا اور مین ہیڈ کوارٹر نے پاکیشیا میں بی ٹی کے مشن کو بھیجنے سے منع کر رکھا تھا کیونکہ بی ٹی اب اس قدر طاقتور ہونے کے قریب پہنچ چکا ہے کہ وہ پوری دنیا پر اچانک کنٹرول کر لے۔ اس میں زیادہ عرصہ درکار نہیں ہے اور بی ٹی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی اور خاص طور پر اس کے لیڈر علی عمران کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہیں اور اس ٹیم نے بی ٹی کے سپر ایجنٹ اور گولڈن ایجنٹ کو شکست بھی دے رکھی ہے اور ایک سیکشن ہیڈ کوارٹر بھی ان کے ہاتھوں تباہ ہو چکا ہے اس لئے بی ٹی ہیڈ کوارٹر نہیں چاہتا کہ آخری دور میں یہ ٹیم بی ٹی ہیڈ کوارٹر یا اس کے کسی سیکشن ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام کرے اور اس طرح ہیڈ کوارٹر جو اب اپنی منزل کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اس کی منزل پھر دور ہو لیکن یہ فارمولا اس قدر اہم تھا کہ سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر نے اسے حاصل کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا اور اس سلسلے میں مین ہیڈ کوارٹر سے مذاکرات کئے اور فارمولے کی اہمیت سمجھنے کے بعد مین ہیڈ کوارٹر نے اسے حاصل کرنے کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی سیکشن ہیڈ کوارٹر کو یہ وارننگ بھی دے دی گئی کہ اگر اس فارمولے کے پیچھے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کی طرف بڑھے تو پھر اسے اس کا خاتمہ بھی کرنا ہو گا ورنہ سیکشن ہیڈ کوارٹر کی مین انتظامیہ کو ہٹا دیا جائے گا اور پھر

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

سیکشن ہیڈ کوارٹر کو یہ بھی اجازت مل گئی کہ اگر عمران سیکشن ہیڈ کوارٹر کے آڑے آئے تو اسے بھی ہلاک کیا جاسکتا ہے۔ اس اجازت کے ملنے پر سیکشن ہیڈ کوارٹر نے بہت سوچ بچار کے بعد فان لینڈ کے ریڈ ایرو کے آر تھر کو یہ مشن سونپ دیا گیا۔ آر تھر نے اپنے بہترین ایجنٹ بامین کو یہ مشن سونپا اور بامین نے بڑی مہارت اور انتہائی ذہانت سے یہ مشن مکمل کر لیا اور نہ صرف فارمولہ بلکہ تیار شدہ آلہ بھی وہ لے آیا اور آر تھر نے یہ دونوں چیزیں سیکشن ہیڈ کوارٹر کو بھجوا دیں اور سیکشن ہیڈ کوارٹر سے یہ دونوں چیزیں راڈار لیبارٹری میں بھجوا دی گئیں۔ اس طرح بظاہر یہ مشن مکمل ہو گیا لیکن سیکشن ہیڈ کوارٹر نے اس سلسلے میں مانیٹرنگ جاری رکھی اور پھر سیکشن ہیڈ کوارٹر کو علم ہو گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو گیا ہے کہ یہ مشن بی ٹی نے مکمل کیا ہے اور اس کے بعد یہ اطلاع مل گئی کہ ان لوگوں نے اس بات کا بھی کھوج لگایا ہے کہ یہ مشن بامین نے مکمل کیا ہے اور بامین کا تعلق ریڈ ایرو سے ہے اور ریڈ ایرو کا چیف آر تھر ہے جس پر آر تھر اور بامین دونوں کو سناکی سے نکال کر ٹا بو جزیرے پر بھجوا دیا گیا اور بامین کے اسسٹنٹ راجر کے ذریعے فان لینڈ کے سب سے خطرناک گروپ بلیک گن کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگادی گئی کہ وہ ان پاکیشیائیوں کا کھوج لگائے اور انہیں ہلاک کرے۔ بلیک گن کے پاس ایسے سیکشن موجود ہیں جو غیر ملکی افراد کے میک اپ کی چیکنگ مخصوص کمپروں سے کر سکتے ہیں اور ان کے پاس کلنگ

سیکشن بھی ہے جو نشاندہی پر ایک لمحے میں مطلوبہ ٹارگٹ کو ہٹ کر دیتے ہیں اس لئے ہیڈ کوارٹر مطمئن تھا کہ یہ بظاہر عام غنڈے ان لوگوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ لیکن نتیجہ اس کے الٹ نکلا۔ ایک گروپ بلیک گن کے مخصوص کلب میں پہنچ گیا۔ انہوں نے اس کے انچارج رپرڈ کو ہلاک کر دیا اور اس کے بعد بلیک گن کے چیف روڈنی کے بھائی برکے کے ذریعے وہ واپس چلے گئے اور انہیں کسی طرح یہ معلوم ہو گیا کہ آر تھر ٹابو میں موجود ہے۔ وہ ٹابو روانہ ہو گئے۔ اس کی اطلاع راجر کو ہو گئی اور راجر نے بائین کو اطلاع دے دی۔ بائین نے آر تھر کو اطلاع دی اور آر تھر نے سیکشن ہیڈ کوارٹر کو، تو آر تھر کو فوری طور پر ٹابو سے نکال کر ناراک بھجوا دیا گیا۔ آر تھر سرکاری اور اہم آدمی ہے اس لئے اسے ہلاک نہ کیا جاسکتا تھا۔ ادھر بائین نے ٹابو میں موجود بی ٹی گروپ کے ذریعے ان کا سراغ لگانے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہا تو اس نے راجر اور اس کے گروپ کو ٹابو کال کر لیا لیکن پھر اسے اطلاع ملی کہ راجر کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اسے ہلاک کرنے سے پہلے اس پر بے پناہ تشدد بھی کیا گیا اور کسی کو علم تک نہیں ہو سکا۔ صرف اتنا معلوم ہوا کہ ایک عورت اور دو مرد راجر سے ملنے آئے تھے جبکہ بلیک گن کلب پہنچنے والے گروپ میں ایک عورت اور تین مرد شامل تھے اور جس وقت راجر کے ساتھ یہ حرکت ہوئی اس وقت تک بلیک گن کلب پہنچنے والا گروپ ٹابو پہنچ چکا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ دوسرا گروپ ہے۔ بہر حال راجر کو چونکہ بائین

RAFREXO@HOTMAIL.COM

کے بارے میں مکمل معلومات تھیں اس لئے سیکشن ہیڈ کو ارٹرنے
 بامین کو بھی فوری طور پر ناراک بھجوا دیا اور اب آر تھر اور بامین
 دونوں انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں..... رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے
 کہا۔

”تو پھر اب کیا ہے۔ یہ لوگ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے..... سٹون نے کہا۔

”نہیں۔ سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کو معلوم ہے کہ یہ لوگ ناکام واپس نہیں جائیں گے اور نہ آج تک گئے ہیں اس لئے لازماً اب یہ سیکشن ہیڈ کو ارٹھر یا اس لیبارٹری کا سراغ لگانے کی کوشش کریں گے جہاں فارمولا ہے اور اس سیکرٹ سروس کے بارے میں حیرت انگیز بات یہی ہے کہ انہیں کہیں نہ کہیں سے بہر حال سراغ مل جاتا ہے اس لئے اب جب تک یہ اگ یا کم از کم عمران ختم نہ ہو جائے یہ خطرہ کسی صورت ٹل نہیں سکتا۔ چنانچہ سیکشن ہیڈ کو ارٹھر نے ان کے مقابلے کے لئے تم دونوں کا انتخاب کیا ہے“..... رالف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں۔ تو یہ دونوں گروپ اس وقت ٹابو میں ہیں..... سٹون نے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر آرتھر اور بامین کے بیچھے یہ لوگ ٹابو پہنچے ہیں تو اب یا تو یہ ٹابو سے سیکشن ہیڈ کو آرٹر کا سراغ لگائیں گے یا دوسری صورت یہ کہ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں ناراک جا چکے ہیں تو یہ ناراک چلے جائیں گے“..... رالف نے کہا۔

”لیکن کیا بائین یا آر تھر کو سیکشن ہیڈ کو آر ٹریا اس لیبارٹری کے بارے میں علم ہے“..... سٹون نے کہا۔

”نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ سیکشن ہیڈ کو آر ٹری کے سپریم ایجنٹ ہیں۔ کیا آپ کو علم ہے“..... رالف نے کہا۔

”نہیں۔ لیکن جب ان دونوں کو علم نہیں تو پھر یہ لوگ ان سے کیا معلوم کر سکیں گے۔ ایک بات اور دوسری بات یہ کہ ٹابو جیسے جزیرے پر انہیں کیسے معلومات مل جائیں گی اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ خود ہی ٹکریں مار کر واپس چلے جائیں گے“..... سٹون نے کہا۔

”مسٹر سٹون۔ کتنی بار بتاؤں کہ سیکشن ہیڈ کو آر ٹریا اس بارے میں کنفرم ہے کہ یہ لوگ فارمولا یا وہ آلہ حاصل کئے بغیر واپس نہیں جائیں گے“..... رالف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو ہمارے لئے کیا حکم ہے“..... سٹون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سادہ سا مشن ہے کہ چاہے تو ٹابو جاؤ چاہے ناراک جاؤ۔ تم نے اس عمران کا خصوصی طور پر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمومی طور پر خاتمہ کرنا ہے۔ تم نے خود ہی انہیں تلاش کرنا ہے اور خود ہی ان کے خلاف پلاننگ کرنی ہے اور خود ہی ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ اگر تم ناکام رہے تو تم خود جلانتے ہو کہ ناکامی کا کیا مطلب ہوتا ہے اور کامیاب رہے تو تم ہو سکتا ہے کہ تمہیں بی ٹی میں کوئی بڑا عہدہ مل جائے۔“

رالف نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”کیا بی ٹی کے ٹابو میں موجود گروپ نے اس کے بارے میں کوئی کلیو حاصل نہیں کیا“..... سٹون نے کہا۔

”نہیں۔ باوجود کوشش کے وہ کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکے۔“

رالف نے جواب دیا۔

”کیا میں بائین سے بات کر سکتا ہوں تاکہ ٹابو میں اس سے کوئی بنیادی بات معلوم کر سکوں“..... سٹون نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ نہ صرف بائین بلکہ تم آر تھر سے بھی بات کر سکتے ہو۔ تم سیکشن ہیڈ کو آر ٹری کے سپر ایجنٹ ہو جبکہ وہ صرف ایک چھوٹے سے سیکشن کے لوگ ہیں“..... رالف نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر سٹون کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کارڈ پر ان کے موجودہ پتے اور فون نمبر موجود ہیں۔ اب مجھے اجازت“..... رالف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو رالف۔ تم نے کچھ پیا نہیں“..... سٹون نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں ڈیوٹی پر ہوں۔ گڈ بائی“..... رالف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا تو سٹون نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تمہاری ہچکچاہٹ بتا رہی تھی سٹون کہ تم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہو“..... کیرن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو سٹون بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں نہیں معلوم کہ یہ رالف اس بات کو چیک کرنے آیا تھا

کہ کیا ہمیں یہ مشن دیا جائے یا نہیں۔ اگر میں یہ باتیں نہ کرتا تو یہ مشن ہمیں نہ ملتا اور رالف اٹھ کر چلا جاتا..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی“..... کیرن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جب بھی سیکشن ہیڈ کو ارٹر کسی آدمی کو کسی سپر ایجنٹ کے پاس بھجواتا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ چیک کر کے مشن دے ورنہ اگر مشن دینے کا فیصلہ ہو چکا ہوتا تو رالف کو نہ بھیجا جاتا۔ فائل یہاں الماری سے ہی نکل آتی۔ یہ بھی چیکنگ کا ایک انوکھا انداز ہے کہ مشن سے بے نیازی دکھائی جائے۔ اگر میں اشتیاق ظاہر کرتا تو اس سے یہی سمجھا جاتا کہ میں اس مشن کے سلسلے میں جذباتی ہو رہا ہوں اور جذباتی آدمی کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور تمہاری عادت میں جانتا ہوں کہ تم ایسے موقعوں پر خاموش رہتی ہو اس لئے میں نے جان بوجھ کر یہ باتیں کی ہیں اور تم نے دیکھا کہ مشن ہمیں مل گیا“..... سٹون نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ میں غلط سمجھ تھی“..... کیرن نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون نے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور کارڈ پر موجود بامین کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس سے پہلے اس نے ناراک کے رابطہ نمبر پر ریس کر دیئے تھے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی اور صرف ایک لفظ سنتے ہی سٹون پہچان گیا کہ یہ بامین کی آواز ہے کیونکہ بامین اس کا انتہائی گہرا دوست بھی تھا اور اس کا کلاس فیلو بھی رہا تھا اور پاکیشیا جانے سے پہلے بامین اس سے ملنے سلواکیہ آیا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ بامین پاکیشیا بی ٹی کے مشن پر جا رہا ہے۔ بامین کو چونکہ معلوم تھا کہ سٹون اکیمریمیا میں رہتے ہوئے اس عمران کے بارے میں کافی کچھ جانتا ہے اس لئے وہ پاکیشیا جانے سے پہلے خاص طور پر اس سے ملنے آیا تھا اور سٹون نے اسے خصوصی ہدایات بھی دی تھیں۔

”سٹون بول رہا ہوں بامین“..... سٹون نے کہا۔

”اوہ تم۔ کیا مطلب۔ تم نے میرا یہ نمبر کیسے معلوم کر لیا۔“
بامین کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔
”یہ نمبر خاص طور پر مجھے دیا گیا ہے تاکہ میں بامین سے بات کر سکوں“..... سٹون نے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن تمہیں دیا گیا ہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو تم خوش قسمت ہو۔ میں نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ کسی طرح مجھے ان کے مقابلے کی اجازت مل جائے لیکن مجھے یہاں ناراک بھجوا دیا گیا۔“
بامین نے کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خوشی مناؤ کہ تمہیں

صرف انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا ہے ورنہ ایس ایچ تمہیں آف بھی کر سکتا تھا..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ نہ ہی مجھے ایس ایچ کے بارے میں کچھ معلوم ہے اور نہ کسی لیبارٹری کے بارے میں۔ پھر مجھے کیوں انڈر گراؤنڈ کیا گیا ہے۔“

”اس لئے کہ وہ تمہیں ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ تم نے پاکیشیا میں مشن مکمل کیا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ تمہارا تو خاتمہ کر دیتی“..... سٹون نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی یہ بات ہے۔ اوہ۔ اب بات میری سمجھ میں آئی ہے۔ بہر حال بتاؤ۔ کیسے فون کیا ہے“..... بامین نے کہا۔

”تم صرف یہ بتا دو کہ ٹابو میں یا سناکی میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس سے یہ لوگ ایس ایچ یا لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں“..... سٹون نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا تو کوئی بھی نہیں ہے۔ جب مجھے اور باس آر تھر کو بھی معلوم نہیں ہے تو کسی اور کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔“ بامین نے جواب دیا۔

”یہ فارمولا تمہارے باس آر تھر نے کیسے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر بھجوا دیا تھا..... سٹون نے پوچھا۔

”سیکشن ہیڈ کو ارٹھر نے خود ہی طریقہ بتایا تھا اور سناکی کے امپیریل

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بینک کی مین برانچ میں ایک مخصوص لاکر لیا گیا اور فارمولا اس لاکر میں رکھ دیا گیا اور بس۔ اس کے بعد لاکر خالی ملا..... بامین نے جواب دیا۔

”اس بارے میں کس کس کو معلوم تھا“..... سٹون نے پوچھا۔

”باس آر تھر کے سیکرٹری نے لاکر بک کرایا تھا اور باس آر تھر نے خود جا کر لاکر میں فارمولا رکھا تھا“..... بامین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر تو یہی ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے میک اپ میں ٹابو پہنچ جاؤں۔ اس طرح وہ لوگ خود ہی مجھ سے آنکرائیں گے ورنہ تو انہیں ٹریس کرنا ہی مشکل ہو جائے گا“..... سٹون نے کہا۔

”وہ ٹابو میں ہی مجھے تلاش کر رہے ہوں گے۔ تم ٹابو پہنچ جاؤ۔ ایک عورت اور تین مردوں پر مشتمل ایک گروپ ہے اور ایک عورت اور دو مردوں پر مشتمل دوسرا گروپ ہے۔ ویسے میں نے وہاں سے آتے ہوئے بی بی ٹی کے گروپ کو وہاں سے بھجوا دیا تھا تاکہ وہ میرے بارے میں معلومات حاصل نہ کر سکیں اور باس آر تھر کا بھی وہاں بزنس کلوز کر دیا گیا ہے“..... بامین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب ایسا ہی کرنا ہو گا۔ اوکے۔ گڈ بائی“۔ سٹون نے کہا اور کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لارکسن بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

”سٹون بول رہا، ہوں لارکسن“..... سٹون نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔

”چار سپیشل ممبرز سمیت ایرپورٹ پہنچ کر ٹابو کے لئے طیارہ چارٹرڈ کراؤ۔ میں اور کیرن ایرپورٹ پہنچ جائیں گے۔ سپیشل اسلحہ ساتھ لے لینا اور ٹابو میں رہائش کا انتظام پہلے کر لینا“..... سٹون نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور سٹون نے رسیور رکھ دیا۔

”آؤ کیرن۔ اب ہم بھی اس مشن پر کام کرنے کی تیاری کر لیں۔ پھر ایرپورٹ چلیں گے“..... سٹون نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیرن بھی سرملائی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”میرے ذہن میں ایک خیال آ رہا ہے اگر تم کہو تو میں بات کروں“..... کیرن نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ بتاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا ذہن پلاننگ بنانے میں ماہر ہے اور تم جب خاموش ہو جاتی ہو تو تمہارا ذہن پلاننگ پر ہی کام کرتا رہتا ہے“..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں وہاں اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کروں جیسے میرا تعلق بی ٹی سے ہو۔ لامحالہ وہ لوگ میری طرف متوجہ ہوں گے تو ہم انہیں

ٹریس کر لیں گے اس کے بعد ان کا آسانی سے خاتمہ ہو جائے گا۔ کیرن نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

”لیکن کیسے ظاہر کرو گی۔ کیا وہاں کے اخبار میں اشتہار دو گی“..... سٹون نے کہا۔

”طنز مت کرو۔ تم نہیں جانتے کہ اگر انہیں فوری طور پر ٹریس نہ کیا گیا تو وہ لوگ ٹابو سے چلے جائیں گے اور پھر انہیں ٹریس کرنا بے حد مشکل ہو جائے گا۔ ٹابو میں ایک مخبری کرنے والا گروپ ہے جس کا چیف لارنس ہے۔ لارنس ناراک میں رہا ہے اور تھوڑا عرصہ پہلے ٹابو میں شفٹ ہوا ہے“..... لفٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کیرن نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ میں سمجھ گیا۔ میں جانتا ہوں لارنس کو۔ یقیناً یہ لوگ بھی وہاں لارنس کی خدمات حاصل کریں گے اور تم لارنس کو کہہ دو گی کہ وہ تمہیں بی ٹی کی ایجنٹ کے طور پر پیش کرے۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین پلاننگ ہے“..... سٹون نے کیرن کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو کیرن بے اختیار مسکرا دی۔

”اب سمجھ میں آئی بات۔ پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے“..... کیرن نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہوٹل کنگ کے ایک کمرے میں جویا اپنے ساتھیوں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ موجود تھی۔ انہیں یہاں آئے ہوئے دو روز ہو گئے تھے اور ان دو روز میں انہوں نے آر تھر کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن اب وہ اس حتمی نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ آر تھر نابو سے کسی نامعلوم مقام کی طرف چلا گیا ہے۔ آر تھر کا بزنس سنر بھی کلوز ہو چکا تھا اور اب وہ کمرے میں بیٹھے اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ اب انہیں کیا کرنا چاہئے کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ چونکہ یہ کمرہ جس میں اس وقت وہ سب موجود تھے جویا کے نام پر بک تھا اس لئے جویا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ فینی بول رہی ہوں“..... جویا نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کمال ہے۔ یہاں نابو میں فینی بھی مذکر مونث ہوتے ہیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

حیرت ہے۔ فینی کی مونث فینی“..... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ وہ اپنے اصل لہجے میں ہی بات کر رہا تھا۔

”تم کہاں سے بات کر رہے اور وہ بھی اصل لہجے میں کیوں؟“

جویا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی جویا کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے اور جویا نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”سانپ نکل جائے تو اس کی لکیر پیٹنے ہوئے جو کوسنے دیئے جاتے ہیں اس کا لطف اصل زبان اور لہجے میں ہی آتا ہے۔ غیر ملکی زبان اور لہجے میں تو دعائیں دینے کا بھی مزہ نہیں آتا۔ کوسنے دینے کا لطف کیسے آ سکتا ہے۔ ویسے اسی ہوٹل کے ایک کمرے سے بول رہا ہوں اور میری اور میرے ساتھیوں کی بھی وہی کیفیت ہے جو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ہوگی کہ اب کیا کیا جائے“..... عمران کی زبان ظاہر ہے چل پڑے تو آسانی سے نہیں رک سکتی تھی اور عمران کی آواز اور باتیں سن کر جویا کے ساتھی بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اوہ۔ تو تم لوگ بھی نابو پہنچ گئے ہو لیکن تم تو بامین کے پیچھے تھے۔ کیا بامین بھی نابو پہنچ گیا تھا“..... جویا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے پہلے ہی سانپ کی لکیر پیٹنے کی بات کی ہے اور جب سانپ ہی نہ ہو تو بین بے چاری کیا کرے گی وہاں رہ کر“۔ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے تو پھر آجاؤ تاکہ مل کر اس بارے میں غور کریں۔“..... جو یانے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ ویسے اس کا سنا ہوا چہرہ عمران کی بات سن کر بے اختیار کھل اٹھا تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ بائیں بھی یہاں نہیں ہے اور وہ بھی آرتھر کی طرح یہاں سے نکل گیا ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ ورنہ عمران کبھی اس طرح کھل کر بات نہ کرتا۔ ویسے یہ اچھا ہوا ورنہ مجھے اصل خدشہ یہی تھا کہ عمران اگر ہم سے آگے بڑھ گیا تو اس نے ہمیشہ کے لئے ہمارا چہنا حرام کر دینا تھا۔“..... جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ شیطانی ذہن کا مالک ہے اس لئے اس نے کوئی نہ کوئی پہلو بہر حال سوچ رکھا ہو گا آگے بڑھنے کا۔“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوچ رکھا ہوتا تو وہ آگے بڑھ چکا ہوتا۔ بہر حال اسے آنے دو پھر بات ہوگی۔“..... جو یانے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو صفدر نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ دروازے پر ویسٹرن کامرن کے تین باشندے کھڑے تھے۔ ایک عورت اور دو مرد۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“..... ایک مرد نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لیتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔

”حیرت ہے۔ اس بار آپ نے بالکل ہی مختلف میک اپ کیا

ہے۔ میں تو پہچان ہی نہیں سکا۔“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان تینوں کے اندر آتے ہی صفدر نے دروازہ بند کر دیا۔

”کیا کروں۔ شرمندگی سے بچنے کے لئے یہی کچھ کر سکتا تھا۔“۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا

”کیا مطلب کیسی شرمندگی۔“..... جو یانے حیران ہو کر کہا۔

”ایک وقت ایسا تھا مس جو یانے کہ جب آتش جوان تھا۔ اس وقت علی عمران نامی ایک شخص کی شہرت کے چاروانگ عالم میں ڈنکے بجتے تھے کیونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر تھا لیکن پھر بے چارہ آتش بوڑھا ہو گیا اور وہ دن ہوا ہو گئے جب پسینہ گلاب ہوا کرتا تھا اور بے چارہ علی عمران اب سیکرٹ سروس کا لیڈر تو ایک طرف عام سامبر بھی نہ رہا۔ البتہ اس کی حالت زار پر رحم کھاتے ہوئے اسے ٹیم کے ساتھ بھیج دیا گیا کہ چلو ایک چھوٹا سا جیک اسی بہانے اسے دے دیا جائے گا تاکہ بے چارہ زندگی کے باقی دن کسی نہ کسی طرح کاٹ لے۔“..... عمران نے انتہائی افسردہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز اور لہجہ واقعی ایسا تھا جیسے وہ انتہائی افسردہ ہو اور تمام ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہنس لو۔ یہ وقت سب پر آسکتا ہے۔ اگر آج مجھ پر آگیا ہے تو کل کسی اور پر بھی آسکتا ہے۔“..... عمران نے اور زیادہ افسردہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ کرنے لگ جائیں گے۔

RA
AF
RE
XO
@H
OT
M
A
L
L
•
C
O
M

”لیکن عمران صاحب۔ ہم نے تو آپ کو عملی طور پر انچارج بنا دیا تھا۔ پھر کیا ہوا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ عمران اداکاری کر رہا ہے۔

”ہونا کیا تھا۔ ناکامی۔ خیرات پر آدمی کب تک چل سکتا ہے۔ جب میں اصل لیڈر تھا تو مشن میرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا رہتا تھا اور کامیابی میرے قدموں میں لوٹتی رہتی تھی لیکن جب سے مجھے خیرات کے طور پر لیڈر بنایا گیا ہے مشن نے ہاتھ باندھنے کی بجائے الٹا مجھ پر ہاتھ چھوڑنے شروع کر دیئے اور کامیابی نے میرے قدموں میں لوٹنے کی بجائے مجھے آنکھیں دکھانا شروع کر دی ہیں اس لئے میں باز آیا اس خیراتی لیڈر بننے سے“..... عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سیدھی طرح کہو کہ تم پامین کو یہاں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہو۔ خواہ مخواہ یہ فضول قسم کی اداکاری کرنے کا فائدہ“۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ولیے ایک بات ہے جولیا کہ عمران صاحب اچھے بھلے تھے۔ بس آپ کو دیکھتے ہی انہیں نجانے کیا دورہ پڑ جاتا ہے کہ رونے بسورنے کی اداکاری شروع کر دیتے ہیں“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت برا عیار ہے صالحہ۔ اس نے یہ سب کچھ اس لئے کہا ہے کہ مجھے جتا سکے کہ میں لیڈر بننے کے بعد ناکام رہی ہو۔ یہ مجھ پر طنز ہو رہا تھا۔ میں سمجھتی ہوں اس کی رگ رگ کو“..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ ناکام ہوں تمہارے دشمن۔ میرا مطلب ہے تنویر“..... عمران نے بے ساختہ انداز میں کہا تو کمرہ بے اختیار ہنسنے لگی۔

”میں کیوں ہونے لگا جولیا کا دشمن۔ یہ تم ہو جو جولیا کی کامیابی سے حسد رکھتے ہو“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا

”اچھا۔ جولیا کامیاب ہو چکی ہے۔ مبارک ہو۔ کب مٹھائی کھلا رہے ہو بہن کی کامیابی پر“..... عمران نے چونک کر کہا تو کمرہ ایک بار پھر ہنسنے لگی۔

”یہ باتیں چھوڑو۔ ہم نے مشن مکمل کرنا ہے اور ہماری یہ حالت ہے کہ یہاں پہنچ کر ہم بے بس ہو کر رہ گئے ہیں۔ آگے بڑھنے کا کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا“..... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مل جائے گا۔ البتہ تھوڑی سی رقم خرچ کرنا پڑے گی“۔ عمران نے کہا تو جولیا سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں تمہاری بات“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مطلب ہے کہ کلیو حاصل کرنے کے لئے رقم خرچ کرنا پڑے گی۔ اس سے زیادہ سلیس زبان کہاں سے لاؤں“..... عمران نے کہا۔

”وہ کس طرح“..... جولیا نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں لیکن وہ رقم لے گا..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ مجھے تو معلوم ہی نہ تھا کہ یہاں کوئی ایسا نیٹ ورک ہے۔ اگر تمہیں معلوم ہے تو تم نے اس سے معلومات کیوں نہیں حاصل کیں..... جو یانے تیز لہجے میں کہا۔

”مجھ پر سیکرٹ سروس کی طرف سے پابندی عائد ہو چکی ہے کہ میں معلومات نہیں خریدوں گا۔ میں خود پرانے زمانے کے کھوجیوں کی طرح پیروں کے نشانات کو تلاش کرتا ہوا مجرموں تک پہنچوں گا لیکن اب میں کیا کروں کہ ایک تو یہاں کی سڑکیں پختہ ہیں۔ دوسرا مجرموں نے اب ننگے پیر ہونے کی بجائے بڑے قیمتی جوتے پہننے شروع کر دیئے ہیں..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جو یانے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے کیا سبب کو یہ یاد آ گیا تھا کہ انہوں نے خود ہی عمران پر پابندی لگائی تھی کہ وہ فون پر بھی معلومات نہیں خریدا کرے گا کیونکہ اس طرح ان سب کو کام کرنے کا موقع نہیں ملتا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہاں مخبری کا نیٹ ورک موجود ہے۔ کیا تم پہلے یہاں اس چھوٹے سے جزیرے پر آئے ہو..... جو یانے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں پہلی بار آیا ہوں۔ البتہ جہاں تک مخبری کے نیٹ ورک کا تعلق ہے تو یہ بات تو بہر حال طے شدہ ہے کہ جہاں مجرم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہوں گے وہاں مخبری کے نیٹ ورک بھی لازماً ہوں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم کیسے معلوم کرو گے..... جو یانے بچوں کی طرح سوال کرتے ہوئے کہا۔

”رقم خرچ کرنا پڑے گی۔ کسی بھی بوڑھے ویٹر سے معلوم کیا جا سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا تو جو یانے بے اختیار ہنس پڑی۔

”اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ چیف تمہیں کیوں لیڈر بناتا ہے۔ تم واقعی پیدائشی لیڈر ہو اس لئے میں چیف سے ابھی بات کرتی ہوں..... جو یانے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”ایک منٹ مس جو یانے..... صفدر نے کہا تو فون کی طرف بڑھتا ہوا جو یانے کا ہاتھ رک گیا۔

”کیا بات ہے..... جو یانے کہا۔

”مس جو یانے آپ تو کہہ رہی تھیں کہ آپ عمران کی رگ رگ سے واقف ہیں اس کے باوجود آپ یہاں سے چیف کو فون کرنے جا رہی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ چیف کو یہاں سے فون کرنا اپنی شناخت ظاہر کرنے کے برابر ہے۔ ہمارا مشن بلیک تھنڈر کے خلاف ہے کسی عام مجرم تنظیم کے خلاف نہیں اس لئے یہ فون کال ہمارے لئے عذاب بھی بن سکتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ چیف کو ہم نے ہی اس بات پر مجبور کیا تھا کہ عمران کو لیڈر نہ بنایا جائے۔ اب آپ اپنی ناکامی کا اعتراف کرنے جا رہی ہیں..... صفدر نے کہا۔

”میں واقعی چیف سے کھل کر بات کروں گی کہ ہمارا خیال غلط تھا۔ اصل لیڈر عمران ہی ہے“..... جو لیا نے کہا۔

”لیکن چیف کو بتانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم نے از خود عمران کو لیڈر مان لیا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”میں نے اس خیراتی لیڈر کا اعزاز واپس کر دیا ہے اس لئے میں اب لیڈر نہیں ہوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا تم نہیں چاہتے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کامیاب ہو“۔ جو لیا نے کہا۔

”چاہتا ہوں۔ دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہوں بلکہ رات کو سجدے میں گر کر دعائیں مانگتا رہتا ہوں“..... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا جو نام اس وقت دنیا میں ہے وہ آپ کی وجہ سے ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کامیاب ہو

گی تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ناکام رہے گی تو یہ ناکامی بھی آپ کی ہی سمجھی جائے

گی۔ اس بات سے کسی کو کوئی غرض نہیں ہوگی کہ آپ لیڈر ہیں یا نہیں“..... صفدر نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ آہستہ آہستہ سب کو خود ہی سمجھ آ جائے گی کہ بے چارے علی عمران کا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کردار ہیرو کا

نہیں رہا بلکہ جو کر کا ہو گیا ہے۔ اب وہ بس اپنے ساتھیوں کو ہنسانے اور ان کا ذہنی تباہی ختم کرنے کے لئے ساتھ رکھا گیا ہے“..... عمران

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نے جواب دیا۔ وہ بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”یہ تم پر آخر ڈپریشن کا دورہ کیوں پڑ گیا ہے۔ صالحہ اور خاور تم بتاؤ کیا ہوا ہے“..... جو لیا نے اس بار قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو بتایا ہے کہ اس کمرے میں داخل ہونے سے پہلے عمران صاحب بالکل ٹھیک تھے لیکن یہاں داخل ہوتے ہی صورت حال پلٹ گئی ہے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اصل لیڈر بلکہ لیڈرانی جو نظر آگئی ہے اور ظاہر ہے اس کے بعد ستاروں میں روشنی کہاں رہ سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو اصل میں تمہیں میرے لیڈر بننے پر اعتراض ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں لیڈر بن کر دکھاؤں گی“..... جو لیا نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”خواتین تو بنی بنائی لیڈر ہوتی ہیں۔ میرا مطلب ہے پیدائشی لیڈر اس لئے تمہیں بننے کی کیا ضرورت ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صفدر تم معلوم کرو کہ یہاں مخبری کرنے والی تنظیم کون سی ہے۔ ہمیں فوری طور پر اس آر تھر کا سراغ لگانا ہے کہ وہ نابو سے کہاں چلا گیا ہے“..... جو لیا نے صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”میں بتا دیتا ہوں کہ کہاں گیا ہے“..... عمران نے کہا تو سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

”کیا تمہیں معلوم ہے“..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے کیا نہیں معلوم یہ پوچھو“..... عمران نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

”اچھا بتاؤ کہاں ہے وہ“..... جولیانا نے کہا۔

”رقم خرچ کرنا پڑے گی“..... عمران نے کہا تو جولیانا سے اس طرح دیکھنے لگی جیسے اس کے سامنے عمران کی بجائے کوئی اجنبی بیٹھا ہو۔

”ارے۔ ارے۔ اس انداز میں مت دیکھو۔ ایسی اجنبی نظریں میرا دل برداشت نہیں کر سکتا۔ ایسی نظروں سے دیکھنا ہے تو تنویر کو دیکھو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“..... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر بتاؤ“..... جولیانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”رقم خرچ کرنا پڑے گی۔ چلو کچھ رعایت کر دیتا ہوں“۔ عمران جیسا ڈھیٹ بھلا اتنی آسانی سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

”میں بتا دیتی ہوں جولیانا۔ تم خواہ مخواہ عمران صاحب کو اہمیت دیتی ہو“..... جولیانا کے بولنے سے پہلے صالحہ بول پڑی۔

”ارے۔ ارے۔ تم تو میرے گروپ کی ہو۔ کیوں بغاوت پر تلی ہوئی ہو“..... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم بتاؤ صالحہ“..... جولیانا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آرتھر اور بامین دونوں نارا ک چلے گئے ہیں“..... صالحہ نے کہا تو

عمران نے اس طرح ماتھے پر ہاتھ رکھ لیا جیسے بزنس کرنے کا کوئی بڑا موقع اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو۔

”بزرگ سچ کہتے ہیں کہ خواتین کو بزنس کرنا نہیں آتا۔ ارے کچھ رقم کمانے دی ہوتی۔ شام کو آئیں کریم کھاتے۔ خواہ مخواہ مفت میں بتا دیا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا عمران نے بتایا تھا“..... جولیانا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب نے میرے سامنے یہاں مخبری کرنے والے ایک نیٹ ورک کے سربراہ سے فون پر معلومات حاصل کی تھیں۔ اس کا نام لارنس ہے۔ اس نے اطلاع دی ہے۔ اس کے بعد عمران صاحب نے آپ کو فون کیا اور پھر ہم یہاں آگئے“..... صالحہ نے جواب دیا۔

”تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے جبکہ تم پر پابندی تھی کہ تم معلومات خریدو گے نہیں“..... جولیانا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”خریدے تو وہ جس کی جیب میں رقم ہوگی۔ میرے پاس رقم ہوتی تو میں یوں یہاں خوار ہوتا پھرتا۔ ٹھاٹ سے اپنے فلیٹ میں بیٹھا آغا سلیمان پاشا کو نئے سے نئے کھانے پکانے کا بادشاہی آرڈر نہ دیتا رہتا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا لارنس نے تمہیں مفت یہ معلومات فراہم کی ہیں“۔ جولیانا نے کہا۔

”اگر وہ مفت معلومات مہیا کرنے لگ جائے تو پھر اس کا کاروبار چل پڑا“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر کیسے ملی ہیں یہ معلومات“..... جو یو نے زچ ہو کر پوچھا۔
 ”ادھار میں نے سوچا کہ چلو جا کر جو یو سے رقم وصول کروں گا اور کچھ اپنے پاس رکھ کر باقی اسے دے دوں گا۔ چلو مشن نہ سہی بزنس ہی سہی۔ لیکن صالحہ نے سارا سکوپ ہی ختم کر دیا۔ اب وہ لارنس اپنا لٹھ لے کر میرے پیچھے بھاگے گا“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے سیٹی کی آواز نکلی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے تیزی سے جیب سے ایک لانگ رینج لیکن سائز میں چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو لارنس کالنگ۔ اور“..... ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

”یس۔ پرنس اینڈنگ یو۔ اور“..... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”پرنس آپ برائے کرم فوری طور پر ٹابو سے چلے جائیں جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”ارے کیوں۔ کیا ٹابو جزیرہ تباہ ہو رہا ہے۔ اور“..... عمران نے کہا۔

”ایک خوفناک بین الاقوامی تنظیم کے ایجنٹ آپ کے پیچھے لگے

ہوئے ہیں اور وہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فون پر بات کی ہے اور میں ان سے کچھ نہیں چھپا سکوں گا اس لئے آپ کے ناراک میں مجھ پر کئے گئے احسان کے بدلے میں یہی کر سکتا ہوں کہ آپ ایک گھنٹے کے اندر ٹابو چھوڑ دیں تاکہ میں انہیں بتا سکوں کہ آپ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں۔ پلپز پرنس۔ اور“..... لارنس نے کہا۔

”خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم۔ کیا مطلب۔ کیا وہ اس قدر بد صورت ہیں۔ اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے پرنس۔ گڈ بائی۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

”اب تمہیں معلوم ہو گیا جو یو کہ میں نے معلومات خریدی نہیں ہیں۔ یہ لارنس پہلے ناراک میں رہتا تھا۔ وہاں میں نے ازراہ ہمدردی اس کا ایک چھوٹا سا کام کیا تھا جسے وہ اپنے طور پر بڑا احسان سمجھتا ہے۔ بہر حال مجھے ناراک سے معلوم ہوا کہ لارنس یہاں ہے اور وہ مخبری کا نیٹ ورک چلا رہا ہے تو میں نے اس سے رابطہ کیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ بامین اور آر تھر دونوں ٹابو سے ہنگامی طور پر چلے گئے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ بلیک تھنڈر کے ایجنٹ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہمارے خلاف کام کرنے آرہے ہیں۔ یہ لارنس انہی کے بارے میں اطلاع دے رہا تھا..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ اور اب لارنس کی کال سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ انہیں سنا کی میں ہماری کارگزاری کا علم ہو گیا ہے تو انہوں نے بامین اور آر تھر کو فوری طور پر یہاں سے ناراک بھجوا دیا اور یقیناً اب معاملہ اس سیکشن ہیڈ کو آرٹرنے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے اس لئے ان کا خیال ہو گا کہ وہ یہاں زیادہ آسانی سے ہمیں گھیر لیں گے..... عمران نے کہا۔

”لیکن کیا ان ایجنٹوں کو سیکشن ہیڈ کو آرٹرنے کے بارے میں علم ہو گا..... جو لیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ نہیں ہو گا۔ بلیک تھنڈر انتہائی خفیہ تنظیم ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اگر انہیں علم نہیں ہے تو پھر آر تھر اور بامین کو کیسے علم ہو سکتا ہے اور اگر انہیں علم نہیں تھا تو انہوں نے ان دونوں کو کیوں یہاں سے ناراک بھجوا دیا ہے..... جو لیا نے کہا تو سب کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ جو لیا کی بات میں واقعی بے حد وزن تھا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا صرف بامین اور آر تھر کو بچانے کے لئے کیا گیا ہے..... عمران نے کہا۔

”لیکن بامین نے یہ فارمولا محالہ اپنے چیف آر تھر کو دیا ہو گا اور

آر تھر نے اسے سیکشن ہیڈ کو آرٹرنے بھجوا دیا ہو گا اس لئے بامین کو چاہے معلوم ہو نہ ہو آر تھر کو بہر حال معلوم ہو گا..... جو لیا نے کہا۔

”کمال ہے۔ لیڈر بننے ہی تمہارے ذہن کے سارے خلیات نے بیک وقت کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ بات تو واقعی میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔ پھر تو مجھے واقعی لارنس کی بات پر عمل کرنا ہو گا اور ناراک جا کر اس آر تھر کو تلاش کرنا ہو گا..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ان ایجنٹوں کو بہر حال یہ تو معلوم ہو گا کہ آر تھر کو کہاں بھیجا گیا ہے اور ہو سکتا ہے کہ آر تھر کو ان کی پناہ میں دیا گیا ہو اس لئے ان سے معلوم کیا جاسکتا ہے ورنہ ناراک کوئی چھوٹا سا شہر نہیں ہے۔ انسانوں کا جنگل ہے۔ وہاں سے ان کا پتہ کرنا مشکل ہے..... صفر نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے صفر۔ اس لئے یہ طے ہو گیا کہ ان ایجنٹوں کو گھیرا جائے..... جو لیا نے حتمی اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”تو پھر ہمیں اجازت دو کیونکہ آر تھر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا تمہارا کام ہے۔ ہمارا کام تو بامین کے بارے میں معلوم کرنا تھا اور ہم ناراک جا کر یہ کام کر لیں گے..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھ جاؤ۔ اب تم لیڈر نہیں ہو۔ میں لیڈر ہوں اور یہ گروپنگ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

جو میں نے بنائی تھی اب میں اسے ختم کرتی ہوں۔ آرتھر اور بامین علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں اس لئے اگر آرتھر کے بارے میں ہمیں معلوم ہو جائے گا تو بامین کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے گا۔..... جویا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس مائی لیڈر۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

”یہ لارنس کہاں رہتا ہے۔ ہم نے اسے گھیرنا ہے کیونکہ ان ایجنٹوں نے اس سے ہی رابطہ کرنا ہے۔..... جویا نے کہا۔

”یہاں کا مشہور کلب ہے لارنس کلب۔ وہ اس کا مالک بھی ہے اور جنرل مینجر بھی۔..... عمران نے بڑے سعادت مندانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو چلو اٹھو۔ ہم نے وہاں ریڈ کرنا ہے۔..... جویا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تیز رفتاری ویسے بھی اچھی نہیں ہوتی اور اس قدر تیز رفتاری تو قطعاً اچھی نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے جا کر لارنس کو پکڑ لیا تو وہ ایجنٹ اس سے رابطہ ہی نہیں کریں گے۔ انہیں رابطہ کرنے دو۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ جائیں تو اس وقت ہم حرکت میں آئیں۔..... جویا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”اب اتنا بھی عقلمند نہیں ہے یہ لارنس کہ ٹرانسمیٹر فریکوئنسی سے اس ہوٹل کا کھوج لگا لے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں سے دو دو آدمی جا کر لارنس کلب میں لارنس کی نگرانی کریں۔ یہ ایجنٹ لامحالہ لارنس کے آفس میں اس سے ملیں گے یا فون پر اس سے رابطہ کریں گے تو فون بھی کچھ ہو سکتا ہے اور آفس کی نگرانی بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح ان ایجنٹوں کا سہ چل جائے گا تو ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے۔..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر تم صالحہ اور خاور یہ کام کریں گے اور یہ سن لو کہ تم نے رپورٹ مجھے دینی ہے۔ خود کوئی کارروائی نہیں کرنی۔..... جویا نے کہا۔

”کیسی رپورٹ۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”سہی کہ یہ ایجنٹ کہاں ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے۔..... جویا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مل جائے گی تمہیں رپورٹ۔ آؤ صالحہ اور خاور۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ اور خاور بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ تینوں قدم بڑھاتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔

”مس جویا۔ اس طرح کام نہیں چلے گا۔..... اچانک کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”کیا مطلب۔..... جویا نے چونک کر پوچھا۔

”جس طرح آپ اس مشن کو مکمل کرنا چاہتی ہیں۔ ہمارا مشن بلیک تھنڈر کے خلاف ہے اور یہ ایجنٹ اگر بلیک تھنڈر کے ایجنٹ ہیں تو پھر یہ اتہائی تربیت یافتہ بھی ہوں گے اور ان کے پاس جدید ترین مشینری بھی ہوگی اور جس طرح عمران صاحب کو علیحدہ کر دیا ہے عمران صاحب نے واقعی آپ کو رپورٹ دینے کے بعد صرف تماشہ دیکھنا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جب وہ خود ہی لیڈر نہیں بننا چاہتا تو کیا میں اس کے پیر پکڑ لوں۔“ جو یانے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”اصل میں ہم سب نے مذاق مذاق میں یہ ساری باتیں کر ڈالی ہیں اور مجھے حیرت ہے کہ چیف نے کیوں ہماری بات مان لی۔ عمران کے بغیر ہم میں سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اس کی ذہانت، اس کا تجربہ اور اس کے تعلقات یہ سب مل کر ہی ہماری کامیابی کا خمیر بنتا ہے۔ ہمیں اب واقعی چیف سے بات کرنی ہوگی ورنہ ہم اس مشن میں ناکام رہ جائیں گے اور آپ سب جانتے ہیں کہ ناکامی کا کیا نتیجہ نکلے گا۔“ کیپٹن شکیل اپنی بات پر بصد تھا۔

”نہیں۔ مشن کے دوران چیف سے بات کی جائے تو چیف کا رد عمل بے حد سخت ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر تنویر عمران سے درخواست کرے تو عمران مان جائے گا۔“ صفر نے کہا۔

”پاکیشیا کے مفاد کی خاطر تو میں عمران سے درخواست کیا اس کے پیر پکڑنے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن یہ سوچ لو کہ عمران پھر

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہمیشہ ہمارا مذاق اڑاتا رہے گا۔“ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اب جب تک ہم عمران پر یہ ثابت نہ کر دیں کہ اگر ہم اس سے برتر نہیں ہیں تو برابر صلاحیتیں ضرور رکھتے ہیں اس وقت تک معاملات سیدھے نہیں ہو سکتے۔“ جو یانے کہا۔

”یہ بات تو عمران بھی تسلیم کرتا ہے کہ ہم سب بے پناہ صلاحیتیں رکھتے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کے بغیر ٹارگٹ کی طرف نہیں بڑھ سکتا۔ اب دیکھیں۔ ہم یہاں گھومتے رہے لیکن ہمیں مخبری کرنے والے نیٹ ورک سے رابطہ کرنے کا خیال ہی نہیں آیا اور عمران نے نہ صرف رابطہ کر لیا بلکہ وہ لارنس اس کا احسان مند بھی نکل آیا اور اب لارنس کی وجہ سے ہی ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بلیک تھنڈر کے ایجنٹ یہاں آئے ہیں ورنہ ہمیں علم ہی نہ ہوتا۔“ صفر نے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر طے کر لیں کہ ہم نے عمران کی انگلی پکڑ کر آگے نہیں بڑھنا بلکہ اپنا راستہ خود بنانا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ راستہ ہی تو سمجھ میں نہیں آتا ورنہ اب ہم بہر حال بچے تو نہیں ہیں۔“ صفر نے کہا۔

”تو پھر میری بات سنیں۔ ہمیں ان ایجنٹوں کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران جانے اور یہ ایجنٹ جانیں۔ ہمیں براہ راست سیکشن ہیڈ کو ارٹر کا سہ چلانا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”بات تو گھوم پھر کر وہیں آجاتی ہے کہ کس طرح پتہ چلائیں۔“
 جویا نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اگر آپ میری بات مانیں تو میرے ذہن میں ایک حل موجود ہے۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔
 ”کیا“ جویا نے کہا اور ماقہ ساتھ ہی بے اختیار چونک پڑے تھے۔

”ہمیں سنا کی جانا ہو گا۔ وہاں آر تھر کے آفس کے کسی بھی آدمی کو پکڑ کر ہم اس سے معلوم کر سکتے ہیں کہ بائین سے ملنے والا فارمولا اس آر تھر نے کس ذریعے سے اور کہاں بھجوایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہمیں کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا۔“ کیپٹن شکیل نے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ میرا خیال ہے کہ آر تھر کے پرسنل سیکرٹری کو اس کا لازماً علم ہو گا۔“ جویا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیے۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ چلو اٹھو۔ ہم یہ کمرے چھوڑ کر ابھی چارٹرڈ طیارے سے واپس سنا کی پہنچتے ہیں۔ یہاں ایجنٹ جانیں اور عمران جانے۔ ہمیں واقعی از خود کام کرنا ہے۔“ جویا نے کہا تو سب سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران، صالحہ اور خاور تینوں لارنس کلب کے ہال میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں ہی ویسٹرن کارمن کے باشندوں کے میک اپ میں تھے اور چونکہ اس کلب میں سوائے شراب کے اور کوئی چیز سرو ہی نہیں کی جاتی تھی اور ویسٹرن کارمن کے باشندوں کے روپ میں وہ شراب سے انکار کسی صورت بھی نہ کر سکتے تھے اس لئے عمران نے کلب جانے سے پہلے میڈیکل سٹور سے وہ گولیاں خاصی تعداد میں خرید لی تھیں جو اگر شراب میں ڈال دی جائیں تو شراب میں سے نہ صرف نشے کا عنصر ختم ہو جاتا تھا بلکہ اس کی کڑواہٹ بھی ختم ہو جاتی تھی اور وہ صرف رنگدار پانی رہ جاتا تھا۔ اس وقت بھی ان کے سامنے شراب کے جام موجود تھے جن میں انہوں نے گولیاں ڈال رکھی تھیں اور وہ اس کی چسکیاں لے رہے تھے لیکن انہیں یہاں بیٹھے ہوئے آدھ گھنٹہ گزر گیا تھا۔ اس کے باوجود یہ جام آدھے بھی نہیں پئے گئے تھے۔ وہ کبھی کبھار

جام اٹھا کر اس کی ہلکی سی چسکی لیتے اور پھر جام رکھ کر باتوں میں مصروف ہو جاتے۔ وہ سیاحوں کے مخصوص انداز میں گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی باتیں کر رہے تھے اور ان کی باتیں بھی ٹابو کی سیاحت کے بارے میں تھیں کہ اچانک عمران دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے چونک پڑا۔ اسے چونکنا دیکھ کر صالحہ اور خاور بھی چونک پڑے دروازے میں سے ایک جوڑا اندر داخل ہو رہا تھا اور یہ دونوں ہی فان لینڈ کے باشندے لگ رہے تھے۔

”کیا آپ انہیں دیکھ کر چونکے ہیں“..... صالحہ نے آہستہ سے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ مرد کا نام سٹون اور عورت کا نام کیرن ہے اور یہ دونوں اکیرمیا کی ایک خفیہ ایجنسی کے بڑے مشہور ایجنٹ ہیں۔ اس سٹون سے میری کئی بار ملاقات ہو چکی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں کاؤنٹر پہنچے اور پھر کاؤنٹر سے ایک سپروائزر انہیں ساتھ لے کر دائیں ہاتھ پر موجود راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عمران پہلے ہی ویٹر کے ذریعے معلوم کر چکا تھا کہ لارنس کا آفس اسی راہداری میں ہے۔

”تو سٹون اور کیرن نے ترقی کر لی ہے کہ بی ٹی کے سیکشن ایجنٹ بن گئے ہیں۔ بہت خوب“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”آؤ باہر چلیں۔ ہم نے اب ان دونوں کی نگرانی کرنی ہے۔ ہو سکتا

ہے کہ ان کے ساتھی باہر موجود ہوں۔ کیونکہ اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹنے کے لئے یہاں آئے ہیں تو پھر لامحالہ ان کا گروپ بھی ساتھ ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ہمارے پاس تو کاریں نہیں ہیں۔ ٹیکسی میں کیسے نگرانی کریں گے“..... خاور نے جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ چلو انہیں جانے دو۔ لارنس سے معلوم کر لیں گے۔ لارنس ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے۔ اس نے پہلے ہی ان کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی“..... عمران نے کہا تو صالحہ اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں اس راہداری سے واپس آئے۔ انہوں نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے اس دوران نہ صرف جام اٹھا کر منہ سے لگایا تھا بلکہ اس کی نظریں بھی ان کی طرف نہ تھیں۔

”آؤ اب لارنس سے دو باتیں ہو جائیں“..... عمران نے ان کے باہر جانے کے کچھ دیر بعد کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ایک جام کے نیچے رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد وہ کاؤنٹر پہنچ گئے۔

”لارنس سے بات کراؤ۔ میرا نام مائیکل ہے“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا باس آپ سے واقف ہیں“..... کاؤنٹر میں نے پوچھا۔

”اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دے دینا“..... عمران نے کہا۔
 ”پرنس آف ڈھمپ“..... کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

”ہاں۔ اس کی ٹپ پر ہی ہم آئے ہیں“..... عمران نے کہا تو کاؤنٹر مین نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو“..... عمران نے کہا تو کاؤنٹر مین نے چونک کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس“..... دوسری طرف سے لارنس کی آواز سنائی دی۔

”کاؤنٹر سے جانسن بول رہا ہوں باس۔ ایک صاحب آئے ہیں ان کا نام مائیکل ہے۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ٹپ کے طور پر پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دیا جائے“..... کاؤنٹر مین نے کہا۔

”کیا اکیلے ہیں وہ“..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”ان کے ساتھ ایک خاتون اور ایک صاحب اور بھی ہیں۔ ویسٹرن کارمن کے لوگ ہیں یہ تینوں“..... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بھجوا دو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر جانسن نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور سائیڈ پر کھڑے ہوئے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا

”انہیں باس کے آفس میں چھوڑ آؤ“..... کاؤنٹر مین نے اس سپروائزر سے کہا۔

”یس سر۔ آئیے جتাব“..... سپروائزر نے کہا اور راہداری کی طرف مڑ گیا۔ عمران، صالحہ اور خاور اس کے پیچھے اس راہداری کی طرف مڑ گئے۔ راہداری میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ دو راہداری کے آغاز میں ہی کھڑے تھے جبکہ دو راہداری کے آخر میں اور ایک دروازے کے باہر موجود تھا لیکن سپروائزر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے انہوں نے کوئی مداخلت نہ کی۔

”اندر چلے جائیں باس موجود ہیں“..... دروازے کے قریب پہنچ کر سپروائزر نے کہا۔

”تھینک یو“..... عمران نے کہا اور دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صالحہ اور خاور بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے سے لگتا تھا کہ اس کی ساری زندگی جرائم پیشہ افراد کے درمیان ہی گزری ہے۔

”میرا نام لارنس ہے“..... اس آدمی نے اٹھے بغیر بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔ النبتہ اس کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں۔

”تم نے مشورہ تو دے دیا تھا لیکن کرایہ نہیں بھجویا تھا اس لئے

خود آنا پڑا ہے مجھے..... عمران نے کہا تو اس بار لارنس بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ پرنس۔ آپ خود۔ اوہ۔ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ میں آپ کو پہچان ہی نہیں سکتا تھا“..... لارنس نے جلدی سے میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”اگر تم پہچان لیتے تو پھر بلیک تھنڈر کے بجائے سٹون اور کیرن بھی پہچان لیتے کیونکہ جب وہ تم سے ملنے آئے اور پھر جب واپس گئے تو ہم ہال میں ہی موجود تھے“..... عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو لارنس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ پھر اس نے خاور سے مصافحہ کیا جبکہ صالحہ کچھ فاصلے پر موجود صوفے پر اس طرح بیٹھ گئی تھی کہ جیسے اسے لارنس سے مصافحہ کرنے میں کوئی دلچسپی ہی نہ ہو اور پھر لارنس نے بھی اس کی طرف دھیان نہ دیا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اور خاور دونوں میز کی دوسری سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے۔

”تو آپ انہیں پہچانتے ہیں“..... لارنس نے کرسی پر بیٹھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہیں ذاتی طور پر تو پہچانتا ہوں لیکن یہ انکشاف مجھ پر پہلی بار ہوا ہے کہ اب ان کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ اب ان کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے اور وہ اس کے سپر

بجائے ہیں“..... لارنس نے کہا۔

”کیا انہوں نے خود تمہیں اپنا تعارف کرایا تھا یا تمہیں ویسے ہی معلوم تھا“..... عمران نے کہا۔

”کیرن سے میری واقفیت ہے۔ ناراک اور سنا کی میں اکثر اس سے ملاقاتیں رہتی تھیں اور مجھے کیرن کے بارے میں معلوم ہے کہ اس نے بلیک تھنڈر کو جوائن کر لیا ہے اور چونکہ کیرن سٹون کی بیوی ہے اس لئے لامحالہ سٹون کا بھی بلیک تھنڈر سے تعلق ہو گا“..... لارنس نے جواب دیا۔

”تم نے انہیں ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے کہ آپ نے مجھ سے آر تھر اور باپن کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور میں نے آپ کو ٹرانسمیٹر پر کہہ دیا کہ آپ ٹابو سے چلے جائیں۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ کے احسان کی وجہ سے میں یہ اطلاع دینے پر مجبور تھا۔“ لارنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہمارے بارے میں تم نے انہیں مزید کیا کیا بتایا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ نے مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے اور آپ کی فریکوئنسی میں نے انہیں بتا دی ہے۔ اب انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں اس بات کا پتہ چلاؤں کہ کیا آپ واقعی ٹابو سے چلے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

گئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں گئے تو کہاں موجود ہیں؟..... لارنس نے کہا۔

”لیکن تم انہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ مجھ سے فریکوئنسی پر خود بات کر لیں“..... عمران نے کہا۔

”میں نے انہیں کہا تھا لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ براہ راست آپ سے رابطہ نہیں کرنا چاہتے“..... لارنس نے جواب دیا۔

”اب تم نے کہاں رپورٹ دینی ہے انہیں؟..... عمران نے پوچھا۔

”وہ وکٹرز کالونی میں کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں رہائش پذیر ہیں“..... لارنس نے جواب دیا۔

”ان کا فون نمبر کیا ہے؟..... عمران نے پوچھا تو لارنس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور فون کا رخ اپنی طرف کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لارنس ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”یس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”سٹون“..... میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تم نے لارنس کی میز کے نیچے انتہائی طاقتور وائر لیس ڈکٹافون چسپاں کیا ہوا ہے اس لئے لارنس اور میرے درمیان ہونے والی تمام بات چیت تم تک پہنچ رہی ہوگی۔ لارنس بے چارہ خواہ مخواہ ہم دونوں کے درمیان پھنس گیا ہے ورنہ

شاید وہ اتنی آسانی سے مجھے یہ سب کچھ نہ بتاتا اور نہ ہی تم دونوں کو ہمارے بارے میں کچھ بتاتا۔ اگر تم وقت دو تو میں اپنے ساتھیوں سمیت تمہاری رہائش گاہ پر آجاؤں۔ وہاں تفصیل سے بات چیت ہو جائے گی۔ اس کے بعد اگر تمہارا سیکشن ہیڈ کو آرٹر اس بات پر اصرار کرے کہ تم نے ہمارا خاتمہ کرنا ہے تو ٹھیک ہے لڑیں گے۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ ہمارے اور سیکشن ہیڈ کو آرٹر کے درمیان معاملات اس انداز میں طے پا جائیں گے کہ ہمیں لڑنے کی ضرورت ہی نہ پڑے گی“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آجاؤ۔ سہ تو تمہیں لارنس نے بتا ہی دیا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”گو ہم زبردستی مہمان بن رہے ہیں لیکن امید ہے تم دونوں میاں بیوی بھی اچھے میزبان ثابت ہو گے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تو انہوں نے یہاں ڈکٹافون لگا دیا تھا“..... لارنس نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بگڑنے کی ضرورت نہیں ہے لارنس۔ وہ بہر حال تربیت یافتہ لیجنٹ ہیں۔ انہیں تمہاری باتوں سے معلوم ہو گیا کہ ہم بہر حال تم سے رابطہ کریں گے اس لئے انہوں نے ڈکٹافون لگا دیا“..... عمران نے کہا اور میز کے نیچے ہاتھ بڑھا کر اس نے ڈکٹافون اتارا اور اسے لارنس کو دکھا کر اس نے مخصوص انداز میں ہتھکڑی کر اسے آف کر

دیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

”یہ میں انہیں تحفے کے طور پر پیش کروں گا۔ خاصا قیمتی ہے اور تمہارے لئے اکیلا بٹن بیکار ہے۔“..... عمران نے کہا تو لارنس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے اٹھتے ہی صالحہ اور خاور بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر لارنس کی طرف بڑھا دی۔

”یہ کیا ہے؟“..... لارنس نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر ناراضگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سنو۔ ڈکٹافون میں نے آف کر دیا ہے اس لئے اب سنٹون اور کیرن کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ ہمارے درمیان کیا بات ہوئی ہے۔ یہ رقم میں تمہیں اس لئے دے رہا ہوں کہ مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ سنٹون اور کیرن کا تعلق بلیک تھنڈر کے کس سیکشن ہیڈ کوارٹر سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تمہارے ذرائع ایسے ہیں کہ تم یہ بات معلوم کر سکتے ہو اور ظاہر ہے اس پر تمہیں رقم خرچ کرنا پڑے گی اس لئے یہ رقم دے رہا ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔“..... لارنس نے گڈی لے کر اسے میز کی دراز میں رکھتے ہوئے کہا۔

”میں فون پر تم سے معلوم کر لوں گا۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یہ عمران بلیک تھنڈر سے کیا ڈیل کرنا چاہتا ہے؟“..... کیرن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ آئے گا تو سہ چلے گا۔“..... سنٹون نے جواب دیا۔

”یہ اتہائی عیار آدمی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا ہمارے لئے کوئی مسئلہ بن جائے۔“..... کیرن نے کہا۔

”میں جانتا ہوں اسے۔ بہر حال بے فکر رہو۔ وہ ویسے شریف آدمی ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا بھی ہسی تو کھل کر بات ہو جائے گی۔“..... سنٹون نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کال ہیل کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔ انہوں نے چونکہ ملازم سے کہہ دیا تھا کہ وہ آنے والوں کو یہیں سننگ روم میں ہی لے آئے اس لئے انہیں معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں ہی آئیں گے اور چند لمحوں بعد سننگ روم کا دروازہ کھلا اور ویسٹرن کارمن کے تین باشندے یکے

بعد دیگرے اندر داخل ہوئے۔ ان میں ایک عورت تھی۔ سٹون اور کیرن دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو آپ لارنس کلب کے ہال میں موجود تھے۔ میں نے آپ کو وہاں دیکھا تھا لیکن میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ نے ویسٹرن کارمن کے باشندوں کا میک اپ کر رکھا ہوگا۔ میرا خیال تھا کہ آپ ایکریمین میک اپ میں ہوں گے۔“..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجبوری تھی سٹون کیونکہ میری ساتھی خاتون کو ایکریمین خواتین پسند نہیں ہیں۔“..... عمران نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ نہ اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا اور نہ ہی سٹون نے۔ عمران کے بیٹھتے ہی سٹون اور کیرن بھی بیٹھ گئے اور اس کے ساتھ ہی عمران کے دونوں ساتھی بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”دیکھو سٹون۔ تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو اور تمہارا مین ہیڈ کوارٹر بھی۔ شاید جس سیکشن ہیڈ کوارٹر سے تمہارا تعلق ہے اس نے مین ہیڈ کوارٹر سے اجازت لئے بغیر پاکیشیا میں مشن مکمل کیا ہے اور راڈار کا ایڈوانس فارمولا بائین لے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بلیک تھنڈر کے پاس فارمولا جانے سے وہ پاکیشیا کے کسی دشمن ملک کے پاس نہیں جاسکتا اور نہ ہی پاکیشیا کو براہ راست بلیک تھنڈر سے کوئی خطرہ ہے۔ لیکن یہ فارمولا پاکیشیا کے ایئر ڈیفنس کے لئے انتہائی اہم ہے اس لئے اگر تم اپنے سیکشن

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہیڈ کوارٹر سے بات کرو اور اسے میری طرف سے آفر دے دو کہ وہ فارمولے کی کاپی بے شک رکھ لیں مگر فارمولا ہمیں واپس کر دیں تو میں اس بات کو بھول جاؤں گا کہ بائین نے ہمارے ملک کے ایک انتہائی قابل سائنس دان ڈاکٹر شفیق کو ہلاک کیا ہے اور ہم بلیک تھنڈر کے خلاف کوئی کارروائی بھی نہیں کریں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہمیں بہر حال یہ فارمولا واپس حاصل کرنا ہے اور ظاہر ہے ایسی صورت میں سیکشن ہیڈ کوارٹر اور وہ لیبارٹری جہاں یہ فارمولا بھیجا گیا ہوگا ہمیں تباہ کرنا پڑے گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اس روز روز کی وارداتوں سے بچنے کے لئے بلیک تھنڈر کے ہیڈ کوارٹر کے خلاف کام شروع کر دیں اور پھر بلیک تھنڈر کا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے جس پر وہ گزشتہ کئی سالوں سے خفیہ طور پر کام کر رہے ہیں۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تم بیک وقت دھمکیاں بھی دے رہے ہو اور مصالحت کی بات بھی کر رہے ہو۔ یہ دونوں باتیں کیسے اکٹھی ہو سکتی ہیں۔“ سٹون نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ دھمکیاں نہیں ہیں حقائق ہیں اس کے جواب میں تم یا تمہارا سیکشن ہیڈ کوارٹر کہہ سکتا ہے کہ وہ مجھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکتا ہے اور مجھے ان کے اس طرح کہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا کیونکہ بہر حال یہ بھی حقائق ہیں کہ وہ ایسا کرنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تمہارا پیغام پہنچا دیں گے۔ جواب تمہیں کہاں بتایا جائے“..... سٹون نے کہا۔

”میری ذاتی فریکوئنسی تمہیں لارنس نے بتادی ہے۔ تم اس پر مجھ سے بات کر سکتے ہو لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ پیغام ضرور پہنچا دینا۔ اپنے طور پر جواب نہ دے دینا ورنہ معاملات تمہارے خلاف بھی جاسکتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم تب تک ٹابو میں ہی رہو گے“..... سٹون نے کہا۔

”ہاں۔ ظاہر ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے“..... سٹون نے جواب دیا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ڈکٹافون کا بٹن نکال کر میز پر رکھ دیا جو سٹون نے لارنس کی آفس ٹیبل کے نیچے لگایا تھا۔

”یہ میں لے آیا ہوں کیونکہ یہ خاصا قیمتی ہے۔ لارنس اسے ضائع کر دیتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں مقامی مشروب کی بوتلیں ٹشو پیپر میں لپیٹی ہوئی موجود تھیں۔ اس نے بوتلیں میز پر رکھیں اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم شراب نہیں پیتے اس لئے میں نے یہ مشروب خصوصی طور پر منگوایا ہے“..... سٹون نے ایک بوتل اٹھا کر خاموش بیٹھی ہوئی کیرن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ ویسے ایک بات ہے۔ مجھے تمہاری خوش بختی پر واقعی رشک آتا ہے“..... عمران نے بوتل اٹھاتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھیوں نے بھی ایک ایک بوتل اٹھالی۔

”خوش بختی۔ کیا مطلب“..... سٹون نے چونک کر پوچھا۔

”کیرن بیوی ہونے کے باوجود جس طرح خاموش رہتی ہے یہ واقعی عالمی ریکارڈ ہے اور ایسی خاموش بیوی کا شوہر ہونا شاید خوش بختی کی معراج ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں اس لئے خاموش رہتی ہوں مسٹر عمران کہ میں باتوں سے زیادہ ایکشن پر یقین رکھتی ہوں۔ جب ایکشن کا آغاز ہوگا تو مجھے سٹون سے بہت آگے پاؤں گے“..... کیرن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن سٹون کے سر پر موجود بال تو بتا رہے ہیں کہ تم ایکشن بھی پسند نہیں کرتیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سٹون اور کیرن دونوں چونک پڑے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سر کے بال۔ کیا مطلب“..... سٹون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایکشن میں تیز رفتاری کی مالک بیویوں کے شوہر تو گنجنے ہو جایا کرتے ہیں“..... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ یکھت کیرن اور سٹون کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”بہت خوب۔ فقرہ بازی میں تم واقعی بہت آگے ہو۔ بہر حال میرا مقصد اس ایکشن سے تھا جس کے بعد فقرہ چست کرتی ہوئی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتی ہے“..... کیرن نے عمران پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

”اس کے باوجود سٹون بول رہا ہے۔ بڑی ہمت ہے اس کی۔ بہر حال یہ تم دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے اس لئے کوئی دوسرا تو کچھ نہیں کر سکتا۔ اب ہمیں اجازت“..... عمران نے مسکرا کر جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ اور خاور بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں کو گیٹ تک چھوڑنے آئے اور ان کے جانے کے بعد وہ دونوں ایک بار پھر سنگ روم میں آگئے۔

”اب بتاؤ کیا کیا جائے“..... سٹون نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کیرن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد سنجیدگی تھی۔

”کیا مطلب“..... کیرن نے چونک کر کہا۔

”مطلب ہے کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر پیغام بھیجوا یا جائے یا نہیں۔“..... سٹون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ پیغام تمہیں بھیجنا ہو گا۔ مجھے یقین ہے کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر تک ہماری اس ملاقات کی رپورٹ پہنچ جائے گی اور اگر تم نے پیغام نہ دیا تو یہی سمجھا جائے گا کہ ہم بی بی کے دشمنوں سے مل گئے ہیں“..... کیرن نے جواب دیا۔

RAF
FREX
O@HOTMAIL.COM

”اوہ واقعی۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ اپنی طرف سے جواب دے کر ان کا خاتمہ کر دیا جائے“..... سٹون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سگریٹ کیس ٹائپ سپیشل ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا چونکہ وہ پہلے سیکشن ہیڈ کو ارٹر سے رابطہ کر چکا تھا اور اس نے اسے ڈی آپریٹ نہیں کیا تھا اس لئے رابطہ موجود تھا اور اب اسے سگریٹ بدلنے اور کوڈ بولنے کی پہلے والی کارروائی نہ کرنی پڑی تھی اس لئے اس نے اس کا بٹن پریس کیا تو سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جلنے لگا۔

”یس۔ سیکشن ہیڈ کو ارٹر“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سٹون بول رہا ہوں چیف۔ ٹابو سے“..... سٹون نے اتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو سٹون نے لارنس سے ملاقات سے لے کر عمران سے ہونے والی ملاقات تک کی تفصیل بتادی اور ساتھ ہی عمران کی آفر بھی دوہرا دی۔

”انتظار کرو۔ اس سلسلے میں فیصلہ مین ہیڈ کو ارٹر ہی کر سکتا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سگریٹ کیس پر جلتا ہوا بلب بجھ گیا تو سٹون اور کیرن دونوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر عمران کی آفر قبول کر لے گا“..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کیرن نے کہا۔

”فیصلہ اب مین ہیڈ کو ارٹرنے کرنا ہے۔ سیکشن ہیڈ کو ارٹرنے نہیں کرنا“..... سٹون نے جواب دیا اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد سگریٹ کیس سے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو سٹون نے تیزی سے اسے اٹھا کر اس کا مخصوص بٹن پریس کر دیا۔

”سیکشن ہیڈ کو ارٹر کالنگ“..... بھاری سی آواز سنائی دی۔

”سٹون انڈنگ یو چیف“..... سٹون نے اتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران سے رابطہ کرو اور اسے بتا دو کہ ہیڈ کو ارٹرنے اس کی آفر قبول کر لی ہے اور اصل فارمولا اور اس کے ساتس دان کا تیار کردہ آلہ دونوں انہیں واپس کئے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ انہیں کنفرم کر لے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ان کے خلاف ہمارا مشن کینسل کر دیا گیا ہے“..... سٹون نے کہا۔

”ہاں۔ ہیڈ کو ارٹر کے اس فیصلے کے بعد اس مشن کی ضرورت نہیں رہی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سگریٹ کیس کا بٹن آف کر دیا۔

”وہی ہوا جس کا مجھے اندیشہ تھا۔ بہر حال اب کیا کیا جا سکتا ہے“..... کیرن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی زندگی باقی تھی اس لئے ایسا ہوا ہے“..... سٹون نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیرن سٹون کی اس بات پر بے اختیار مسکرا دی۔ سٹون نے کمرے میں موجود الماری کھولی اور اس میں سے لانگ ریچ ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس پر عمران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی جو اس نے لارنس سے حاصل کی تھی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ سٹون کالنگ۔ اوور“..... سٹون نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اوور“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں تمہیں خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ مین ہیڈ کو ارٹرنے تمہاری آفر قبول کر لی ہے۔ اصل فارمولا اور وہ آلہ جو تمہارے ساتس دان نے تیار کیا تھا وہ تمہارے ملک کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان کو پہنچا دیا جائے گا۔ اوور“..... سٹون نے کہا۔

”تمہارے ہیڈ کو ارٹرنے واقعی دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔ اوور“..... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”لیکن اس کے اس فیصلے سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگیاں بچ گئی ہیں۔ اس بات کو بہر حال یاد رکھنا۔ اوور اینڈ آل“..... سٹون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر

دیا۔

”اب ہم نے یہاں ٹابو میں رہ کر کیا کرنا ہے۔ واپس چلیں۔“
کیرن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ظاہر ہے اب تو واپسی ہی ہوگی۔“..... سٹون نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کیرن کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے مین ہیڈ کو ارٹر کے اس فیصلے سے مایوسی ہوئی ہے لیکن ظاہر ہے وہ کچھ کہہ بھی نہ سکتی تھی اس لئے خاموش تھی۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو عادت کے مطابق احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”بٹھو۔ اب میں سیکرٹ سروس کا لیڈر نہیں رہا اس لئے اب تمہیں احتراماً اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ احترام مس جو لیا کو دیا کرنا۔“..... سلام دعا کے بعد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ دوبارہ اپنی سیٹ پر بحال ہو چکے ہیں۔“..... بلیک زیرو نے بیٹھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہیں۔ جو لیا نے مشن کی تحریری رپورٹ اور تمام ممبران کے دستخطوں کے ساتھ ایک باقاعدہ درخواست بھی بھجوائی ہے کہ انہیں اس چھوٹے سے مشن میں تجربہ ہو گیا ہے کہ عمران کا انتخاب بطور لیڈر ہی درست ہے اس لئے پاکیشیا

کے بہترین مفاد میں ان سب نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ درخواست بھیجی جائے کہ عمران کو دوبارہ لیڈر کی سیٹ پر بحال کر دیا جائے اور آپ کے آنے سے تھوڑی دیر پہلے جو لیا کا فون بھی آیا تھا۔ وہ اس درخواست کا رزلٹ معلوم کرنا چاہتی تھی سچتاچہ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ ان کی درخواست منظور کر لی گئی ہے اس لئے اب آپ دوبارہ لیڈر بن چکے ہیں..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ خواہ مخواہ اتنی آسانی سے درخواست منظور کر لی تم نے۔ کچھ شرائط میں نے بھی منوانی تھیں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ کی شرائط کیا ہو سکتی ہیں۔ یہی کہ تصویر رقابت چھوڑ دے۔ صفدر خطبہ نکاح یاد کر لے۔ کیپٹن شکیل آپ کی سوچ کا درست تجزیہ نہ کرے اور آپ سے مشن کی تفصیل نہ پوچھی جائے وغیرہ وغیرہ“..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”بہت خوب۔ آج احساس ہوا ہے کہ یہ دانش منزل ہے۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ کو یہاں آنے دو روز ہو گئے ہیں۔ آپ کہاں غائب تھے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نیا کیس بنانے کے چکر میں خوار ہوتا پھر رہا تھا۔ اب جا کر بنا ہے تو میں نے سوچا کہ حاضری لگوا لوں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بے اختیار چونک پڑا۔

”نیا کیس۔ کیا مطلب“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم چائے لے آؤ پھر تفصیل سے بات ہوگی“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔ ”سوڈن اور گریٹ لینڈ کے درمیان ایک بہت مشہور جہیز ہے شیٹ لینڈ۔ وہاں کا رابطہ نمبر چاہئے“..... عمران نے کہا۔ ”ہولڈ کریں۔ میں کمپیوٹر سے معلوم کر کے بتاتا ہوں۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“..... چند لمحوں بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ”شکریہ“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کر کے انکوائری کا عالمی نمبر ڈائل کر دیا۔

”انکوائری پلیز“..... ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ ”ہوٹل گرانڈ کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر مسلسل نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ہوٹل گرانڈ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔
 "ایکریمیا سے مائیکل بول رہا ہوں۔ اسسٹنٹ مینجر رالف سے بات کرائیں"..... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔
 "ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو۔ رالف بول رہا ہوں اسسٹنٹ مینجر"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے میں ہلکی سی کرسٹلی موجود تھی۔
 "مسٹر رالف۔ کیا آپ کا فون محفوظ ہے"..... عمران نے کہا۔
 "آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے"..... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔
 "میرا نام مائیکل ہے اور میں ناراک سے بول رہا ہوں۔ مجھے آپ کی ٹپ ناراک کے مسٹر برٹن فائیو سٹار نے دی ہے"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ۔ اوہ اچھا۔ ایک منٹ"..... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بلیک زیرو اس دوران چائے کی دو پیالیاں لا کر ایک عمران کے سامنے رکھ کر اور دوسری اپنے سامنے رکھ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔
 "ہیلو مسٹر مائیکل۔ اب فون محفوظ ہے۔ فرمائیے"..... اس بار رالف کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔
 "مسٹر رالف۔ مجھے ایک رہائش گاہ۔ دو کاریں اور مخصوص

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ساخت کا اسلحہ شیٹ لینڈ میں چلے۔ آپ کو آپ کا منہ مانگا معاوضہ نقد دیا جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ نے رازداری قائم رکھنی ہے۔ مسٹر برٹن نے مجھے یقین دلایا ہے کہ آپ درست آدمی ہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے ورنہ تو شیٹ لینڈ میں ایسے بے شمار گروپ ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ۔ اوہ جناب آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اپنے بزنس میں انتہائی سختی سے رازداری کا قائل ہوں اور دوسری بات یہ کہ جناب برٹن کا حوالہ سامنے آنے کے بعد تو آپ ہر لحاظ سے قطعاً بے فکر رہیں گے۔ آپ کو کب چلے یہ سب کچھ"۔ رالف نے کہا۔
 "تم مجھے رہائش گاہ کا پتہ اور نمبر بتا دو اور دو نئی کاریں اور فی الحال عام ساخت کا اسلحہ وہاں پہنچا دو۔ جب ہم وہاں پہنچیں گے تو میں تمہیں کال کر لوں گا اور پھر معاوضہ وہاں موجود تمہارے آدمی کے ذریعے تمہیں پہنچ جائے گا"..... عمران نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ لارسن کالونی کو ٹھی نمبر آٹھ اے بلاک۔ وہاں میرا خاص آدمی باڈل موجود ہو گا۔ آپ صرف اسے اپنا نام بتا دیں۔ وہ انتہائی اعتماد والا آدمی ہے اس لئے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ ہر طرح سے رازداری قائم رہے گی"..... رالف نے کہا۔
 "اوکے۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ میں دوسری لادیتا ہوں“..... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ رہنے دو۔ جس علاقے میں اب ہم جا رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے شیٹ لینڈ وہاں نقطہ انجماد ہی نقطہ کھولاؤ ہوتا ہے اس لئے ابھی سے عادت پڑنی چاہئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چائے کی پیالی اٹھا کر چسکیاں لینا شروع کر دیں۔

”شیٹ لینڈ میں کیا ہو گیا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ اگر کچھ ہو گا بھی سہی تو ہمارے وہاں پہنچنے کے بعد ہو گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا کوئی نیا کیس ہے لیکن شیٹ لینڈ تو اتہائی دور دراز علاقہ ہے۔ وہاں پاکیشیا کے خلاف کیا ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ وہی بلیک تھنڈر والے مشن کا سلسلہ ہے“..... عمران نے آخری گھونٹ لے کر پیالی واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

”بلیک تھنڈر والا مشن۔ لیکن وہ تو ختم ہو گیا۔ انہوں نے فارمولا اور آلہ واپس کر دیا ہے اور آفر بھی آپ نے خود ہی کی تھی“۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ یہ کام آگے نہ بڑھے کیونکہ میرا خیال تھا کہ بلیک تھنڈر کے پاس اس فارمولے کی موجودگی سے

پاکیشیا کے مفادات کو زک نہیں پہنچے گی لیکن اس بار میرا خیال غلط ثابت ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں سمجھا نہیں آپ کی بات“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”انہوں نے فارمولا تو ہمیں واپس بھیج دیا ہے لیکن یہ فارمولا اس لیبارٹری میں تیار ہونے کے بعد اسرائیل کو بھی پہنچا دیا جائے گا اور اس فارمولے کے تحت کسی بھی ملک کا ایٹمی دفاعی نظام مکمل طور پر جامد کیا جاسکتا ہے اس لئے اگر یہ فارمولا اسرائیل تک پہنچ گیا تو نتیجہ تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا نکلے گا۔ اسرائیل نے فوری طور پر ہمارا ایٹمی دفاعی نظام جامد کر کے پاکیشیا کو تباہ کر کے رکھ دینا ہے“۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بلیک تھنڈر کا اسرائیل سے کیا تعلق ہو سکتا ہے“..... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر جس کا نام سی مور سلمنے آیا ہے اس کا چیف یقیناً کوئی کٹر یہودی ہے اور یہودی کا ز کی خاطر اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس فارمولے پر بنایا جانے والا آلہ اسرائیلی حکومت کو پہنچا دیا جائے“۔ عمران نے کہا۔

”لیکن آپ کو کیسے معلوم ہو گیا“..... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جب قدرت مدد کرنے پر آجائے تو پھر ایسے اتفاقات ہو جاتے ہیں

جن کے بارے میں آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہر حال ہوا یہ ہے کہ اسرائیل کے پریذیڈنٹ اور اسرائیلی سائنس دان جس کا نام ڈیمرل ہے، کے درمیان فون پر گفتگو ہوئی جس میں پاکیشیا کا نام بھی آیا اور ساتھ ہی اس ایجاد کے بارے میں تفصیل بھی تھی۔ چونکہ اس گفتگو میں پاکیشیا اور سائنسی فارمولے کا ذکر تھا اس لئے اسرائیل میں کام کرنے والے ایک معروف فلسطینی گروپ ریڈ کارڈ نے اس گفتگو کی ٹیپ حاصل کی اور پھر یہ ٹیپ انہوں نے خفیہ طور پر پاکیشیائی حکام کو بھجوا دی اور پھر یہ ٹیپ سرسلطان تک پہنچ گئی۔ چونکہ مسئلہ سائنسی فارمولے کا تھا اس لئے سرسلطان نے یہ ٹیپ سرداور کو بھجوا دی۔ ڈاکٹر شفیق جس نے اس فارمولے پر کام کیا تھا اور جس سے بلیک تھنڈر کے ایجنٹ اسے لے اڑے تھے سرداور کے تحت کام کرتا تھا اس لئے سرداور کو اس فارمولے کے بارے میں علم تھا۔ ادھر سرسلطان نے بلیک تھنڈر سے بھیجا جانے والا فارمولا سرداور کو بھجوا دیا تھا کیونکہ میں نے فون پر انہیں اس کی ہدایت کر دی تھی کہ سرداور اسے چیک کر سکیں گے کہ فارمولا درست بھیجا گیا ہے یا نہیں۔ اس طرح یہ بات سامنے آگئی۔ سرداور نے سرسلطان سے بات کی تو سرسلطان نے مجھے فلیٹ پر فون کیا اور اس وقت ایئرپورٹ سے میں اپنے فلیٹ پر پہنچا تھا۔ سرسلطان نے مجھے تفصیل بتائی تو میں یہ سب کچھ سن کر حیران رہ گیا اور پھر میں فوری طور پر سرداور کے پاس چلا گیا۔ وہاں میں نے یہ ٹیپ سنی۔ اس کے بعد میں نے وہیں لیبارٹری سے ہی اس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فلسطینی گروپ کے سرکردہ لیڈر سے فون پر بات کی یہ بات کنفرم ہو گئی کہ یہ گفتگو درست ہے اور واقعی انہوں نے بھیجی ہے۔ انہیں تفصیل کا تو علم نہ تھا۔ انہوں نے تو پاکیشیا کا نام اور سائنسی فارمولے کی وجہ سے یہ گفتگو ٹیپ کی اور ازراہ دوستی یہ ٹیپ پاکیشیا بھجوا دی تھی۔ اس ٹیپ سے یہ بات سامنے آگئی کہ بلیک تھنڈر کے سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر سے اس سائنس دان ڈیمرل کا رابطہ ہے کیونکہ سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر میں یہودیوں کی اکثریت ہے اور سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر نے اس سائنس دان کو اس فارمولے کے بارے میں بتایا اور اسے کہا کہ اگر حکومت اسرائیل اس فارمولے میں دلچسپی لے تو وہ اس فارمولے کی کاپی اسرائیل بھجوا دیں گے اور اگر وہ تیار شدہ آلے میں دلچسپی لیں تو وہ آلہ بھی اسرائیل کو بھجوا دیں گے اور پھر اس سائنس دان ڈیمرل نے اسرائیلی صدر سے اس لئے بات کی تھی کہ اس سائنس دان ڈیمرل کا اصرار تھا کہ وہ فارمولا حاصل کر لیا جائے اور اسرائیل میں یہ آلہ تیار کیا جائے لیکن اسرائیلی صدر نے جب یہ سنا کہ یہ فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے تو انہوں نے فارمولا لینے کی بجائے تیار شدہ آلہ لینے کا فیصلہ کیا کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ کر وہ لیبارٹری ہی تباہ کر دے گی جس میں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہو گا جبکہ تیار شدہ آلہ وہ فوری طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بہر حال یہودی اتہائی کنجوس مشہور ہیں اور اس فارمولے پر کام کرنے

پر بے پناہ اخراجات آتے ہیں اس لئے انہوں نے آلہ حاصل کرنے کو ترجیح دی ہو گی۔ بہر حال یہ طے ہو گیا کہ دو ماہ بعد جب آلہ تیار ہو جائے گا تو وہ ڈیمرل تک پہنچ جائے گا اور پھر ڈیمرل اسے حکومت کے حوالے کر دے گا اور یہ فارمولا چونکہ ایٹمی دفاع کو مکمل طور پر جامد کر دیتا ہے اس لئے اسے حاصل کرتے ہی وہ اسے فوری طور پر پاکیشیا پر استعمال کر کے پاکیشیا کا ایٹمی دفاع جامد کر کے پاکیشیا کو تباہ کر دیا جائے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسرائیل یہ آلہ کافرستان کو دے دے تو پھر یہ کام کافرستان بھی کر سکتا ہے۔..... عمران نے پوری تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ واقعی یہ تو قدرت کی طرف سے ہماری مدد کی گئی ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس فلسطینی گروپ نے یہ ٹیپ حاصل کر کے ہمیں بھجوا دی ورنہ انہیں عام حالات میں تو ایسا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن شیٹ لینڈ کا ذکر درمیان میں کہاں سے آگیا۔..... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ کام ٹائیگر نے سرانجام دیا ہے۔ اس نے سرسلطان کے مالی سے اس ڈبے کو لے آنے والے کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اس مالی نے اسے اس آدمی کے چلیے کے ساتھ ساتھ اس کے لباس کی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

تفصیل بھی بتائی اس لباس کی تفصیل سے ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس آدمی کا تعلق سٹار ہوٹل سے ہے کیونکہ سٹار ہوٹل سے متعلق افراد اپنے لباس پر سٹار کا مونو گرام لازماً استعمال کرتے ہیں۔ یہ ان کی یونیفارم کا حصہ ہے۔ چنانچہ ٹائیگر سٹار ہوٹل پہنچا تو وہاں چلیے کی وجہ سے اسے بتایا گیا کہ یہ آدمی ہوٹل کا ڈرائیور ہے۔ اس کا نام ڈربی ہے۔ ٹائیگر نے اس ڈربی کو ٹریس کر لیا اور پھر اس ڈربی نے اقرار کر لیا کہ اس نے یہ ڈبہ سرسلطان کی کوٹھی کے مالی کو دیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ ہوٹل کی طرف سے ایرپورٹ سے ایکریمیا سے آنے والے پسینگر کو لینے گیا تو اس پسینگر نے اسے بھاری رقم دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ یہ ڈبہ سرسلطان کی کوٹھی میں کسی بھی ملازم کو دے کر صرف یہ پیغام دے دے کہ یہ ڈبہ سیکرٹری صاحب تک پہنچا دیا جائے۔ اس آدمی نے اسے بتایا کہ اس ڈبے میں ٹائیگر و فلم ہے جو وہ پاکیشیا کی ہمدردی میں سیکرٹری صاحب تک اس طرح پہنچانا چاہتا ہے کہ خود سمنے نہ آئے ورنہ وہ اس ہمدردی کے نیچے میں ہلاک بھی ہو سکتا ہے۔ ڈبہ ڈرائیور کو بھاری رقم دی گئی تھی اس لئے ڈرائیور نے کوٹھی کے باہر کاررو کی اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ پھانک کے پاس ہی اسے مالی نظر آگیا۔ اس نے ڈبہ مالی کو دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مالی کچھ کہتا وہ اسے یہ کہہ کر کہ ڈبہ سیکرٹری صاحب تک پہنچا دیا جائے، باہر آگیا اور کار لے کر ہوٹل چلا گیا۔ مالی نے یہ بھی ٹائیگر کو بتایا تھا کہ وہ اس آدمی کے پیچھے بھاگ کر پھانک سے باہر گیا تو اس نے اسے ایک کار میں بیٹھ کر

جاتے ہوئے دیکھا تھا جس کی پچھلی نشست پر کوئی غیر ملکی موجود تھا جس سے اسے خطرہ پیدا ہوا کہ اس میں بم موجود نہ ہو اور اس نے ڈبہ وہیں لان میں رکھا اور پھر سرسلطان کو اطلاع دی جنہوں نے بم ڈسپوزل عملے کو کال کر لیا اور جب انہوں نے چیک کر لیا کہ ڈبے میں بم نہیں ہے تو پھر یہ ڈبہ سرسلطان نے وصول کیا۔ ٹائیگر نے اس پسینے کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو سچہ چلا کہ وہ رات ہوٹل میں رہ کر دوسرے روز صبح کی فلائٹ سے واپس اکیرمیمیا چلا گیا ہے جس پر اس نے مجھے اطلاع دی تو میں نے سرسلطان کی مدد سے ایئرپورٹ سے اس آدمی کا ریکارڈ حاصل کیا اور پھر ناراک ایئرپورٹ سے اس آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو سچہ چلا کہ یہ ٹرانزٹ مسافر تھا اور شیٹ لینڈ سے پاکیشیا جا رہا تھا اور اکیرمیمیا سے اس نے فلائٹ تبدیل کی تھی اور اس کی واپسی بھی اسی طرح ہوئی۔ وہ یہاں سے اکیرمیمیا گیا اور اکیرمیمیا کے ایئرپورٹ ریکارڈ کے مطابق وہ آئندہ فلائٹ سے شیٹ لینڈ چلا گیا اس طرح یہ بات سامنے آگئی کہ یہ ڈبہ شیٹ لینڈ سے پاکیشیا بھیجا گیا ہے۔..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر تو واقعی یہ بات حتمی ہے کہ یہ سیکشن ہیڈ کوارٹر شیٹ لینڈ میں ہی ہے لیکن سی مور کیسا نام ہے۔..... بلیک زیرو نے کہا۔“

”مجھے بھی اس نام نے کنفیوژ کیا تھا کیونکہ سی کا لفظ بتا رہا تھا کہ اس سیکشن کا تعلق سمندر سے ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے سلسلے میں

پہلے ناور سیکشن سامنے آیا تھا سہجناچہ میں نے فون پر ٹرومین سے بات کی تو ٹرومین نے مجھے بتایا کہ سی کا حرف سنٹرل کے کوڈ میں استعمال ہوتا ہے اور جو سیکشن ہیڈ کوارٹر چند سب سیکشن ہیڈ کوارٹرز کو کنٹرول کرتا ہے اسے سی سیکشن ہیڈ کوارٹر کہا جاتا ہے اور مور کا لفظ ٹرومین کے بقول کوئی مخصوص کوڈ ہو گا۔..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو آپ نے بالا ہی بالا سب کچھ کر لیا ہے اور مجھے اطلاع تک نہ دی۔..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں اطلاع دے دیتا تو پھر کیس کون بناتا اور چٹیک کیسے ملتا۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ چٹیک حاصل کرنے کے لئے کیس بنانا پڑتا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تو اب آپ شیٹ لینڈ جائیں گے تاکہ اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لیبارٹری شیٹ لینڈ میں نہ ہو۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیبارٹری کے ساتھ ساتھ اس سیکشن ہیڈ کوارٹر کی تباہی بھی ضروری ہے کیونکہ یہ فارمولا اور آلہ وہاں سے اسرائیل بھیجا جائے گا اور شیٹ لینڈ سے بہر حال آگے بڑھا جا سکتا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کے ذہن میں لازماً اس سیکشن ہیڈ کو آرٹر کو تلاش کرنے یا لیبارٹری کو تلاش کرنے کا کوئی نہ کوئی پلان تو ہو گا کیونکہ بلیک تھنڈران معاملات کو انتہائی خفیہ رکھتی ہے ورنہ تو سپرپاورز بھی اس کے خلاف کام کر سکتی ہیں۔ انہوں نے پوری دنیا میں کنٹرول کرنا ہے اور سب سے پہلے تو ان کا نشانہ سپرپاورز ہی بنیں گی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ورنہ تو شاید ہم ساری عمر شیٹ لینڈ میں سر پٹکتے رہیں تو نہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر کو ٹریس کر سکیں گے اور نہ اس لیبارٹری کو۔“ عمران نے جواب دیا۔

”کیا پلان ہے؟“ بلیک زیرو نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”تم میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ پہلے یہ بتاؤ۔“ عمران نے کہا۔

”میرے پاس آپ جیسا ذہن ہوتا تو میں یہاں دانش منزل میں کیوں بیٹھا ہوتا۔ آپ کی طرح سیکرٹ سروس کا لیڈر نہ ہوتا۔“ بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”بڑا آسان سا نسخہ ہے کہ آہیل مجھے ماروالا فارمولا استعمال کرو اور جب ہیل مارنے کے لئے آئے تو اس کے سیننگ پکڑ کر اس کی پشت پر بیٹھ جاؤ۔“ عمران نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

”وہ۔ تو آپ وہاں جا کر اپنے بارے میں پروپیگنڈہ کریں گے لیکن کس طرح۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی بلیک تھنڈر کا نام تک نہ جانتا ہو۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”سٹون اور کیرن کا رابطہ بہر حال سیکشن ہیڈ کو آرٹر سے ہے۔ میں اس سٹون کو کال کر کے اسے بتاؤں گا کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر نے اسرائیل کو فارمولا یا آلہ دینے کی بات کر کے اپنی قسمت پر خود ہی مہر لگالی ہے اور اب میں اس کے خلاف کام کرنے شیٹ لینڈ پہنچ چکا ہوں۔ ظاہر ہے یہ پیغام سیکشن ہیڈ کو آرٹر تک پہنچ جائے گا اور پھر مجھے مارنے کے لئے ہیل خود ہی میری طرف بڑھیں گے اور کام شروع ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔“ دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

”بلیک تھنڈر کے خلاف مشن ابھی مکمل نہیں ہوا اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ بلیک تھنڈر کے اس سیکشن ہیڈ کو آرٹر کو اور اس لیبارٹری کو ختم کر دیا جائے اور تمہاری درخواست کے مطابق عمران

کو اس مشن کا لیڈر بنایا گیا ہے۔ وہ اب تم سے خود رابطہ کرے گا..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے کوئی بات سننے بغیر رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں ذرا جو لیا اور اس کے ساتھ ہیوں کا شکریہ ادا کرنے جا رہا ہوں کہ انہوں نے دوبارہ مجھ پر مہربانی کی ہے کہ مجھے لیڈر بنا دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اب عمران انہیں دل بھر کر ستائے گا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

شیٹ لینڈ کے ایک رہائشی پلازہ کے لگژری فلیٹ میں آرام کر سی پر ایک لمبے قد اور بھاری لیکن اتھلائی ورزشی جسم کا نوجوان تقریباً نیم دراز تھا۔ اس کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ تھا اس کی نظریں سامنے موجود ٹی وی کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر کوئی رومانٹک فلم دکھائی جا رہی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ اسے وقفے وقفے سے منہ سے لگا کر شراب کے لمبے لمبے گھونٹ بھی لیتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں دیوار پر لگے ہوئے کلاک پر بھی پڑ جاتیں کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے جسم پر تقریباً نیم عریاں لباس تھا۔ وہ بے حد متناسب جسم کی مالک تھی۔

”بڑی دیر لگا دیتی ہو تم ڈینی۔ وہاں فنکشن شروع بھی ہو چکا ہو گا اور تم ابھی تیار ہو رہی ہو“..... نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ روز ہی فنکشن ہوتے رہتے ہیں۔ اب تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ویسے ہی منہ اٹھا کر وہاں چلی جاؤں“..... لڑکی نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا۔ اچھا۔ اب موڈ ٹھیک کرو۔ جلدی کرو“..... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کا ایک لمبا گھونٹ لے کر اس نے بوتل میز پر رکھی اور اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ میز پر بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اب کس کا فون آگیا“..... نوجوان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس۔ کارٹن بول رہا ہوں“..... نوجوان نے رسیور اٹھا کر اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سپیشل فون اینڈ کرو“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو نوجوان بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے رسیور رکھا اور پھر جیسے اڑتا ہوا وہ ایک سپاٹ دیوار کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا“..... ڈینی نے جو دروازے کی طرف مڑ گئی تھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سپیشل فون“..... نوجوان نے دیوار پر اپنی دائیں ہتھیلی رکھتے ہوئے کہا تو وہ لڑکی بھی بے اختیار چونک پڑی۔ نوجوان نے جیسے ہی دیوار پر اپنی دائیں ہتھیلی رکھ کر اسے دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی کچھ فاصلے پر دیوار درمیان سے کھل کر سائیڈوں میں ہو گئی تو اندر

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ایک خصوصی ساخت کا سیف نظر آنے لگا۔ نوجوان نے انتہائی تیزی سے اس کے نمبر ڈائل کئے اور پھر سیف کھول کر اندر رکھے ہوئے ایک سرخ رنگ کے کارڈ لیس فون کو اٹھایا اور اس کو آن کر دیا

”ہیلو ہیلو۔ سپر ایکس تھری کالنگ“..... نوجوان نے تیز لہجے میں کہا۔

”چیف فرام دس اینڈ“..... دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔

”یس چیف“..... نوجوان نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”لپنے آفس پہنچو۔ وہاں مشن فائل پہنچ چکی ہے۔ اسے پڑھو اور پھر بات کرو“..... دوسری طرف سے اسی طرح مشینی لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نوجوان کارٹن نے ایک طویل سانس لے کر فون آف کیا اور پھر اسے واپس سیف میں رکھ کر اس نے سیف بند کیا اور پھر ہتھیلی کو دیوار پر رکھ کر دبایا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔

”اب فنکشن تم اکیلی اینڈ کرو۔ میں نے آفس جانا ہے۔ وہاں کسی نئے مشن کی فائل پہنچ چکی ہے“..... نوجوان نے مڑ کر ڈینی سے کہا۔

”میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی“..... ڈینی نے کہا۔

”ٹھیک ہے آؤ“..... کارٹن نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار اس رہائشی پلازہ سے نکل کر سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”بڑے طویل عرصے بعد کوئی مشن سلسلے آیا ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”ہاں اور یہ مشن ہو گا بھی بے حد اہم“..... کارٹن نے جو کار چلا رہا تھا سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہیڈ کوارٹر کی طرف سے دیا گیا ہر مشن ہی اہم ہوتا ہے“۔ ڈینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عام مشن عام فون پر بتا دیئے جاتے ہیں جبکہ اس مشن کے لئے سپیشل فون استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ایسا مشن ہے جس میں مین ہیڈ کوارٹر بھی دلچسپی لے رہا ہے کیونکہ سپیشل فون کی مانیٹرنگ وہاں بھی ہوتی ہے“..... کارٹن نے کہا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار مختلف سڑکوں سے گزر کر ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے بند پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ کارٹن نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک کھل گیا اور کارٹن کار اندر لے گیا۔ کار پورچ میں روک کر وہ دونوں نیچے اترے۔ اسی لمحے برآمدے میں موجود دو نوجوان تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”کوئی خاص بات“..... کارٹن نے کہا۔

”نوسر۔ آل از اوکے“..... ایک نوجوان نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا تو کارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر قدم بڑھاتے ہوئے

وہ عمارت میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ کارٹن نے مڑ کر دروازہ بند کیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ آفس ٹیبل کے پیچھے موجود ریوالونگ چیر پر بیٹھ گیا جبکہ ڈینی میز کی سائیڈ میں موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ کارٹن نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر اس نے میز پر رکھی۔ ڈینی بھی بڑے اشتیاق بھرے انداز میں فائل کو دیکھ رہی تھی۔ کارٹن نے جیسے ہی فائل کھولی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ علی عمران۔ اوہ“..... کارٹن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ڈینی بھی بے اختیار اچھل پڑی تھی۔ کارٹن نے ہونٹ بھیچنے لگے اور تیزی سے فائل میں موجود صفحات کو پڑھنا شروع کر دیا چار صفحات تھے۔ اس نے چاروں صفحات پڑھ کر فائل اٹھائی اور ڈینی کی طرف بڑھا دی۔ ڈینی نے پہلا صفحہ پڑھنا شروع کیا اور پھر اس وقت تک کمرے میں خاموشی رہی جب تک ڈینی نے پوری فائل نہ پڑھ لی۔

”حیرت انگیز۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سی مور کے خلاف ایکشن میں آ رہی ہے اور پہنچ بھی شیٹ لینڈ رہی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے“..... ڈینی نے کہا تو کارٹن نے میز کی اوپر والی دراز کھولی اور اس میں سے ریموٹ کنٹرول بنا آلہ نکال کر اس نے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو ایک کونے میں ٹرائی پر موجود ٹی وی آن ہو گیا۔ کارٹن نے ایک

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اور بٹن پریس کیا اور پھر ریموٹ کنٹرول کو میز پر رکھ دیا۔ سکرین پر جھماکے سے ہوئے اور پھر سکرین پر ایک ادھیڑ عمر آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا نظر آنے لگ گیا۔ اس کے سامنے ایک بڑی سی میز تھی۔ یہ کسی آفس مناکمرے کا منظر تھا۔

”تم نے فائل پڑھ لی ہے کارٹن“..... ٹی وی سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ ڈینی نے بھی اسے پڑھ لیا ہے“..... کارٹن نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جس طرح سکرین پر چیف نظر آ رہا ہے اسی طرح چیف کے کمرے میں موجود ٹی پر وہ دونوں بھی نظر آ رہے ہوں گے۔

”تم بلیک بجنسی کے ٹاپ سپر ایجنٹ رہے ہو کارٹن اس لئے تم یقیناً عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہو گے“..... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ اس سے کبھی ٹکراؤ کا موقع مل جائے لیکن ایسا نہیں ہوا“..... کارٹن نے کہا۔

”ڈینی تم بھی انہیں جانتی ہو“..... چیف نے اس بار ڈینی سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ بلکہ ایک بار تو میں اس بین الاقوامی ٹیم میں بھی اکیرمیا کی طرف سے شامل رہی ہوں جس میں پاکیشیا کی طرف سے

عمران بھی شامل ہوا تھا اور میں نے اسے قریب سے دیکھا ہے۔ یہ اپنے آپ کو احمق پوز کرتا ہے لیکن خاصا ذہین اور فعال آدمی ہے اور چیف اس نے مشن کے دوران مجھ میں انتہائی دلچسپی لی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مجھ پر مر مٹا ہے لیکن مشن کے بعد وہ اس طرح خاموشی سے واپس چلا گیا جیسے وہ مجھ سے واقف ہی نہ ہو۔ مجھے اس وقت اس پر بے حد غصہ آیا تھا اور میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب بھی موقع ملا میں اس سے اپنی توہین کا انتقام لوں گی لیکن اس کے بعد کارٹن نے اور میں نے بلیک بجنسی کے چیف ہنری کی وجہ سے بجنسی چھوڑ دی اس لئے پھر اس سے آج تک رابطہ ہی نہ ہو سکا“..... ڈینی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے فائل میں پڑھ لیا ہے کہ ہیڈ کوارٹر نے پاکیشیا سے ایک خاص فارمولا حاصل کیا ہے۔ یہ مشن سناکی کے سپر ایجنٹوں نے مکمل کیا تھا لیکن عمران اور اس پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کے پیچھے وہاں پہنچ گئے جس پر میں نے سناکی کے سپر ایجنٹوں سٹون اور کیرن کو ان کے خاتمہ کا مشن دے دیا لیکن اس عمران نے سٹون کے ذریعے مجھے پیغام بھجوایا کہ وہ بلیک تھنڈر سے نہیں ٹکرانا چاہتا۔ وہ صرف امتنا چاہتا ہے کہ فارمولے کی کاپی اسے دے دی جائے اور بے شک فارمولا بلیک تھنڈر رکھ لے کیونکہ اس کے مطابق پاکیشیا کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بلیک تھنڈر کے پاس یہ فارمولا ہے یا نہیں۔ جس پر میں نے مین ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا تو انہوں نے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فارمولا کی کاپی اسے دینے کا حکم دے دیا۔ سہتاچہ اس فارمولے کی کاپی اس طرح پاکیشیا پہنچادی گئی کہ کسی کو یہ علم نہیں ہو سکا کہ یہ کاپی کہاں سے بھجوائی گئی ہے تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس واپس پاکیشیا چلی گئی۔.....چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ فائل میں یہ ساری تفصیل موجود ہے۔“..... کارٹن نے جواب دیا۔

”اب اچانک سٹون نے رابطہ کیا اور اس نے بتایا کہ عمران نے اس سے پاکیشیا سے رابطہ کر کے کہا ہے کہ چونکہ ہیڈ کوارٹر نے اس فارمولے کو اسرائیل کو دینے کی بات کی ہے اس لئے ہیڈ کوارٹر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے فیصلہ کیا ہے کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری کو معاہدے کی اس خلاف ورزی کی سزا دی جائے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر اور لیبارٹری شیٹ لینڈ میں واقع ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس عنقریب شیٹ لینڈ پہنچ رہی ہے۔.....چیف نے کہا۔

”چیف ان کی موت آگئی ہے کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔“ کارٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ چونکہ اس عمران کو مین ہیڈ کوارٹر نے سیف لسٹ میں رکھا ہوا ہے اس لئے میں نے مین ہیڈ کوارٹر سے رابطہ کیا ہے اور انہیں اس بارے میں آگاہ کیا تو مین

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ہیڈ کوارٹر نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے فوری خاتمے کے احکامات جاری کر دیئے ہیں کیونکہ وہ کسی صورت بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ یہ لوگ بی ٹی کی کسی لیبارٹری کو تباہ کریں اس طرح بی ٹی کی عالمی منصوبہ بندی میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے اور مین ہیڈ کوارٹر موجودہ حالات میں کسی معمولی سی رکاوٹ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ سہتاچہ اس عمران کا نام سیف لسٹ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ چونکہ یہ لوگ شیٹ لینڈ پہنچ رہے ہیں اس لئے میں نے یہ مشن تمہارے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے لیکن یہ بتا دوں کہ مین ہیڈ کوارٹر بھی ساتھ ساتھ تمہاری کارکردگی کو مانیتزر کر رہا ہو گا اس لئے اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ان کا خاتمہ کر دو۔ اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم مین ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ایچ ہو جاؤ۔.....چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم انہیں مکھیوں کی طرح مسل کر رکھ دیں گے۔“ کارٹن نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ ویسے مین ہیڈ کوارٹر چاہتا تھا کہ ان کے مقابل بھی مین ہیڈ کوارٹر کے ایجنٹ لائے جائیں لیکن میں نے تمہاری وجہ سے تمام ذمہ داری خود لے لی ہے اور مین ہیڈ کوارٹر نے بھی تمہاری وجہ سے اپنی تجویز واپس لے لی ہے اس لئے اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم سیکشن ہیڈ کوارٹر اور مین ہیڈ کوارٹر دونوں کے اعتماد پر پورا اترو۔“ سہ چیف نے کہا۔

”یس چیف“..... کارٹن نے جواب دیا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی تو کارٹن نے ایک طویل سانس لے کر میز پر رکھے ہوئے ریموٹ کنٹرول کو اٹھا کر اسے آف کیا اور پھر اسے میز کی دراز کھول کر اس میں رکھ کر اس نے دراز بند کر دی۔ پھر اس نے فائل اٹھا کر اسے بھی میز کی سب سے نیچلی دراز میں رکھ کر دراز بند کر دی۔

”انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹریا لیبارٹری شیٹ لینڈ میں ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”عمران ایسی معلومات حاصل کرنے کا ماہر ہے لیکن اچھا ہوا کہ ہمیں معلوم ہو گیا اور وہ یہاں آرہے ہیں۔ اس طرح ہمیں ان کے خلاف کام کرنے کا موقع مل گیا ہے اور میں اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں“..... کارٹن نے کہا۔

”اب تمہارا کیا پروگرام ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ اب سے شیٹ لینڈ میں داخل ہونے والے ہر گروپ کی نگرانی ہوگی اور پھر جیسے ہی یہ لوگ سامنے آئے ان سب پر گولیوں کی بارش ہو جائے گی اور کیا پروگرام ہو سکتا ہے۔“ کارٹن نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کسی غیر متعلقہ گروپ کو پہلے یہاں بھجوا دیں اور جب ہم انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں تو وہ خاموشی سے

یہاں آکر اپنا کام کر دیں۔ پھر“..... ڈینی نے کہا۔

”غیر متعلقہ گروپ یہاں آکر کیا کرے گا۔ نہیں یہ صرف خیالی باتیں ہیں“..... کارٹن نے کہا۔

”وہ اتہائی شاطر آدمی ہے کارٹن۔ میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا ہے اس لئے ہمیں ڈبل پلاننگ کرنا ہوگی“..... ڈینی نے کہا۔

”کیا ڈبل پلاننگ۔ کھل کر بات کرو“..... کارٹن نے کہا۔

”تم اس پروگرام پر عمل کرو جس پر کرنا چاہتے ہو جبکہ میں ویسے ہی یہاں کے ہوٹلوں، کلبوں اور کیفوں میں گھومتی رہوں گی۔ مجھے وہ عمران اچھی طرح پہچانتا ہے اس لئے لامحالہ وہ مجھے یہاں دیکھ کر چونک پڑے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے رابطہ کرے۔ ایسی صورت میں یہ بات حتمی طور پر طے ہو جائے گی کہ وہ عمران ہے۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو یقینی طور پر ہلاک کیا جاسکتا ہے۔“ ڈینی نے کہا۔

”میں تمہارا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ پہلے اس بات کو کنفرم کیا جائے کہ ہم اصل آدمیوں پر ہاتھ ڈال رہے ہیں یا نہیں“..... کارٹن نے کہا۔

”ہاں۔ یہ بے حد ضروری ہے۔ دیکھو انہیں اگر کہیں سے معلوم بھی ہوا ہوگا تو اتنا معلوم ہوا ہوگا کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر اور لیبارٹری شیٹ لینڈ میں ہے لیکن نہ ہی ہمیں معلوم ہے اور نہ ہی یہاں کے کبھی آدمی کو معلوم ہو سکتا ہے کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر کہاں ہے اور لیبارٹری

کہاں ہے اس لئے لازماً وہ یہاں پہنچتے ہی سیکشن ہیڈ کو ارٹراور لیبارٹری پر ریڈ نہیں کر دیں گے۔ وہ یہاں سے پہلے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے چونکہ وہ اس حد تک جانتا ہے کہ میرا تعلق بلیک ایجنسی سے رہا ہے لیکن اسے بہر حال یہ معلوم نہیں ہو گا کہ میں یہاں بلیک تھنڈر سے منسلک ہوں۔ البتہ لامحالہ وہ مجھ سے رابطہ کر کے مجھ سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے گا کہ کیا میں بی ٹی کے سیکشن ہیڈ کو ارٹراور لیبارٹری کے بارے میں کچھ جانتی ہوں لیکن ظاہر ہے میں کچھ نہیں جانتی اس طرح ہم بہر حال کنفرم ہو جائیں گے اور پھر ہم جس وقت بھی چاہیں اور جہاں بھی چاہیں اچانک انہیں گھیر کر ختم کر سکتے ہیں۔..... ڈینی نے کہا۔

”لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے رابطہ ہی نہ کرے۔ بہر حال وہ میک اپ میں ہو گا اور اسے بھی معلوم ہے کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹراور کو ان کی شیٹ لینڈ میں آمد کا علم ہے۔..... کارٹن نے کہا تو ڈینی بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔..... ڈینی نے کہا۔

”کون سی بات۔..... کارٹن نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔..... ڈینی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کون سی بات۔ کچھ بتاؤ گی بھی ہسی یا اسی طرح سسپنس پیدا

کرتی رہو گی۔..... کارٹن نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ عمران نے خصوصی طور پر سٹون کے ذریعے سیکشن ہیڈ کو ارٹراور کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ سیکشن ہیڈ کو ارٹراور لیبارٹری کے خلاف کام کرنے کے لئے شیٹ لینڈ پہنچ رہا ہے حالانکہ اسے یہ پیغام دینے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ وہ خاموشی سے یہاں آ جاتا اور کام شروع کر دیتا۔ اب تم بتاؤ کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔..... ڈینی نے کہا۔

”وہی اس کی انا ہے کہ بتا کر وار کیا جائے۔..... کارٹن نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈینی بے اختیار ہنس پڑی۔

”تم صرف ایکشن جلتے ہو کارٹن۔ ذہنی جنگ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے اس لئے کہ وہ اس طرح بی ٹی کے ایجنٹوں کو سامنے لانا چاہتا ہے اور ان ایجنٹوں کی مدد سے وہ سیکشن ہیڈ کو ارٹراور لیبارٹری کا سراغ لگانا چاہتا ہے اور یہ اس نے چارہ ڈالا ہے۔..... ڈینی نے کہا۔

”تمہاری بات تو دل کو لگتی ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ ایجنٹوں کو اس بارے میں علم ہو۔..... کارٹن نے کہا۔

”وہ بے حد تیز آدمی ہے۔ بہر حال ایجنٹوں کا رابطہ تو ہیڈ کو ارٹراور سے رہتا ہی ہے۔ وہ اس رابطے کو ٹریس کرے گا اور پھر اس کے ذریعے ہیڈ کو ارٹراور کا محل وقوع ٹریس کرنے کی کوشش کرے گا۔ کام تو بہر حال اس نے کرنا ہی ہے۔..... ڈینی نے کہا۔

”تو پھر تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کارٹن نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے یقین ہے کہ وہ خود بغیر میک اپ کے آئے گا اور اپنے

ساتھیوں کو علیحدہ رکھے گا یا زیادہ سے زیادہ ایک دو ساتھیوں کو اپنے ساتھ رکھے گا۔ اس کے ساتھی اس کی نگرانی کریں گے۔ یہاں موجود بی ٹی کے لیجنٹ اسے پہچان کر اس پر حملہ کریں گے تو اس کے ساتھی انہیں چیک کر کے ان کے ذریعے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔..... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں انہیں اس کا موقع دوں گا تو وہ آگے بڑھیں گے۔“ کارٹن نے کہا۔

”تمہارے سامنے تو عمران اور اس کے ایک دو ساتھی ہوں گے اور جیسے ہی انہوں نے تمہیں یا تمہارے آدمیوں کو چیک کر لیا۔ اس کے دوسرے ساتھی بھی تمہیں چیک کر لیں گے۔ اس طرح ساری صورت حال الٹ جائے گی۔ سہتا ناچہ تم ایسا کرو کہ صرف نگرانی کراؤ۔ میں پہلے خود ان سے ملوں گی۔ ان کے سارے گروپ کو سامنے لاؤں گی اور پھر تم ان کے خلاف ایکشن میں آجانا۔ اس طرح یقینی طور پر ان کا خاتمہ ہو جائے گا۔..... ڈینی نے کہا۔

”لیکن اگر انہوں نے تمہیں کو ر کر لیا تو پھر.....“ کارٹن نے کہا۔
 ”احتمق ہو گئے ہو تم۔ انہیں کیا معلوم کہ میرا تعلق بی ٹی سے ہے۔ میں انہیں بتاؤں گی کہ میں نے بلیک لیجنسی چھوڑ دی ہے اور یہاں مستقل شفٹ ہو گئی ہوں کیونکہ یہ میرا آبائی وطن ہے اور یہاں میں نے ڈینی کلب کھول رکھا ہے اور ہے بھی ایسے ہی۔“ ڈینی نے کہا تو کارٹن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

شیٹ لینڈ ایک بہت بڑا جزیئر تھا۔ اس کی اپنی حکومت اور انتظامیہ تھی۔ یہ آزاد جزیئر سمجھا جاتا تھا اور چونکہ یہ جزیئر قدرتی طور پر انتہائی حسین جزیئر تھا اس لئے دنیا بھر کے سیاح یہاں سیاحت کے لئے آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ جزیئر اپنے مخصوص جوا خانوں کی وجہ سے پورے یورپ میں مشہور تھا کیونکہ یہاں کسی قسم کا کوئی ٹیکس بھی نہ تھا اور جیتنے والے بھاری رقمیں جیت کر بینکوں کے ذریعے بغیر کسی رکاوٹ کے اپنے اپنے ملکوں میں بھجوا سکتے تھے اور ان کلبوں میں حفاظت کا بھی معقول انتظام ہوتا تھا اس لئے یہاں بھاری داؤ کھیلنے کے شوقین ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں چونکہ قانونی طور پر مادر پدر آزادی بھی ہر آدمی کو حاصل تھی حتیٰ کہ یہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر شیٹ لینڈ کے کسی پرہم چوک میں کوئی شخص بالکل عریاں ہو کر چلنا شروع کر دے تو کسی کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا تھا۔

یہاں کی پولیس اور حکومت صرف ایسے جرائم کی روک تھام کرتی تھی جو دوسروں کی جان و مال کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اس لئے یہاں ہر قسم کی اخلاقیات سے ہر شخص کو آزادی حاصل تھی۔ اس کے علاوہ یہاں یہ بھی قانون تھا کہ چار دیواری کے اندر ایک دوسرے کی مرضی سے جو جی چاہے کرتے رہیں۔ یہاں ایسے کلب بھی عام تھے جہاں عورتیں اور مرد تقریباً عریاں حالتوں میں رقص کرتے رہتے تھے۔ اخلاقی طور پر یہاں اس قدر گراؤ تھا کہ یورپ اور امریکا میں بھی شیٹ لینڈ کو ڈیول لینڈ یعنی شیطان کی سرزمین کہا جاتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی یہاں اپنے طور پر اخلاقیات کی پابندی کرے تو اس پر کوئی اعتراض نہ کیا جاتا تھا اس لئے یہاں ایسی عورتیں بھی نظر آتی تھیں جو سر سے پاؤں تک مکمل لباس میں ملبوس ہوتی تھیں اور ایسی عورتیں بھی عام تھیں جن کے جسموں پر لباس بھی چستھروں کی شکل میں ہوتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں ہر شخص اپنے حال میں مست رہتا تھا۔ جرائم یہاں بھی ہوتے تھے لیکن یہاں کی پولیس کا نظام اس قدر بھرپور اور سخت تھا کہ مجرم کم ہی بچ نکلتے تھے اور مجرموں کو چونکہ فوری طور پر انتہائی سخت ترین سزائیں دی جاتی تھیں اس لئے سوائے چھوٹے موٹے جرائم کے اور بلیک میلنگ کے کوئی بڑا جرم نہ ہوتا تھا۔ البتہ کلبوں کے اندر قتل و غارت ہوتی رہتی تھی لیکن یہاں اس کی روک تھام کلب کی اپنی انتظامیہ کرتی تھی۔ شیٹ لینڈ کا ایرپورٹ بے حد وسیع اور جدید قسم کا تھا۔

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

شیٹ لینڈ میں موسم عام طور پر انتہائی سرد رہتا تھا لیکن سال میں دو ماہ ایسے بھی ہوتے تھے جب موسمی سردی کا زور خاصا کم رہ جاتا تھا اور جسے یہاں کی زبان میں گرم موسم کہا جاتا تھا اور ان دنوں یہاں گرم موسم چل رہا تھا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیٹ لینڈ کے ایرپورٹ کے پبلک لاؤنج میں پہنچا تو ان کے جسموں پر اور کوٹ اور سر پر گرم ہیٹ موجود تھے حالانکہ یہاں ایرپورٹ پر ہی کافی تعداد میں لوگ جن میں عورتیں بھی شامل تھیں اور یہ سب نیم عریاں لباس میں نظر آ رہے تھے۔ عمران کے ساتھ جولیا، صالحہ، صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور خاور تھے۔ عمران وی ٹیم ساتھ لایا تھا جو اس سے پہلے فارمولا کے حصول کے لئے سناکی گئی تھی۔ ان سب نے ایکریمین میک اپ کئے ہوئے تھے اور ان کے پاس موجود کاغذات کے مطابق ان کا تعلق امریکا سے ہی تھا۔

”یہاں خاصی سردی ہے اس کے باوجود یہ لوگ عریاں پھر رہے ہیں جبکہ ہمیں لباس کے اندر ایس وی ٹی سپیشل جیکٹوں کے باوجود سردی لگ رہی ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ لوگ موسم کو انجوائے کر رہے ہیں صفدر۔ یہاں دو ماہ تک ایسا ہی موسم رہتا ہے جسے یہاں کے لوگ گرم موسم کہتے ہیں اور اس موسم میں پوری دنیا کے سیاح شیٹ لینڈ میں دکھائی دیتے ہیں ورنہ انتہائی سردی میں یہاں لوگ کم ہی آتے ہیں“..... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم پہلے یہاں آچکی ہو“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہاں۔ میں اپنے ڈیڑی کے ساتھ دو بار یہاں آکر ایک ایک ماہ رہ چکی ہوں“..... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”اوہ۔ پھر تو تم ہماری گائیڈ بن سکتی ہو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”کیوں نہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کہاں جانا ہے“۔ صالحہ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یہی بات تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔ وہ سب اب پبلک لاؤنج کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔
 ”کیا مطلب۔ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں آپ“..... صالحہ نے چونک کر پوچھا۔
 ”میں نے سنا ہے کہ یہاں ایسے کلب ہیں جہاں بوڑھے جائیں تو نوجوان بن جاتے ہیں۔ ایسے کسی کلب کا نام بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن آپ تو پہلے ہی جوان ہیں۔ پھر“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”دراصل میں تنویر کو وہاں بھیجنا چاہتا ہوں۔ بے چارہ غصہ پی پی کر بوڑھا ہوتا جا رہا ہے۔ جو لیا نے ایسا اخلاقی شکنجہ کس رکھا ہے اس پر کہ کوئی تفریح ہی اسے نہیں سوجھتی“..... عمران نے شیشے کا بڑا سا

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

دروازہ کھول کر باہر آتے ہوئے کہا۔
 ”تم اپنی بات کرو۔ تم عقلی لحاظ سے ہزاروں سال بوڑھے ہو۔“
 جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر صالحہ کے ساتھ ساتھ عمران خود بھی ہنس پڑا۔
 ”چلو جو لیا کو بھیج دیں گے۔ یہ جب سے مشرق میں آئی ہے بڑھاپا اس نے اپنے اوپر طاری کر لیا ہے۔ بھاری اور مکمل لباس پہنتا، ہر بات پر چرچرٹا پن اور ہر بات پر روٹھنا یہ سب بڑھاپے کی نشانیاں ہی تو ہیں“..... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔
 ”بکو اس مت کیا کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اندر سے پورے پاکیشیائی ہو۔ ہم سب سے بڑے پاکیشیائی ہو“..... جو لیا نے کہا تو اس فقرے پر عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر جو لیا خود بھی ہنس پڑی۔ وہ اب ٹیکسی سٹینڈ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ چونکہ ان کی تعداد سات تھی اس لئے وہ ایک ٹیکسی میں سوار نہ ہو سکتے تھے۔
 ”لارسن کالونی“..... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔
 ”تین پچھلی ٹیکسی میں آجائیں“..... عمران نے کہا تو صالحہ، جو لیا اور کیپٹن شکیل پچھلی ٹیکسی کی طرف مڑ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں ٹیکسیاں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں اور عمران اس کے ساتھ خاموش بیٹھے سڑکوں کی رونق دیکھ رہے تھے۔ لارسن کالونی خاصی جدید اور بڑی کالونی تھی۔

”میں نے باڈل کو معاوضہ دے کر واپس بھیج دیا ہے کیونکہ یہاں اس کی موجودگی ہمارے لئے پر اہم بن جاتی“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس رہائش گاہ کا بندوبست کیا چیف نے پہلے ہی کر دیا تھا۔“
صالحہ نے کہا۔

”ہاں۔ یہ چیف کے کام ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب کیا پروگرام ہے تمہارا“..... جویا نے کہا۔

”یہ جزیرہ شیطانی جزیرہ بھی کہلاتا ہے اس لئے ہم یہاں شیطان کو تلاش کریں گے اور جب وہ مل جائے گا تو اسے پتھر ماریں گے اور کیا کریں گے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ چیف کو کیسے معلوم ہوا کہ بلیک تھنڈر کا سیکشن ہیڈ کو آرٹھر شیٹ لینڈ میں ہے“..... اچانک صفدر نے کہا۔

”چیف دانش منزل میں فارغ تو رہتا ہے۔ بس فون سن لیا اور فون کر کے حکم دے دیا۔ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی کام ہی نہیں ہے اس لئے اس نے وقت کاٹنے کے لئے علم نجوم سیکھ لیا ہے اور اب وہ زائچہ بنا کر معلوم کر لیتا ہے کہ کون کہاں ہے اس لئے لازماً اس نے زائچہ بنا کر معلوم کر لیا ہو گا کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹھر شیٹ لینڈ میں ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر تو چیف کو اس کا ایڈریس بھی معلوم ہو گا“..... جویا نے

”کہاں جانا ہے آپ نے“..... ڈرائیور نے پوچھا۔
”کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک“..... عمران نے عقبی سیٹ سے کہا
تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک بڑی سی کوٹھی کے جہازی سائز کے پھانک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اس کے پیچھے ہی دوسری ٹیکسی بھی آکر رک گئی اور عمران نیچے اتر آیا تو دوسرے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے ٹیکسی ڈرائیورز کو ٹیمنٹ کی تو دونوں ٹیکسیاں آگے بڑھ گئیں جبکہ عمران نے آگے بڑھ کر کال ہیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھانک کھلا اور ایک نوجوان باہر آگیا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور رالف نے کہا تھا کہ باڈل میرا آدمی ہے“..... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ آئیے سر۔ میں تو آپ کا منتظر تھا“..... باڈل نے جلدی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آگئے۔ کوٹھی خاصی بڑی اور جدید انداز کی تھی۔ سب سے آخر میں باڈل اندر آیا اور اس نے پھانک بند کر دیا۔ پھر وہ باڈل کی رہنمائی میں سننگ روم میں پہنچ گئے۔

”تم لوگ یہاں بیٹھو۔ میں کوٹھی کو چیک کر کے آتا ہوں۔“
عمران نے کہا اور باڈل کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ سننگ روم سے باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی لیکن اب باڈل اس کے ساتھ نہ تھا۔

مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ضرور معلوم ہو گا لیکن اب سارے کام اس نے ہی کرنے ہیں۔ کچھ تم بھی تو کرو“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ اب ہم نے یہاں سیکشن ہیڈ کو ارٹر کو تلاش کرنا ہے لیکن یہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر کس ٹائپ کا ہو گا۔ کیا کوئی آفس ہو گا یا کوئی ادارہ ہو گا“..... جولیانے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہیڈ کو ارٹر کسے کہتے ہیں۔ افسر ہوتے ہیں اور ماتحت ہوتے ہیں۔ سارا دن فون کی گھنٹیاں بجتی رہتی ہیں۔ ٹائپ رائٹر کھڑکتے رہتے ہیں۔ اب ٹائپ رائٹروں کی بجائے کمپیوٹرز آگئے ہیں تو چلتے رہتے ہیں۔ چیراسی مشروبات لے کر آتے جاتے رہتے ہیں۔ صبح نو بجے ہیڈ کو ارٹر کھلتا ہو گا اور شام پانچ بجے بند ہو جاتا ہو گا“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”واقعی یہ بات تو سوچنے کی ہے عمران صاحب کہ یہ سیکشن ہیڈ کو ارٹر کوئی سپر سٹور تو نہیں ہو گا یا کوئی فوجی چھاؤنی تو نہیں ہو گی۔ ہو گا تو واقعی آفس ٹائپ ہی ہو گا“..... صفدر نے کہا۔

”یہ کسی کاروباری ادارے کا سیکشن ہیڈ کو ارٹر نہیں ہے۔ بلیک تھنڈر جیسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کا ہیڈ کو ارٹر ہے اس لئے لازماً یہ انڈر گراؤنڈ ہو گا اور یہاں ایسے آلات نصب ہوں گے کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی کسی صورت بھی اندر داخل نہ ہو سکے“..... کیپٹن شکیل

نے کہا۔

”لیکن وہاں ہو گا تو آفس ورک ہی۔ اب وہاں میزائل بننے سے تو رہے“..... صفدر نے کہا۔

”جو بھی ہو گا لیکن اسے ٹریس کیسے کیا جائے گا“..... جولیانے کہا۔

”یہ تو عمران صاحب بتائیں گے۔ وہ لیڈر ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”سوری۔ میں زبردستی کالیڈر نہیں بن سکتا۔ میں نے تمہیں شیٹ لینڈ پہنچا دیا ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ میں تو یہاں صرف تفریح کروں گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ وہاں پاکیشیا میں اسی لیڈری کے سلسلے میں ہمیں پہلے ہی کافی خراب کر چکے ہیں اس لئے پلیر دوبارہ یہ ٹاپک مت چھیڑیں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس کے بعد بے شک آپ تفریح کریں۔ کام ہم کر لیں گے“..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے واہ۔ پھر تو میں سکے بند لیڈر بن جاؤں گا کیونکہ لیڈر کام نہیں کرتے صرف عیش کرتے ہیں۔ کام تو بے چارے کارکن کرتے ہیں۔ بہر حال یہ بات طے شدہ ہے کہ اب میں نے یہاں صرف تفریح کرنی ہے۔ تم میں سے جو اس تفریح میں میرا ساتھ دینا چاہے وہ ہاتھ کھڑا کر دے۔ باقی مشن تم نے مکمل کرنا ہے میں نے نہیں کیونکہ

تمہیں ہمیشہ سے گم رہتا ہے کہ میں تمام کام خود کر لیتا ہوں۔“۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ اس میک اپ میں تفریح کریں گے یا اصل چہرے میں“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اصل چہرے میں۔ کیونکہ سنا ہے کہ یہاں لڑکیاں ایشیائی چہروں کو بے حد پسند کرتی ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”واقعی۔ پھر تو آپ کا پروگرام بہر حال ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت بھی نہ تھی“..... کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا سمجھا ہے تم نے“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”مس جولیا۔ ہمارے سامنے پہلے بلیک تھنڈر کے ایجنٹ آنے چاہئیں اور عمران صاحب نے پاکیشیا میں ہی ہمیں بتایا تھا کہ انہوں نے سٹون اور کیرن کے ذریعے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کو آگاہ کر دیا تھا کہ چونکہ انہوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور فارمولا یا آلہ اسرائیل حکومت کو دینے کی بات کی ہے اس لئے اب پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کے خلاف کام کرے گی۔ اس وقت مجھ سمیت سب کی متفقہ رائے تھی کہ عمران صاحب نے یہ غلط کیا ہے۔ اس طرح وہ پہلے سے ہی ہوشیار ہو جائیں گے اور مشن کی تکمیل میں مشکلات بڑھ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

جائیں گی لیکن اب آپ نے خود دیکھا ہے کہ سیکشن ہیڈ کو ارٹھر چاہے کسی ٹائپ کا ہو اسے یہاں عام حالات میں تلاش کرنا ناممکن ہو گا۔ بلیک تھنڈر ویسے ہی انتہائی خفیہ تنظیم ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہاں آنے والے ہر آدمی کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہو یا انکوٹری ہو۔ ایسی صورت میں اگر عمران صاحب اپنے اصل چہرے میں گھومیں پھریں گے، دوسرے لفظوں میں تفریح کریں گے تو یہ ایجنٹ ان پر حملہ کریں گے یا ان کی نگرانی کریں گے۔ اس طرح وہ سامنے آجائیں گے اور پھر ان کے ذریعے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر ٹریس کیا جائے گا اور سیکشن ہیڈ کو ارٹھر سے اس لیبارٹری کا علم ہو گا جہاں اس فارمولے پر کام ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہمارا مشن ہو گا“..... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اب مجھے واقعی تفریح ہی کرنا پڑے گی اور وہ بھی بغیر خرچے کے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کا فقرہ بتا رہا ہے کہ کیپٹن شکیل کا تجزیہ درست ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اب بغیر خرچے کے تفریح کرنا پڑے گی کیونکہ خرچ والا کھاتہ تو عنقریب ختم ہو جائے گا۔ کیپٹن شکیل میری جگہ لے لے گا اور میں فارغ“..... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بغیر خرچ کے تفریح کیسے ہوتی ہے“..... جولیا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔
 ”تفریح کرنے والوں کو دیکھ دیکھ کر“..... عمران نے جواب دیا
 تو کمرہ بے اختیار ہنسنے لگا۔
 ”جو بات کیپٹن شکیل نے کہی ہے یہ تم خود نہیں کر سکتے تھے۔“
 جویا نے کہا۔

”کر سکتا تھا لیکن ظاہر ہے پھر میری لیڈری کس کام کی رہ جاتی۔
 لیڈر ہمیشہ مبہم بیان دیا کرتا ہے اور اخبارات کے کالم نگار اس کی
 باتوں کا تجزیہ کر کے اصل بات سامنے لاتے رہتے ہیں۔ اس طرح لیڈر
 کی ذہانت کے عوام الناس قائل ہو جاتے ہیں“..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم اس لیبارٹری کو پہلے
 ٹریس کر لیں“..... صالحہ نے کہا۔

”کیسے۔ تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہے“..... عمران نے
 چونک کر پوچھا۔

”عام سی بات ہے کہ لیبارٹری کو باقاعدگی سے خوراک اور
 سائنسی سامان وغیرہ کی سپلائی کی جاتی ہوگی اور لیبارٹری میں کام
 کرنے والے افراد بھی شہر میں آتے جاتے رہتے ہوں گے۔ ایسی کسی
 سپلائی ایجنسی سے ہمیں معلومات مل سکتی ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”بلیک تھنڈر کی ایسی لیبارٹری عام سرکاری لیبارٹریوں کی طرح
 نہیں ہو سکتی ورنہ تو ایکریمیا، روسیہ اور دیگر سپر پاورز کے خلائی

R
A
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

سیارے اس لیبارٹری کو چٹیک کر چکے ہوتے۔ یہ لازماً اس قدر خفیہ
 رکھی گئی ہوگی کہ کسی طرح چٹیک نہ ہو سکے اور یہ بھی ضروری نہیں
 ہے کہ لیبارٹری یہاں شیٹ لینڈ میں ہو۔ وہ یورپ کے کسی اور ملک
 میں بھی ہو سکتی ہے اور ایکریمیا میں بھی اس لئے لازماً ہمیں پہلے سیکشن
 ہیڈ کو ارٹھر کے کسی اہم آدمی کو ٹریس کرنا ہوگا“..... عمران نے کہا۔
 ”لیکن عمران صاحب۔ کیا یہ ضروری ہے کہ وہ ایجنٹ سیکشن
 ہیڈ کو ارٹھر کا محل وقوع جانتا ہو“..... صفدر نے کہا۔

”لامحالہ نہیں جانتا ہوگا“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”پھر آپ اس سے کیسے معلوم کریں گے“..... صفدر نے کہا۔
 ”کیپٹن شکیل اگر یہ بات بتا دے تو میں اس کا شاگرد بن جاؤں گا
 اور شاگرد بھی ایسا کہ شاگرد رشید والا۔ مع ایک من مٹھائی اور تین
 سو گز پگڑی کے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں بتا تو سکتا ہوں عمران صاحب اگر یہ شاگرد والی شرط آپ
 درمیان سے ہٹا دیں“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”کیوں۔ کیا تمہیں مجھ جیسا شاگرد پسند نہیں ہے“..... عمران
 نے چونک کر کہا۔

”میں تو خود آپ کا شاگرد بننے کی کوشش میں رہتا ہوں۔“ کیپٹن
 شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ چلو شرط ختم۔ اب بتاؤ“..... عمران نے چیلنج کرنے والے
 لہجے میں کہا۔

”اس ایجنٹ کا رابطہ فون یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے سیکشن ہیڈ کو ارثر سے رہتا ہو گا۔ آپ اس سے یہ فون نمبر یا ٹرانسمیٹر فریکوئنسی معلوم کریں گے اور پھر آپ کے ذہن میں موجود کمپیوٹر اس فون نمبر یا فریکوئنسی سے خود بخود اس کا محل وقوع تلاش کر لے گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”حیرت انگیز۔ اب مجھے فیصلہ کرنا پڑے گا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کروں یا کسی اور کا دروازہ دیکھوں“..... عمران نے کہا۔

”کیپٹن شکیل اگر تم اس طرح عمران کے ذہن کا تجزیہ کر لیتے ہو تو کیا تم از خود اس کے انداز میں نہیں سوچ سکتے“..... جولیا نے کہا۔

”نہیں مس جولیا۔ عمران صاحب کا ذہن میرے ذہن سے صدیوں آگے ہے۔ میں تو بس یہ سوچتا رہتا ہوں کہ عمران صاحب نے کیا سوچا ہو گا اور پھر اندازہ لگاتا ہوں لیکن آپ عمران صاحب کے ذہن کو دیکھیں کہ وہ از خود یہ سب کچھ سوچتے رہتے ہیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے ساتھی تو ایک طرف عمران خود بھی چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... عمران نے کہا۔

”رالف بول رہا ہوں۔ اسسٹنٹ مینجر گرانڈ ہوٹل“۔ دوسری

طرف سے رالف کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا باڈل پہنچ گیا ہے تمہارے پاس“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ اور اس نے معاوضہ بھی پہنچا دیا ہے۔ لیکن مسٹر مائیکل کیا آپ کا تعلق ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا سے بھی ہے“۔ رالف نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ایشیا کے ملک پاکیشیا سے۔ کیا مطلب۔ ہم تو اکیمریمین ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ یہاں کے ایک گروپ نے مجھے فون کر کے اس کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ یہ کوٹھی میری ہے۔ اس گروپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کوٹھی پہلے بک کرانی گئی تھی اور میرے ہاں کہنے پر انہوں نے کہا کہ کیا کوٹھی ایشیائی ملک پاکیشیا سے بک کرانی گئی تھی تو میں نے انہیں بتایا کہ اکیمریمیا کے برٹن کے حوالے سے ناراک سے فون کر کے بک کرانی گئی تھی۔ اس باڈل نے بتایا ہے کہ آپ سب اکیمریمین ہیں تو اس گروپ نے مجھے کہا کہ میں اس سلسلے میں آپ کو کوئی اطلاع نہ دوں لیکن آپ نے جس قدر معاوضہ بھیجا ہے اس سے میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو اطلاع دے دوں اور اگر آپ کا واقعی کوئی تعلق ایشیا سے ہے تو پھر آپ محتاط رہیں کیونکہ یہ گروپ شیٹ لینڈ کا سب سے خطرناک

گروپ ہے۔ وہ آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔“ رالف نے کہا۔

”کون سا گروپ ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس گروپ کا نام تو کنگ گروپ ہے لیکن عرف عام میں اسے ڈیجیٹل گروپ کہا جاتا ہے۔ یہاں شیٹ لینڈ میں اس کا مکمل ہولڈ ہے لیکن یہ خفیہ گروپ ہے۔ سامنے نہیں آتا لیکن سب ان سے اس طرح ڈرتے ہیں جیسے آدمی موت سے ڈرتا ہے۔“ رالف نے جواب دیا۔

”اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے؟“ عمران نے کہا۔

”آپ اس چکر میں نہ پڑیں جناب۔ آپ سیاح ہیں اور سیروسیاحت ہی کریں۔ گڈ بائی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب؟“ صفدر نے کہا کیونکہ فون میں لاؤڈر موجود نہ تھا اس لئے عمران اور رالف کے درمیان ہونے والی گفتگو وہ سن نہ سکے تھے اور پھر عمران نے گفتگو کی تفصیل بتادی۔

”اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہم نے سپیشل میک اپ کئے تھے تاکہ جدید کیمروں کی مدد سے ہمیں ٹریس نہ کیا جاسکے اس لئے اب تک ہم پر حملہ نہیں ہوا اور صرف چیکنگ کی جارہی ہے ورنہ شاید اب تک یہ کوٹھی میزائلوں سے اڑائی جا چکی ہوتی۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر کیا اب تم اپنی اصل شکل میں سامنے آؤ گے یا اس کنگ

گروپ کو ٹریس کیا جائے گا؟“..... جو یانے کہا۔

”میں صالحہ اور خاور کے ساتھ فی الحال علیحدہ رہوں گا۔ میں بلیک

تھنڈر کے کسی ایجنٹ کو ٹریس کرنے کی کوشش کروں گا۔

”تم چاروں تصویر کی لیڈری میں اس کنگ گروپ کو ٹریس کر کے

اس سے معلوم کرو کہ انہیں یہ ٹاسک کس نے دیا ہے؟“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر لوں گا۔“..... تصویر نے مسرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ اب میرے اور تمہارے درمیان رابطہ صرف زیر و فانیو

ٹرانسمیٹر پر ہی ہو گا۔ آؤ خاور اور صالحہ۔ میں اپنا اور تمہارا نیا میک اپ کر دوں۔ اس کے بعد ہم رہائش بھی علیحدہ رکھیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن کیا تم اپنی اصل شکل میں سامنے نہیں آؤ گے؟“..... جو یانے

نے کہا۔

”فی الحال نہیں۔ اگر ضرورت محسوس ہوگی تو دیکھوں گا۔“ عمران

نے کہا تو خاور اور صالحہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو کرسی پر بیٹھے ہوئے کارٹن نے چونک کر سر اٹھایا۔ دوسرے لمحے کمرے میں ڈینی داخل ہوئی اور کارٹن اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

”آؤ ڈینی۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ عمران تم سے ابھی تک نہیں ٹکرایا۔۔۔۔۔ کارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ شاید یہ لوگ ابھی تک شیٹ لینڈ پہنچے ہی نہیں۔ تم سناؤ تمہارا گروپ کیا کر رہا ہے۔“ ڈینی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ایک گروپ کے بارے میں اطلاع ملی ہے۔ وہ ایکریمین سیاح ہیں۔ دو عورتیں اور پانچ مرد۔ وہ لارسن کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے بلاک میں گئے ہیں۔“ کارٹن نے کہا۔

”ان کی چیکنگ نہیں کی گئی۔“ ڈینی نے کہا۔

”ایئرپورٹ پر مخصوص کمپروں سے ان کے میک اپ چیک کئے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

گئے ہیں۔ وہ میک اپ میں نہیں ہیں اور چونکہ یہ لوگ ایئرپورٹ سے نکل کر ٹیکسیوں میں بیٹھ کر براہ راست کوٹھی پہنچے ہیں جس پر میں چونک پڑا کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ کوٹھی پہلے بک کرائی گئی تھی اور عام طور پر سیاح ایسا نہیں کرتے۔ وہ خود کوٹھی اور محل وقوع دیکھ کر ہی رہائش گاہ لیتے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ مزید چیکنگ بھی کر لی جائے۔ چنانچہ میں نے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ یہ کوٹھی ہوٹل گرانڈ کے اسسٹنٹ مینجر رالف کی ہے۔ وہ پرائیویٹ طور پر بھی کام کرتا ہے۔ جانسن نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ایکریمیا کے مشہور برٹن گروپ کے چیف برٹن کے حوالے سے انہوں نے ناراک سے فون کر کے کوٹھی بک کرائی ہے اس لئے میں نے جانسن کو کہہ دیا ہے کہ وہ اب ان کی عام سی نگرانی کرتا رہے۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع دے۔“ کارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارا یہ پلان ناکام رہے گا۔“ ڈینی نے کہا تو کارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم۔“ کارٹن نے چونک کر پوچھا۔

”ہم اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں جبکہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں لیکن ہم انہیں ٹریس نہیں کر سکے۔“ ڈینی نے کہا۔

”تو پھر تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ اب شیٹ لینڈ میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر تو خفیہ کیمرے استعمال کئے جا رہے ہیں اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس موسم میں تو آدھی دنیا شیٹ لینڈ میں امدادی ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں سیکشن ہیڈ کو ارٹھر سے بات کر کے وی سی ایس سی مشین کو استعمال میں لانا ہو گا۔ صرف اسی طرح ہم انہیں ٹریس کر سکتے ہیں“..... ڈینی نے کہا تو کارٹن بے اختیار چونک پڑا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہم پاکیشیائی زبان کو ٹارگٹ بنائیں لیکن اگر انہوں نے پاکیشیائی زبان استعمال نہ کی تب“..... کارٹن نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اکیلے ہوتے ہی انسانی نفسیات کے مطابق یہ لازماً آپس میں بات چیت پاکیشیائی زبان میں ہی کریں گے“۔ ڈینی نے کہا۔

”تمہاری بات ٹھیک ہے۔ اس کے لئے سیکشن ہیڈ کو ارٹھر کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام تو میں اپنے حکم سے کر سکتا ہوں“۔ کارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماربل ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”راسٹن سے بات کراؤ۔ میں کارٹن بول رہا ہوں“..... کارٹن

نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ یس سر۔ ہولڈ کریں سر“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ راسٹن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کارٹن بول رہا ہوں راسٹن“..... کارٹن نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیں کیسے یاد کیا ہے“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”شیٹ لینڈ میں ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے ایک پاکیشیائی گروپ پہنچ رہا ہے یا پہنچ چکا ہے اور سی مور کی طرف سے ہم نے انہیں ٹریس کرنا ہے اور ان کا خاتمہ کرنا ہے اس لئے تم ایسا کرو کہ مواصلاتی سیارے میں نصب وائس چیکنگ سپیشل کمپیوٹر کو شیٹ لینڈ کی ریج میں فکس کر دو اور اس کا ٹارگٹ پاکیشیائی زبان کر دو۔ پھر جیسے ہی لوکیشن ٹریس ہو تم نے مجھے آفس میں اطلاع دینی ہے“۔ کارٹن نے کہا۔

”پاکیشیائی زبان کی فیڈنگ تو ہمارے پاس موجود نہیں ہے اس لئے یہ چیکنگ تو نہیں ہو سکتی جتاب“..... راسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن میرا تو خیال تھا کہ اس کمپیوٹر میں دنیا بھر میں بولی جانے والی زبانیں فیڈ ہوں گی“..... کارٹن نے چونک کر کہا۔

”نہیں جناب۔ چونکہ اس کا دائرہ کار محدود ہے اس لئے اس میں
ایکریمیا اور یورپ میں بولی جانے والی زبانیں ہی فیڈ کی گئی ہیں۔
البتہ اگر پاکیشیائی زبان کی فیڈنگ مل جائے تب تو یہ کام ہو سکتا
ہے“..... راسٹن نے کہا۔

”اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔ میں
پھر تمہیں فون کروں گا“..... کارٹن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے
ہاتھ ہٹایا اور ٹون آنے پر اس نے انکوآری کے نمبر پر ریس کر دیئے
”انکوآری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

”شیٹ لینڈ میں ایشیائی ملک پاکیشیا کا کوئی سفارت خانہ ہے تو
وہاں کا نمبر دے دیں“..... کارٹن نے کہا۔
”نہیں سر۔ ایسا کوئی سفارت خانہ یہاں نہیں ہے“..... دوسری
طرف سے کہا گیا تو کارٹن نے رسیور رکھ دیا۔
”اب کیا کریں“..... کارٹن نے کہا۔

”گریٹ لینڈ میں لازماً ہو گا سفارت خانہ۔ لیکن تم سفارت خانے
سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو“..... ڈینی نے کہا۔ لاؤڈر کی وجہ سے وہ
ساری بات چیت سن رہی تھی۔

”پاکیشیائی سفارت خانے میں لازماً پاکیشیا کے قومی ترانے کا
ریکارڈ موجود ہو گا۔ میں اسے فون پر ٹیپ کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ ٹیپ
میں یہاں سے چلاؤں تو راسٹن اسے ٹیپ کر کے فیڈ کرے۔ اس

طرح ہمارا کام ہو سکتا ہے“..... کارٹن نے کہا۔
”اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ تم نے بہت اچھا سوچا ہے۔ گریٹ
لینڈ کی انکوآری سے معلوم کرو“..... ڈینی نے مسرت بھرے لہجے میں
کہا تو کارٹن نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پر ریس کرنے شروع کر
دیئے۔ گریٹ لینڈ شیٹ لینڈ سے قریب ہی تھا اس لئے اسے وہاں کا
رابطہ نمبر معلوم تھا۔

”انکوآری پلیز“..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
لہجہ گریٹ لینڈ کا ہی تھا۔

”گریٹ لینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانہ ہے۔ وہاں کا نمبر
دیں“..... کارٹن نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا۔ کارٹن
نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر ریس کرنے
شروع کر دیئے۔

”پاکیشیا ایمبسی“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

”میرا نام مارٹن ہے اور میں شیٹ لینڈ سے بول رہا ہوں۔ شیٹ
لینڈ میں ہم نے انٹرنیشنل کلچرل آرگنائزیشن بنائی ہوئی ہے جس کے
تحت پوری دنیا کے مختلف ممالک کے کلچر کو یہاں پیش کیا جاتا ہے۔
ہم عنقریب یہاں شیٹ لینڈ میں سوسائٹی کے تحت ایشیا کے تمام
ممالک کے قومی ترانوں کو ان ممالک کی مخصوص زبان میں ڈرامے
کی صورت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہمیں پاکیشیا کے قومی

ترانے کا ریکارڈ چلے ہے۔..... کارٹن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کلچرل اتاشی مسٹر آصف سے بات کر لیں۔ وہی اس سلسلے میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ میں رابطہ کر ادیتی ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کلچرل اتاشی آصف بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کارٹن نے دوبارہ وہی بات دوہرا دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ جناب ضرور۔ آپ ہمیں سہ بتا دیں۔ ہم اپنے ملک کے قومی ترانے کا ریکارڈ آپ کو بھجوا دیں گے۔..... آصف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ پہلے مجھے اپنا قومی ترانہ سنوا نہیں سکتے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ ہم نے اس سلسلے میں کتنے افراد کو ایگج کرنا ہے۔“ کارٹن نے کہا۔

”کیوں نہیں سنوا سکتا جناب۔ لیکن کیا آپ اسے ٹیپ کریں گے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ یہ ٹھیک رہے گا مسٹر آصف۔ اس طرح ہمیں دیر بھی نہیں ہوگی۔ ہم آپ کو اور آپ کے سفیر صاحب کو بھی ریکارڈ بھیج دیں گے۔..... کارٹن نے کہا۔

”اوکے۔ آپ ہولڈ کریں میں ریکارڈ سنواتا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ کارٹن اور ڈینی کے

چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے

”ہیلو مسٹر کارٹن۔..... تھوڑی دیر بعد آصف کی آواز سنائی دی۔

”یس مسٹر آصف۔..... کارٹن نے کہا۔

”کیا آپ نے ٹیپ کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔..... آصف نے کہا۔

”جی ہاں۔ سنوائیں۔..... کارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے

فون پر ایک نامانوس سی زبان کے الفاظ ابھرنے شروع ہو گئے۔ کارٹن

اور ڈینی دونوں خاموش بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے انہیں اس کا ایک لفظ

بھی سمجھ میں نہ آ سکتا تھا۔

”ہیلو مسٹر کارٹن۔..... یہ آواز ختم ہوتے ہی آصف کی آواز سنائی

دی تو کارٹن نے بٹن آف کر دیا۔

”یس مسٹر آصف۔ بے حد شکریہ۔ ہم جلد ہی دوبارہ آپ سے رابطہ

کریں گے۔ تھینک یو۔..... کارٹن نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر

ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماربل ہاؤس۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی

دی۔

”کارٹن بول رہا ہوں۔ راستن سے بات کراؤ۔..... کارٹن نے

کہا۔

”یس سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ راستن بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد راستن کی آواز

سنائی دی۔

”کارٹن بول رہا ہوں راسٹن۔ میں نے پاکیشیائی زبان میں ان کا قومی ترانہ ٹیپ کر لیا ہے۔ کیا تم اسے ٹیپ کر کے اس کی فیڈنگ کر کے کمپیوٹر سے ایچ کر سکتے ہو“..... کارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ ویری گڈ جناب۔ بالکل ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے فون پر سنو ادیں میں اسے ٹیپ کر لوں گا“..... راسٹن نے کہا۔

”کیا ٹیپ ریکارڈر کا انتظام ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”یس سر۔ آپ سنوائیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارٹن نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک اور بٹن پریس کر دیا تو فون میں سے وہی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔ جب وہ ختم ہو گئی تو کارٹن نے بٹن آف کر دیا۔

”کیا تم نے ترانہ ٹیپ کر لیا ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اب کب تک اس کی فیڈنگ ہو جائے گی“..... کارٹن نے کہا۔

”ایک گھنٹے بعد آپ کو رپورٹ مل جائے گی اور ہر گھنٹے بعد آپ کو

رپورٹ ملتی رہے گی“..... راسٹن نے کہا۔

”اوکے۔ تھینک یو۔ لیکن مجھے تفصیلی رپورٹ چاہیے“۔ کارٹن نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارٹن نے رسیور رکھ

دیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”مجھے یقین ہے کہ اس کمپیوٹر کی مدد سے ہم انہیں ٹریس کرنے

میں کامیاب ہو جائیں گے“..... ڈینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بشرطیکہ انہوں نے پاکیشیائی زبان استعمال کی تب۔ ورنہ نہیں“..... کارٹن نے جواب دیا۔

”تم فکر نہ کرو۔ وہ لازماً کریں گے کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ جب اسے یہ یقین ہو کہ کوئی اس کی بات نہیں سن رہا تو وہ اپنی زبان میں ہی بات کرنے میں آسانی سمجھتا ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”ولیسے ایک بات ہے۔ مجھے اس کمپیوٹر کے بارے میں بتایا گیا تھا

لیکن مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ شیٹ لینڈ میں بولی جانے والی اربوں کھربوں آوازوں میں سے یہ کمپیوٹر نہ صرف خاص آواز علیحدہ بھی کر لے گا اور ایسی جگہ کو بھی ٹریس کر لے گا جہاں یہ زبان بولی گئی ہو۔ بظاہر تو یہ ناممکن نظر آتا ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”بلیک تھنڈر اسی لئے تو ابھی تک سامنے نہیں آئی کہ وہ ایسی

مشینری تیار کر لینا چاہتی ہے جو موجودہ سپر پاورز کے سائنس دانوں سے بھی سینکڑوں سال آگے کی ہوتا کہ جس وقت بلیک تھنڈر سامنے

آئے تو پھر پوری دنیا اتنی سائنسی ترقی کے باوجود اس کے مقابل کوئی

اہمیت نہ رکھتی ہو اور یہ ایجاد بھی بی ٹی کے سائنس دانوں کی ہے۔ تم

فکر مت کرو جو تمہارے نزدیک ناممکن ہے وہ اس سپیشل کمپیوٹر کے

لئے اتہائی معمولی بات ہے“..... ڈینی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک اور مسئلہ بھی سامنے آئے گا اور وہ یہ کہ اگر انہوں نے کسی

کلب میں یا بازار میں بات چیت کی تو جب تک ہمارے آدمی انہیں ہلاک کرنے کے لئے وہاں پہنچیں گے تو وہ وہاں سے غائب ہو چکے ہوں گے۔..... کارٹن نے کہا۔

”ہمیں ان کا ٹھکانہ معلوم کرنا ہو گا۔ اس کے بعد ان کے خلاف کارروائی کرنی ہو گی۔..... ڈینی نے کہا تو کارٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کارٹن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”کارٹن بول رہا ہوں۔..... کارٹن نے کہا۔

”راسٹن بول رہا ہوں سپیشل چیکنگ سنٹر سے۔ آپ کے مطلوبہ افراد کی تعداد سات ہے اور اس وقت وہ سب لارسن کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ اے ہلاک میں موجود ہیں۔..... دوسری طرف سے راسٹن نے کہا تو کارٹن اور ڈینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا یہ اطلاع حتمی ہے۔..... کارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ کمپیوٹر نے سات افراد کی اس کوٹھی میں پاکیشیائی زبان بولنے کی نشاندہی کی ہے اور مسلسل ہو رہی ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا

”چیکنگ جاری رکھنا اور اب ایک فریکوئنسی نوٹ کرو۔ اب تم نے مجھے اس فریکوئنسی پر رپورٹ دینی ہے۔..... کارٹن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص فریکوئنسی بتادی۔

”یس سر۔..... دوسری طرف سے راسٹن نے کہا۔

”اپنی فریکوئنسی بھی مجھے بتا دو۔..... کارٹن نے کہا اور دوسری طرف سے فریکوئنسی بتادی گئی۔

”اوکے۔ چیکنگ جاری رکھو۔..... کارٹن نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔ ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈیوک بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کارٹن بول رہا ہوں ڈیوک۔ فوری طور پر اپنے گروپ سمیت لارسن کالونی پہنچ جاؤ۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ ہم نے وہاں ایک کوٹھی پر فل ریڈ کرنا ہے۔..... کارٹن نے کہا۔

”یس باس۔ ہم کہاں آپ کا انتظار کریں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لارسن کالونی سے پہلے بیوٹی گارڈن کے قریب۔..... کارٹن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ ڈینی۔ اب ان کا شکار کھیلیں۔..... کارٹن نے کہا تو ڈینی بھی سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں پہلے شک ہوا تھا۔ لیکن تم تو بتا رہے تھے کہ ان کے میک اپ چیک نہیں ہو سکے۔..... کار میں بیٹھتے ہوئے ڈینی نے کہا۔

”ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے میک اپ میں کوئی ایسی تکنیک استعمال کی ہو کہ کیرے اسے چیک نہ کر سکے ہوں۔ لیکن زبان نے

ان کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔..... کارٹن نے جواب دیا۔ وہ خود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔

”اب تمہارا پروگرام کیا ہے۔..... ڈینی نے پوچھا۔

”پروگرام کیا ہونا ہے۔ میں اس کو ٹھی کو میزائلوں سے اڑا دوں گا۔..... کارٹن نے بڑے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ لوگ وہاں سے نکل گئے ہوں۔..... ڈینی نے جواب دیا۔

”ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ وہاں پہنچ کر میں پہلے راسٹن سے معلوم کر لوں گا۔..... کارٹن نے جواب دیا۔

”لیکن یہ کام کو ٹھی کے بالکل سامنے پہنچ کر نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں۔ انہیں فوراً علم ہو جائے گا اور پھر وہ غائب بھی ہو سکتے ہیں۔..... ڈینی نے کہا۔

”اب میں اتنا بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم مجھے سمجھ رہی ہو۔ ویسے بھی یہ لوگ اب بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ اب تو یہ پوری طرح ہماری گرفت میں ہیں۔..... کارٹن نے کہا تو ڈینی بے اختیار مسکرا دی۔

”میرا خیال ہے کہ اس کو ٹھی پر میزائل فائر کرنے کی بجائے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کراؤ تاکہ انہیں ہلاک کرنے میں بھی لطف آئے۔ میزائل کی فائرنگ سے تو ایک لمحے میں ان کے چہتھرے اڑ جائیں گے۔..... ڈینی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے۔ انہیں اگر معمولی سا موقع بھی مل گیا تو یہ سچو نیشن بدل سکتے ہیں۔..... کارٹن نے کہا۔

”آئندہ میرے سامنے ایسی بزدلی کی باتیں مت کرنا۔ میں نے اس عمران کے ساتھ کام کیا ہوا ہے۔ یہ اس قدر بھی مافوق الفطرت نہیں ہے جتنا تم لوگوں نے اسے بنا رکھا ہے۔..... ڈینی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایک تو تم ناراض بہت جلد ہو جاتی ہو۔ ٹھیک ہے جیسے تم کہو گی ویسے ہی کریں گے۔..... کارٹن نے کہا تو ڈینی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اور تم میں یہی خوبی ہے کہ تم منانے میں دیر نہیں کرتے۔“ ڈینی نے کہا تو کارٹن بھی اس بار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد کار بیوٹی گارڈن کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ وہاں اور بھی بے شمار کاریں موجود تھیں۔ کارٹن کی کار رکھتے ہی ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب آگیا۔ اس نے کارٹن کو سلام کیا۔

”ڈیوک۔ کیا تم بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیسپول ساتھ لائے ہو۔..... کارٹن نے پوچھا۔

”یس باس۔..... ڈیوک نے جواب دیا۔

”اوکے۔ میں چیک کر لوں۔ پھر تمہیں ہدایات دیتا ہوں۔“ کارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا ڈیش بورڈ کھولا اور اس سے اس سے ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نے اس پر راسٹن کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔
 ”ہیلو ہیلو۔ کارٹن کالنگ۔ اور“..... کارٹن نے بار بار کال
 دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ راسٹن اینڈنگ یو۔ اور“..... دوسری طرف سے راسٹن
 کی آواز سنائی دی۔

”کیا پوزیشن ہے۔ اور“..... کارٹن نے کہا۔
 ”وہی سات افراد کی آوازیں اس کو ٹھی سے سنائی دے رہی ہیں۔
 اور“..... راسٹن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آل“..... کارٹن نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر
 دیا۔

”ڈیوک۔ تم یہاں سے پیدل جاؤ اور لارسن کالونی کی کو ٹھی نمبر
 آٹھ اے بلاک کو گھیر کر اندر ایکس ایکس فائر کر دو۔ اس کے بعد اندر
 جا کر چیکنگ کرو اور پھر مجھے اندر سے ہی ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دو۔ لیکن
 انتہائی احتیاط کرنا اور اندر موجود افراد کو معمولی سا شک بھی نہیں پڑنا
 چاہئے“..... کارٹن نے کہا۔

”یس باس“..... ڈیوک نے جواب دیا اور تیزی سے واپس مڑ
 گیا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کو ٹھی کے سننگ روم میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود
 تھا۔ اس وقت رات پڑنے والی تھی اور وہ سب دو گروپوں کی صورت
 میں پورا شہر گھوم چکے تھے لیکن انہیں نہ ہی کسی سے ڈیٹھ گروپ کے
 بارے میں کوئی اطلاع ملی تھی اور نہ ہی انہیں بلیک تھنڈر کے کسی
 ایجنٹ کے بارے میں معلوم ہوا تھا اور وہ سب کیفوں اور کلبوں میں
 گھوم کر واپس آگئے تھے۔

”ہمیں کوئی جامع پلان بنانا ہوگا۔ اس طرح اندھیرے میں ٹانک
 ٹوئیاں مارنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”اب ایک صورت رہ گئی ہے کہ اخبار میں اشتہار دیا جائے۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اس رالف سے تو ڈیٹھ گروپ کے بارے میں
 معلوم ہو سکتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ ضرور ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ گروپ ہائر کیا گیا ہو گا۔ بلیک تھنڈر جیسی تنظیم ایسے گھٹیا سے گروپ بنا کر کام نہیں کر سکتی اس لئے ان کے پیچھے بھاگنا فضول ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو تم نے اسی لئے اسے ہمارے کھاتے میں ڈال دیا تھا“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو اس محاورے پر عمل کیا ہے کہ جس کے مطابق کبوتر کبوتر کے ساتھ اڑتا ہے اور باز باز کے ساتھ“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ بگڑ گیا۔

”یہ تم ہمیں کبوتر کہہ رہے ہو یا اپنے آپ کو“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کبوتر محبت کا پیامبر ہوتا ہے اور باز شکاری پرندہ ہے۔ اب فیصلہ تم کرو کہ جو لیا کے سامنے تم اپنے آپ کو کیا کہلوانا پسند کرو گے“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ وہ عمران کی شرارت کو بخوبی سمجھ گئے تھے کہ اب جو لیا کے سامنے تنویر بھلا اپنے آپ کو شکاری کیسے کہہ سکتا ہے کیونکہ شکاری خواتین کی حد تک منفی معنوں میں لیا جاتا تھا اور ظاہر ہے کبوتر بننے کو وہ تیار نہیں ہو گا۔

”میں نہ کبوتر ہوں نہ باز۔ میں تنویر ہوں اور بس“..... تنویر نے کہا تو سب اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں واقعی کوئی ٹھوس پلاننگ کر لینی چاہئے کیونکہ بلیک تھنڈر انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتی ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم کسی بھی وقت ان کے ہاتھ لگ جائیں“..... صفدر نے کہا۔

”میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم ان کے ہاتھ لگ جائیں لیکن ان کے ہاتھ ہی اتنے چھوٹے ہیں کہ ہم تک پہنچ ہی نہیں رہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سیدھی طرح ہم میک اپ کے بغیر باہر نکلتے ہیں۔ پھر تو وہ لوگ ہمیں پہچان لیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”اور اندھیرے میں آنے والی گولیاں کون روکے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”پھر آپ سوچ سکتے ہیں یا کیپٹن شکیل“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شکیل تو اس وقت سوچے گا جب میں سوچ لوں گا اور کیپٹن شکیل کے خوف کی وجہ سے میں نے سوچنا ہی بند کر دیا ہے“۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا تھا۔

”عمران صاحب مجھے معلوم ہے کہ آپ سیکشن ہیڈ کو ارٹری بجائے اس لیبارٹری کے بارے میں سوچ رہے ہیں اور آپ نے یقیناً اس سلسلے میں کام بھی کیا ہو گا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”اوہ۔ کیا صالحہ یا خاور نے تمہیں بتایا ہے“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”ہم نے کیا بتانا ہے۔ ہمیں تو خود کچھ معلوم نہیں۔ بس تمہارے ساتھ گھومتے پھرتے رہے ہیں۔ بلیک کافی پیتے رہے اور کھانا کھاتے رہے ہیں“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس سے زیادہ انکوائری اب ہمارے بس میں ہی نہیں رہی۔ اب واقعی اشتہار دینا پڑے گا کہ جو ہمیں لیبارٹری کے بارے میں بتائے گا اسے نقد انعام دیا جائے گا اور اس کا نام صیغہ راز میں رکھا جائے گا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب ایک بار ہنس پڑے۔ پھر کافی دیر تک اسی طرح بیٹھے وہ باتیں کرتے رہے کہ اچانک عمران کے کانوں میں دور سے ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں پڑیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پٹانے پھٹ رہے ہوں۔

”اوہ۔ اوہ۔ بے ہوش کر دینے والی گیس کا حملہ ہو رہا ہے۔“ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا۔ اس کے ساتھی بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے لیکن دوسرے لمحے عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے اندر کوئی تیز رفتار لٹو گھومنا شروع ہو گیا ہو۔ اس نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح اندھیرے میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے تاریک ذہن میں روشنی کی کرن

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

نمودار ہوئی اور پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر فلمی سین کی طرح ایک لمحے میں گھوم گئے۔ جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت رہائش گاہ کے سٹنگ روم میں بیٹھا باتوں میں مصروف تھا کہ باہر سے پٹانے چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر اس کا ذہن تاریک پڑتا چلا گیا تھا پوری طرح شعور جاگتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے کہ اس کے جسم نے اس کے ارادے کا ساتھ دینے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ البتہ اس کا سر گردن تک آسانی سے گھوم رہا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ لکڑی کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور نائیلون کی باریک رسی سے اس کا جسم کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو ساتھ ہی دوسری کرسیوں پر اس کے سارے ساتھی اسی حالت میں موجود تھے لیکن ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ سب اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لئے۔ اتنی بات تو وہ بہر حال سمجھ گیا تھا کہ اسے اپنی ذہنی مسٹھوں کی وجہ سے از خود ہوش آگیا ہے لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ وہ کن لوگوں کی قید میں پہنچ گئے ہیں۔ اس کے ذہن میں ڈتھ گروپ کا خیال آیا لیکن اسے اس نے اس لئے مسترد کر دیا تھا کہ اس نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر جو میک اپ کئے تھے وہ کسی جدید سے جدید میک اپ واشر سے بھی

واش نہ ہو سکتے تھے اور اس کے لئے سادہ پانی استعمال کیا جاسکتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ عام سے غنڈے یا مجرم کم از کم سادہ پانی استعمال کرنے کا کبھی سوچ ہی نہ سکتے تھے اس لئے لامحالہ وہ کسی تربیت یافتہ سیکرٹ سیکرٹ کی قید میں پہنچ گئے تھے اور لازمی بات ہے کہ ایسے سیکرٹ سیکرٹ بلیک تھنڈر کے ہی ہو سکتے ہیں اور اس خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اگر واقعی اس کا خیال درست تھا تو پھر اس کی محنت ٹھکانے لگ گئی تھی اور وہ جو چاہتا تھا وہی سامنے آگیا تھا اور ابھی عمران اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر مشین گن لٹکی ہوئی تھی جبکہ اس نے ہاتھ میں ایک لمبی گردن والی نیلے رنگ کی بوتل پکڑی ہوئی تھی۔

”اوہ۔ تمہیں کیسے ہوش آگیا“..... اس نوجوان نے حیران ہو کر کہا۔

”تاکہ تم سے معلوم کر سکوں کہ ہمارے ساتھ کس نے یہ شاہانہ سلوک کیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم اس وقت چیف کارٹن کی تحویل میں ہو“..... اس نوجوان نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے عمران کے ساتھ کرسی پر بیٹھے ہوئے صفدر کی ناک سے بوتل لگا دی اور چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی

اور آگے بڑھ گیا۔

”یہ کارٹن کیا کسی چوہے کا نام ہے“..... عمران نے کہا تو وہ نوجوان ایک جھٹکے سے مڑا۔ اس کے چہرے پر یکفخت شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”شٹ اپ اب اگر چیف کے بارے میں کوئی توہین آمیز لفظ کہا تو گولی مار دوں گا“..... نوجوان نے انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”تمہیں اس میں اتنا ناراض ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ بزدل لوگ ہی ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ ہمارے جسموں کو بے حس کر دینے والے انجکشن بھی لگانے سے خوف دور نہیں ہوا تو رسیاں بھی باندھ دیں کہ ایسا نہ ہو کہیں ہم بھاگ جائیں“۔ عمران نے کہا۔

”چیف نے کیوں ایسا کیا ہے یہ اسے معلوم ہو گا لیکن اب تم نے اگر چیف کی شان میں کوئی گستاخی کی تو میں واقعی تمہیں گولی مار دوں گا“..... نوجوان نے کہا اور بوتل اٹھائے آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب کمرے سے باہر چلا گیا تو اس وقت اس کے سارے ساتھیوں کو ہوش آچکا تھا اور پھر سب کے سوالوں کے جواب میں عمران نے وہی کچھ بتا دیا جو اس نوجوان نے عمران کو بتایا تھا۔

”اوہ۔ واقعی یہ آدمی انتہائی بزدل ہے کہ اس نے ہمیں بے حس بھی کر رکھا ہے اور رسیاں بھی باندھ رکھی ہیں“..... جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بزدلی نہیں ہے بلکہ تمہاری دہشت ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

سروس کو جادوگروں کی جماعت سمجھتے ہیں۔ طلسم ہو شرابا کے جادوگروں کی جماعت کہ بس ادھر منتر پڑھا اور ادھر سچو نیشن تبدیل۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ یہ لوگ بلیک تھنڈر کے لیجنٹ ہوں گے لیکن انہوں نے ہمیں چیک کیسے کر لیا۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ یہاں کوئی آئے گا تو اس سے پوچھ لیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا کرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان مرد اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے پیچھے وہی آدمی تھا جس نے انہیں ہوش دلایا تھا۔ مشین گن اب اس کے کاندھے پر لٹکنے کی بجائے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی۔ عمران انہیں دیکھتے ہی چونک پڑا۔ وہ ان دونوں کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ ایکریمیا کی بلیک بجنسی کے لیجنٹ تھے۔ مرد کا نام مارٹن تھا اور عورت کا نام ڈینی تھا اور اب عمران کو سمجھ آگئی تھی کہ اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے والے نے جس مارٹن کو چیف کہا تھا وہ یہی مارٹن تھا۔ مارٹن اور ڈینی دونوں ان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تمہارے چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں عمران کہ تم ہم دونوں کو پہچان چکے ہو۔ اس کے باوجود میں تعارف کرادوں۔ میرا نام مارٹن اور یہ ڈینی ہے۔۔۔۔۔ اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن تم دونوں تو بلیک بجنسی سے متعلق ہو اور بلیک بجنسی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کا ہمارے ساتھ کیا تعلق۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بلیک بجنسی کا واقعی تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی اب ہم سے کوئی تعلق ہے ہمارا تعلق اب بلیک تھنڈر سے ہے اور یہ تمہاری بد قسمتی ہے کہ تم بلیک تھنڈر سے ٹکرانے یہاں پہنچ گئے۔۔۔۔۔ کارٹن نے کہا۔

”تم دونوں کو یہاں دیکھ کر مجھے واقعی اپنی بد قسمتی کا احساس ہونے لگ گیا ہے اور شاید اس بد قسمتی کے احساس کی وجہ سے تم نے ہمیں بے حس بھی کیا ہے اور ساتھ ہی رسیوں سے باندھا بھی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں تو کوٹھی میزائلوں سے اڑانے کے حق میں تھا لیکن ڈینی چاہتی تھی کہ تمہیں بے ہوش کیا جائے اور پھر ہوش میں لا کر تم سے باتیں کی جائیں اس لئے مجبوراً مجھے ایسا کرنا پڑا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم موقع ملتے ہی کچھ نہ کچھ کر سکتے ہو اس لئے میں نے تمہیں بے حس کر اکر رسیاں بھی بندھوا دیں۔۔۔۔۔ کارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے ڈینی پر رشک آ رہا ہے کہ اسے اس قدر تابعدار اور فرمانبردار شوہر ملا ہے لیکن ساتھ ہی افسوس بھی ہو رہا ہے کہ ڈینی بولنے سے محذور ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو کارٹن اور ڈینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو عمران۔ میں نے تمہارے ساتھ ایک مشن میں کام کیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ مجھے تم سے باتیں

کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے بلکہ میں تم سے انتقام لینا چاہتی ہوں کیونکہ اس مشن کے دوران تم نے مجھے جذباتی کر کے فائدہ اٹھایا اور پھر مشن ختم ہونے پر تم اس طرح منہ پھیر کر چلے گئے جیسے تم مجھ سے واقف ہی نہ تھے..... ڈینی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے دراصل ایک بہت ماہر نجومی سے زائچہ بنوایا تھا اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم نے کارٹن سے شادی کرنی ہے اور میں چونکہ کارٹن نہیں ہوں بلکہ عمران تھا اس لئے مجبوراً مجھے راستے سے ہٹنا پڑا..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈینی اب کیا مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہے۔“ کارٹن نے کہا۔

”رینالڈ.....“ ڈینی نے مڑ کر عقب میں موجود نوجوان سے کہا جو مشین گن ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا

”یس میڈم.....“ اس نوجوان نے چونک کر کہا۔
”مشین گن مجھے دو.....“ ڈینی نے کہا تو رینالڈ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ڈینی کے ہاتھ میں دے دی۔

”اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ.....“ ڈینی نے اہتائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ۔ آخر تمہیں اتنی جلدی کیا ہے۔ ہم تو ویسے بھی بے حس و حرکت ہیں۔ مرنے سے پہلے ہمیں ذہنی طور پر تو مطمئن ہونے دو.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ ذہنی طور پر مطمئن ہونے کا کیا مطلب.....“ ڈینی نے چونک کر کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ بتا دو کہ تم نے ہمارا سراغ کیسے لگایا ہے ورنہ یہ خلش مرنے کے بعد بھی ہمیں چین نہ لینے دے گی۔“ عمران نے کہا تو کارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم تو پہلے بھی بلیک تھنڈر کے آڑے آتے رہے ہو۔ اس لئے تمہیں تو معلوم ہے کہ بلیک تھنڈر اہتائی جدید ترین مشینری استعمال کرتی ہے اور جس مشین کے ذریعے تمہیں ٹریس کیا گیا ہے اس کا تو شاید تم تصور بھی نہ کر سکو.....“ کارٹن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وائس چیکنگ کمپیوٹر کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”لیکن اس کمپیوٹر میں تو ہماری آوازیں فیڈ ہی نہیں ہوں گی پھر وہ ہمیں کیسے چیک کر سکتا ہے.....“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے دور کے وائس چیکنگ کمپیوٹر کی بات کر رہے ہو جبکہ یہ کمپیوٹر ایک صدی آگے کی ایجاد ہے اس لئے اس میں تمہاری آوازوں کی فیڈنگ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہم نے اسے پاکیشیائی زبان کا ٹارگٹ دیا تھا اور اس نے اربوں کھربوں آوازوں میں سے ٹارگٹ تلاش کر لیا۔ تم سب لارسن کالونی کی کوٹھی میں بیٹھے پاکیشیائی زبان میں باتیں کر رہے تھے اس لئے کمپیوٹر نے تمہیں چیک کر لیا اور تمہاری لوکیشن بھی چیک کر لی۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

کہاں موجود ہو..... کارٹن نے کہا۔

”لیکن اس کمپیوٹر کو پاکیشیائی زبان کا علم کیسے ہو گیا۔ یہاں شیٹ لینڈ میں ظاہر ہے پاکیشیائی زبان کے بارے میں تو شاید کوئی جانتا ہی نہ ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”یہ میرا کام ہے“..... کارٹن نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی کہ اس نے کس طرح گریٹ لینڈ میں پاکیشیائی سفارت خانے سے پاکیشیائی قومی ترانہ فون پر ٹیپ کیا اور پھر یہ ٹیپ اس کمپیوٹر تک پہنچا دیا گیا۔

”اوہ۔ گڈ شو۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو اور یہ واقعی مستقبل کی ایجاد ہے لیکن تمہارا رابطہ اس سنٹر سے کیسے ہو گیا۔ یہ سنٹر تو لازماً سیکشن ہیڈ کو آرٹر کے تحت ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”سیکشن ہیڈ کو آرٹر کا رابطہ تو سب سے ہوتا ہے لیکن ہمارا اس سے براہ راست رابطہ بھی ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”اوکے۔ اب یہ مسئلہ تو حل ہو گیا۔ اب یہ بتا دو کہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر کہاں ہے“..... عمران نے کہا تو کارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”اس کا علم شاید سیکشن ہیڈ کو آرٹر میں کام کرنے والوں کو بھی نہیں ہوگا۔ مجھے کیسے ہو سکتا ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”کیا تمہارا رابطہ سیکشن ہیڈ کو آرٹر سے نہیں ہوتا۔ اب ہمیں ہلاک کر کے تم آخر اسے رپورٹ تو دو گے“..... عمران نے کہا۔

”رابطہ ہماری طرف سے خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہوتا ہے اور

سیکشن ہیڈ کو آرٹر چاہے تو فون پر رابطہ کر سکتا ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”تو چلو اس کی فریکوئنسی ہی بتا دو“..... عمران نے کہا۔

”بند کرو یہ سب کچھ۔ بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ ڈینی اب ختم کرو یہ جھنجھٹ“..... کارٹن نے کہا۔

”مسٹر رینالڈ۔ اب بتاؤ میں نے سچ کہا تھا ناں“..... عمران نے ان دونوں کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہا تھا عمران نے تم سے“..... ان دونوں نے مڑ کر رینالڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو رینالڈ نے انہیں بتا دیا کہ عمران نے اسے چوہا کہا تھا جس پر اس نے اسے ڈانٹ دیا تھا۔

”یہ میں نے اس لئے کہا تھا کہ تم نے بزدلوں کی طرح ہمیں بے بس بھی کر رکھا ہے اور رسیاں بھی باندھ رکھی ہیں اور اب یہ بات میں نے اس لئے کی ہے تم فریکوئنسی بتانے میں بھی خوفزدہ ہو۔ اب تم خود بتاؤ کہ فریکوئنسی بتانے سے کیا میں نے اس فریکوئنسی کا اچار ڈالنا ہے۔ اس کے باوجود تم خوفزدہ ہو“..... عمران نے کہا۔

”تم اس فریکوئنسی کو معلوم کر کے کیا کرو گے“..... کارٹن نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ میں عالم بالا سے سیکشن ہیڈ کو آرٹر کو کال کروں اور ان کا شکریہ ادا کروں کہ ان کی وجہ سے میں دنیا کے بکھیردوں سے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

نجات حاصل کر سکا ہوں..... عمران نے کہا تو کارٹن کے ساتھ ساتھ ڈینی بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

”بتا دو کارٹن اسے فریکو لنسی۔ مرنا تو اس نے ہے ہی“..... ڈینی نے کہا تو کارٹن نے فریکو لنسی بتادی۔

”واہ۔ اب واقعی کنفرم ہو گیا ہے کہ تم جیسا تا بعد ار اور فرمانبردار شوہر کسی اور کو نہیں مل سکتا۔ یہ اعزاز صرف ڈینی کو ہی اس دنیا میں ملا ہے۔ بہر حال اب سوال جواب ختم اب ہم مرنے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ ہماری آخری خواہش پوری کر دو تاکہ ہم اطمینان سے مر سکیں“..... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ ہمیں سچ تو چلے کہ تمہاری آخری خواہش کیا ہے“۔ کارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہمیں پانی پلا دو اور صرف نصف گھنٹہ دے دو تاکہ میں اور میرے ساتھی مرنے کی شاندار اداکاری کی ریہرسل کر سکیں کیونکہ اب اس کے سوا بظاہر اور کوئی صورت نظر نہیں آرہی اور ہاں اس دوران ہم عبادت بھی کر لیں گے“..... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو کارٹن بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم بلیک بجنسی کے بجنٹوں کے سامنے بیٹھے ہو عمران۔ عام مجرموں کے سامنے نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پانی کیوں مانگ رہے ہو کیونکہ پانی پینے سے بے حس کرنے والی دوا کے اثرات ختم ہو جائیں گے اور آدھا گھنٹہ تم اس لئے مانگ رہے کہ اس دوران تم

رسیاں کھول سکو۔ تمہاری عیاری اور اداکاری کا وقت گزر چکا ہے۔ اب واقعی تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی موت کا وقت آگیا ہے۔ ڈینی فائر کھول دو“..... کارٹن نے کہا تو ڈینی نے یکھٹ مشین گن سیدھی کی اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی کارٹن کے فاتحانہ قہقہے سنائی دیئے۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہے..... کارٹن نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”کیسے۔ تفصیل بتاؤ“..... دوسری طرف سے ٹھہرے ہوئے لہجے
 میں کہا گیا تو کارٹن نے وائس کمپیوٹر چیکنگ سے لے کر انہیں بے
 ہوش کر کے ہیڈ کوارٹر کے مخصوص کمرے میں لے آنے اور پھر وہاں
 ڈینی کی ان پرفارمنگ کھولنے کی پوری تفصیل بتادی۔
 ”کیا تم نے کنفرم کر لیا ہے کہ وہ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں“۔ چیف
 نے کہا۔

”یس چیف۔ ڈینی نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلی نہیں ہٹائی
 جب تک کہ وہ سب ساکت نہیں ہو گئے۔ سینکڑوں کی تعداد میں
 گولیاں ان کے بندھے ہوئے جسموں میں اتر گئی تھیں“..... کارٹن
 نے کہا۔
 ”کیا تم نے یہ چیک کر لیا تھا کہ وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی
 تھے“..... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ میں نے پہلے ہی سادہ پانی سے ان کے میک اپ
 صاف کئے تھے اور اس طرح وہ سب اصل چہروں میں آگئے تھے اور پھر
 چیف ہم تسلی کرنے کے لئے کافی دیر تک عمران سے باتیں کرتے
 رہے تھے۔ وہ واقعی اصل تھے“..... کارٹن نے کہا۔

”ان کی لاشیں کہاں ہیں“..... چیف نے کہا۔
 ”میں نے اینڈریو کو حکم دیا ہے کہ ان کی لاشوں کو برقی بھٹی میں
 ڈال دے۔ وہ اس وقت اس کام میں مصروف ہو گا“..... کارٹن نے

کارٹن اور ڈینی دونوں اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھے۔
 ان دونوں کے چہرے فتح اور جوش سے چمک رہے تھے۔ کارٹن نے
 الماری کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا کارڈلیس فون اٹھایا اور
 اسے لا کر میز پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پرلیس
 کرنے شروع کر دیئے۔

”سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
 مشینی آواز سنائی دی۔

”کارٹن بول رہا ہوں۔ چیف سے رابطہ کراؤ۔ سپیشل میج“۔
 کارٹن نے کہا۔

”ہیلو کارٹن۔ میں چیف بول رہا ہوں“..... چند لمحوں کی خاموشی
 کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”وکٹری چیف۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو چکا

کہا۔

”او کے تم ابھی وہیں رہو گے۔ میں مین ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دے کر پھر تم سے بات کرتا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارٹن نے رسیور رکھ دیا۔

”سیکشن ہیڈ کوارٹر کو شاید یقین نہیں آ رہا کہ یہ لوگ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں“..... ڈینی نے کہا۔

”تم سیکشن ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہے ہو۔ مجھے تو خود ابھی تک یقین نہیں آ رہا حالانکہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہوا ہے۔“

کارٹن نے کہا۔

”تم لوگوں نے خواہ مخواہ انہیں مافوق الفطرت بنا رکھا تھا۔ تم نے دیکھا کہ وہ کتنی آسانی سے ہلاک کر دیئے گئے ہیں“..... ڈینی نے کہا۔

”ایسا صرف اس لئے ہوا ہے ڈینی کہ ہم نے انہیں بے حس کر رکھا تھا اور ساتھ ہی رسیور سے بندھوا دیا تھا ورنہ شاید اتنی آسانی سے معاملہ فاسل نہ ہوتا“..... کارٹن نے جواب دیا۔

”اسی لئے تو وہ عمران تمہیں بزدل کہہ رہا تھا۔ بہر حال اب یہ لوگ ختم ہو گئے ہیں۔ اب کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چھٹیاں منانے ناراک جانا چاہئے“..... ڈینی نے کہا۔

”ضرور جائیں گے۔ پہلے مین ہیڈ کوارٹر تو تسلی کر لے۔“ کارٹن نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کارٹن نے ہاتھ

بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ کارٹن بول رہا ہوں“..... کارٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”چیف بول رہا ہوں۔ مین ہیڈ کوارٹر تم سے براہ راست بات کرے گا۔ کال کا انتظار کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارٹن نے رسیور رکھ دیا۔

”مین ہیڈ کوارٹر کیا پوچھے گا ہم سے“..... ڈینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میری خود سمجھ میں نہیں آ رہا“..... کارٹن نے اٹھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”حیرت ہے کہ یہ لوگ مر بھی گئے ہیں لیکن کسی کو ان کی موت کا یقین ہی نہیں آ رہا“..... ڈینی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کارٹن نے رسیور اٹھا لیا۔

”کارٹن بول رہا ہوں“..... کارٹن نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کرائسکی بول رہا ہوں سپیشل ایجنٹ آف مین ہیڈ کوارٹر۔“

ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی تو کارٹن اور ڈینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید ان کے ذہنوں میں تصور بھی نہ تھا کہ اس طرح کوئی ایجنٹ ان سے بات کرے گا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”یس۔ کارٹن بول رہا ہوں“..... کارٹن نے کہا۔

”کارٹن۔ تم نے سی مور سیکشن ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ دی ہے کہ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کا خاتمہ کر دیا ہے“..... کرائسکی نے کہا۔

”یس مسٹر کرائسکی“..... کارٹن نے جواب دیا۔

”میں ان کی لاشیں خود چیک کرنا چاہتا ہوں“..... کرائسکی نے کہا۔

”سوری جناب۔ وہ تو اب تک برقی بھٹی میں راکھ بن چکی ہوں گی“..... کارٹن نے کہا۔

”اوہ۔ پھر کیسے کنفرمیشن ہو گی۔ بہر حال تم تفصیل بتاؤ کہ یہ لوگ کتنی تعداد میں تھے اور کیسے تمہارے ہاتھ لگے۔ تمہارے اور ان کے درمیان کیا باتیں ہوئیں اور یہ کس طرح ہلاک ہوئے۔ پوری تفصیل سے سب کچھ بتا دو“..... کرائسکی نے کہا تو کارٹن نے ایک بار پھر شروع سے لے کر آخر تک پوری تفصیل دوہرا دی۔ البتہ اس نے عمران کی آخری خواہش والی بات اس لئے گول کر دی تھی کہ وہ صرف مذاق تھا۔

”تمہارے اور عمران کے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں وہ پلیز لفظ بہ لفظ دوہرا دو۔ لفظ بلفظ“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارٹن نے گفتگو دوہرا کرنا شروع کر دی۔

”ٹرانسمیٹر فریکوئنسی تم نے اسے کیوں بتائی تھی“..... کرائسکی

نے چونک کر پوچھا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے کرائسکی۔ مردہ آدمی اس فریکوئنسی سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اگر وہ زندہ بھی رہ جاتا تب بھی اس سے وہ کیا فائدہ اٹھا سکتا تھا“..... کارٹن نے اس بار برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر عمران زندہ بچ گیا تو وہ اس فریکوئنسی سے سیکشن ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع تلاش کر لے گا۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ اس نے یقیناً پہلے بھی اپنے انداز میں تجزیہ کر کے یہ معلوم کیا ہو گا کہ یہ سیکشن ہیڈ کوارٹر شیٹ لینڈ میں ہے ورنہ وہ کبھی شیٹ لینڈ نہ آتا“۔ کرائسکی نے کہا۔

”کر لیتا ہو گا لیکن اب تو وہ ہلاک ہو چکا ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”مسٹر کارٹن۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ کی باتیں سن کر بھی یقین نہیں آ رہا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اتنی آسانی سے ہلاک ہو سکتے ہیں۔ جتنی آسانی سے تم بتا رہے ہو۔ اس لئے تمہاری آواز باقاعدہ سیکشن ہیڈ کوارٹر میں بھی چمک کی گئی ہے اور مین ہیڈ کوارٹر میں بھی لیکن یہ کنفرم ہے کہ تم نقلی نہیں بلکہ اصل کارٹن ہو۔ البتہ ان لاشوں کی چیکنگ ہو جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔ بہر حال اب کیا کیا جا سکتا ہے اوکے۔ اب مستقبل بتائے گا کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارٹن نے ایک بار پھر رسیور رکھ دیا۔

کہا۔

”یس چیف“..... کارٹن نے کہا۔

”سیکشن ہیڈ کو ارٹر کی فائل تم تک پہنچ جائے گی تاکہ تم اعلیٰ سطحی میٹنگ میں شامل ہو سکو۔ گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارٹن نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے پکے ہوئے مٹاثر سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ ڈینی کی بھی یہی حالت تھی۔ اس کے چہرے کے اعضاء مسرت کی شدت سے اس طرح پھڑک رہے تھے جیسے ان میں لاکھوں ووٹنج کا کرنٹ گزر رہا ہو۔ دونوں کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

”وکٹری ہائی وکٹری“..... ان دونوں نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے وہیں آفس میں ہی رقص کرنے لگے۔ وہ بار بار وکٹری۔ ہائی وکٹری کے نعرے لگا رہے تھے۔ کافی دیر تک اسی طرح بے اختیار انداز میں رقص کرنے کے بعد جب ان دونوں کا رقص کرنے کا جوش قدرے کم پڑا تو وہ علیحدہ ہو گئے۔ ڈینی تو کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ کارٹن تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک شراب کی بوتل اور دو جام اٹھا کر الماری بند کی اور بوتل اور جام لا کر درمیانی میز پر رکھ دیئے۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سن کر وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”یس کم ان“..... کارٹن نے مڑ کر کہا تو دروازہ کھلا اور کارٹن کی

”عجیب عذاب میں پھنس گئے ہیں۔ مجھے معمولی سا خیال بھی ہوتا کہ یہ لوگ اس طرح یقین نہیں کریں گے تو میں ان کی لاشیں محفوظ کر دیتا“..... کارٹن نے کہا۔

”رینالڈ سے معلوم تو کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے ابھی تمام لاشیں برقی بھٹی میں نہ ڈالی ہوں“..... ڈینی نے کہا۔

”نہیں۔ کرائسکی کو میں کہہ چکا ہوں۔ اب میں اپنی بات کو غلط کیسے کہہ سکتا ہوں ورنہ سارا معاملہ واقعی مشکوک ہو جائے گا۔“

کارٹن نے کہا اور اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کارٹن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”کارٹن بول رہا ہوں“..... کارٹن نے کہا۔

”چیف بول رہا ہوں کارٹن۔ مبارک ہو۔ مین ہیڈ کو ارٹر نے تمہاری وضاحت تسلیم کر لی ہے اور اب تم اس مشن کے فاتح قرار دیئے جا چکے ہو اور مین ہیڈ کو ارٹر نے حکم دیا ہے کہ تمہیں اور ڈینی دونوں کو ایس ایس ایبجٹ بنا دیا جائے۔ چنانچہ آج سے تم سی مور سیکشن ہیڈ کو ارٹر کے ایس ایس ایبجٹ ہو اور تم جلتے ہو کہ ایس ایس ایبجٹ کون ہوتے ہیں“..... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ ایس ایس ایبجٹ سپیشل سپر ایبجٹ کو کہا جاتا ہے اور یہ واقعی ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے“..... کارٹن نے کہا۔

”یہ اعزاز ہی نہیں ہے بلکہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ اب تم سیکشن ہیڈ کو ارٹر کی سیکورٹی میں شامل ہو گئے ہو“..... چیف نے

پر سنل سیکرٹری اندر داخل ہوئی۔

”باس۔ ایس ہیڈ کوارٹر سے آکسراینڈ مشین کے ذریعے یہ فائل موصول ہوئی ہے“..... پر سنل سیکرٹری نے اتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کارٹن کی طرف بڑھادی۔

”اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ تم جاؤ“..... کارٹن نے فائل لیتے ہوئے کہا تو پر سنل سیکرٹری سر ہلاتی ہوئی واپس مڑی۔

”سنو۔ ریٹالڈ واپس آفس پہنچا ہے یا نہیں“..... ڈینی نے کہا۔

”نو میڈم۔ ابھی تو وہ زیرو سیکشن میں ہی ہے“..... پر سنل سیکرٹری نے مڑ کر مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ جب وہ آئے تو اسے آفس بھیج دینا“..... ڈینی نے کہا۔

”یس میڈم“..... پر سنل سیکرٹری نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی واپس چلی گئی۔

”تم شراب ڈالو ڈینی میں یہ فائل دیکھ لوں“..... کارٹن نے کہا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اٹھ کر اس نے شراب کی بوتل کھولی اور پھر دونوں جاموں میں شراب ڈالنے لگی۔ پھر اس نے ایک جام اٹھا کر کارٹن کے سامنے رکھا اور دوسرا لے کر وہ کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔

”یہ سیکشن ہیڈ کوارٹر کے بارے میں فائل ہے یا کوئی اور ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”وہی ہے“..... کارٹن نے جواب دیا تو ڈینی نے اثبات میں سر ہلایا۔

”پڑھ کر مجھے بھی دینا۔ مجھے بھی بے حد تجسس ہو رہا ہے کہ ہمارا سیکشن ہیڈ کوارٹر کہاں ہے“..... ڈینی نے کہا۔

”تم پڑھو گی تو حیران رہ جاؤ گی۔ کم از کم میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ ہیڈ کوارٹر اس قدر وسیع و عریض بھی ہو سکتا ہے اور یہیں نیٹ لینڈ میں ہی ہو سکتا ہے“..... کارٹن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈینی کوئی جواب دیتی اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈینی کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ میں موجود شراب سے بھرا ہوا جام نیچے جا گرا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا“..... فائل میں غرق کارٹن نے بے اختیار سر اٹھا کر کہا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے بھی فائل گرتی چلی گئی۔ اس کی آنکھیں بھی حیرت اور خوف کی ملی جلی کیفیت کی بنا پر حقیقتاً کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

ڈینی نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے یلقت مشین گن کا ٹریگر دبایا اور گولیوں کی باز سیدھی عمران کے جسم سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے منہ سے انتہائی دردناک چیخ نکل گئی۔ ڈینی نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور عمران کے سارے ساتھیوں کے جسموں میں بلا مبالغہ سینکڑوں گولیاں پیوست ہوتی چلی گئیں اور کمرہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی انتہائی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی کارٹن کے حلق سے فاتحانہ قہقہے نکلنے لگے جو ان چیخوں میں شامل ہو گئے۔ ان کے جسموں سے خون اس طرح بہہ رہا تھا جیسے فوارے چل پڑے ہوں۔

”بس کرو۔ ختم ہو گئے ہیں یہ“..... کارٹن نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈینی بھی بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر بھی انتہائی اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس

کے سارے ساتھیوں کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں اور گردنیں ڈھلک گئی تھیں۔ وہ سب ختم ہو چکے تھے۔

”ان کی لاشوں کو کھول کر برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو۔ یہ شیطان ہیں اس لئے جب تک یہ جل کر راکھ نہ ہو جائیں گے تب تک مجھے اطمینان نہیں ہو گا“..... کارٹن نے ریٹائلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس چیف“..... ریٹائلڈ نے اثبات میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”آؤ ڈینی۔ اب ان کی موت کا جشن منائیں۔ تم نے آج ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس پر پوری دنیا میں تمہارا نام گونجتا رہے گا۔ آؤ..... کارٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈینی کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریٹائلڈ نے بھی مشین گن اپنے کاندھے سے لٹکائی اور ان دونوں کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا عمران نے آنکھیں کھولیں اور اس کی گردن سیدھی ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے سارے ساتھیوں نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ انہوں نے بھی گردنیں سیدھی کر لیں۔ ان کے جسموں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

”اگر یہ لوگ جسموں کی بجائے سروں کو نشانہ بناتے تب“۔ جو لیا نے انتہائی غصے لہجے میں کہا۔

”وہ ہماری چیخیں سننا چاہتے تھے اور سروں پر گولیاں مارنے سے

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

انہیں چیخیں کیسے سنائی دے سکتی تھیں۔ ویسے تم سب نے جس انداز میں چیخیں ماری ہیں اس نے تو میرا دل بھی دہلا دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ یہ صورت حال پیش آئے گی کہ آپ نے پاکیشیا سے روانگی کے وقت ہی اپنے سمیت سب کو ایس وی ٹی جیکٹس پہنا دی تھیں حالانکہ اس سے قبل آپ نے ایسا کوئی عمل نہ کیا تھا۔“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بلیک تھنڈر ہے صفدر۔ مجھے خدشہ تھا کہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ سامنے آکر کوئی کارروائی کریں۔ کسی بھی وقت کسی بھی طرف سے ہم پر فائر کھل سکتا تھا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایس وی ٹی سپیشل جیکٹس مستقل استعمال کی جائیں اور تم نے دیکھا کہ اس کا بہر حال فائدہ ہی ہوا اور نہ اس وقت سیکرٹ سروس لاشوں میں تبدیل ہو چکی ہوتی۔“..... عمران نے کہا۔

”عمران۔ عمران۔ میرے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی ہے۔“ اچانک جو لیا نے چیخ کر کہا۔

”اوہ۔ جلدی کرو۔ مصنوعی خون کی وجہ سے رسیاں گیلی ہو چکی ہیں۔ تم آسانی سے نکل سکتی ہو۔ جلدی کرو۔ کسی بھی وقت رینالڈ واپس آ سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر چند ہی لمحوں بعد یکفخت جو لیا کا جسم اوپر کی طرف اٹھنا شروع ہو گیا۔

”مم۔ میرے جسم میں بھی حرکت ہو رہی ہے۔“..... اسی لمحے

صالحہ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

”ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی لیڈیز فرسٹ کے اصول پر عمل ہو رہا ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر انہوں نے صالحہ کے جسم کو بھی رسیوں میں سے پھسل کر اٹھتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد جو لیا اچھل کر فرش پر جا کر کھڑی ہو گئی اور چند لمحوں بعد صالحہ بھی۔ البتہ عمران سمیت باقی سب اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔

”اس رینالڈ کا خیال رکھنا۔ اسے ختم نہیں کرنا۔ صرف بے ہوش کرنا ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی جو لیا اور صالحہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی سائیڈوں میں جا کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے لباسوں پر خون کے بڑے بڑے دھبے واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور رینالڈ بڑے اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہوا۔

”ارے یہ کیا۔“..... اس نے یکفخت اچھلتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جو لیا اور صالحہ دونوں نے اسے دونوں اطراف سے پیروں کی ضربیں لگانا شروع کر دیں اور چند لمحوں بعد رینالڈ بے حس و حرکت ہو گیا۔

”اب الماری میں دیکھو یقیناً یہاں پانی کی بوتلیں ہو گی۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”تم پانی لاؤ صالحہ میں باہر دیکھتی ہوں“..... جو لیا نے منہ کے بل اوندھے پڑے ہوئے رینالڈ کو سیدھا کر کے اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن نکالتے ہوئے کہا۔

”خیال رکھنا جب تک ہم سب ٹھیک نہ ہو جائیں کسی کو ہمارے بارے میں علم نہ ہو“..... عمران نے جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا“..... جو لیا نے کہا اور مشین گن اٹھائے وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ صالحہ تیزی سے دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھی اور پھر اس نے الماری میں سے پانی کی دو بڑی بڑی بوتلیں اٹھائیں اور عمران کی طرف بڑھی۔ اس نے ایک بوتل کا ڈھکن کھولا اور اسے عمران کے منہ سے لگا دیا۔ عمران نے جلدی جلدی پانی پینا شروع کر دیا اور پھر عمران نے منہ ہٹا لیا۔

”بس اتنا کافی ہے۔ جلدی کرو باقی ساتھیوں کو بھی پلاؤ“۔ عمران نے کہا تو صالحہ بوتل اٹھائے صفدر کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد ہی عمران نے اپنے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوتے محسوس کئے تو اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے جو لیا بھی واپس آگئی۔

”یہ علیحدہ پورشن ہے۔ یہاں اس رینالڈ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ البتہ ایک کمرے میں ایک بڑی برقی بھٹی آن ہے“..... جو لیا

نے واپس آکر کہا۔

”میری رسیاں کھولو۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے“..... عمران نے کہا تو جو لیا تیزی سے عمران کی کرسی کے عقب میں آگئی اور پھر چند لمحوں بعد عمران کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی پڑتی چلی گئیں جبکہ صالحہ اس دوران باقی ساتھیوں کو پانی پلانے میں مصروف تھی۔ عمران نے ہاتھ سے باقی رسیاں کھولیں۔ اب اس کا جسم پوری طرح حرکت میں آچکا تھا جبکہ جو لیا اب صفدر کے عقب میں چلی گئی تھی تاکہ اس کی رسیاں کھول سکے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں اچھلنا شروع کر دیا تاکہ اس کا جسم پوری طرح چاق و چوبند ہو سکے۔

”آج واقعی مرنے کا لطف آگیا ہے“..... چند لمحوں بعد عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا بلیک تھنڈر کو یقین آجائے گا کہ آپ ہلاک ہو چکے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”صفدر پلیز اب یہ ٹاپک ختم کرو“..... اچانک جو لیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جو لیا عمران کی موت کے بارے میں خالی الفاظ بھی سننا برداشت نہیں کر سکتی۔

”چلو میری بجائے تنویر کی بات کرو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ خبردار۔ اب یہ ٹاپک ختم“..... جو لیانے اس بار غراتے ہوئے کہا اور اس بار سب کے ساتھ ساتھ تنویر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پوری طرح ٹھیک ہو چکے تھے جبکہ اس دوران عمران نے ریٹائلڈ کو اٹھا کر ایک کرسی پر نہ صرف ڈال دیا تھا بلکہ رسی کی مدد سے اس کے جسم کو کرسی سے باندھ بھی دیا تھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور تھوڑی دیر بعد ریٹائلڈ نے کرپتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسیوں سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

”تم۔ تم۔ بدروہیں ہو۔ تم۔ تم زندہ۔ نہیں۔ نہیں۔ تم بدروہیں ہو“..... اچانک ریٹائلڈ نے خوف سے پر اور گھگھیاٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر خوف کی شدت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

”ہم بدروہیں نہیں ہیں بلکہ تم احمق ہو کہ تم نے ہمیں وہاں ہماری رہائش گاہ سے اٹھا کر یہاں تک لے آنے کے باوجود ہمارے لباسوں کے نیچے موجود ایس وی ٹی جیکٹس کو چٹیک ہی نہیں کیا اور اگر تم چٹیک کر لیتے تو ہم بدروہیں ہونے کے باوجود بہر حال روحوں میں ضرور تبدیل ہو چکے ہوتے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

”ایس وی ٹی جیکٹس۔ وہ۔ وہ کیا ہوتی ہیں“..... ریٹائلڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خصوصی میٹریل کی بنی ہوئی جیکٹس۔ جن میں مصنوعی خون بھرا ہوتا ہے تاکہ مارنے والے کو یہ تاثر دیا جاسکے کہ جیکٹس پھینے ہوئے آدمی کو واقعی گولیاں لگی ہیں۔ اب ہماری جیکٹس میں گولیوں کے خول بھرے ہوئے ہوں گے جبکہ مصنوعی خون باہر نکل چکا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ مم۔ مم مگر“..... ریٹائلڈ نے رک رک کر کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

”مزید حیرت ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم صرف یہ بتا دو کہ یہاں کتنے افراد ہیں۔ کارٹن اور ڈینی کہاں ہیں۔ پوری تفصیل بتا دو ورنہ تمہارے لباس کے نیچے بہر حال ایس وی ٹی جیکٹ موجود نہیں ہے اس لئے تمہاری موت یقینی ہو گی“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ پلیز۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔“۔ ریٹائلڈ نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر آن ہو جاتا ہے اور پھر عمران نے پے درپے سوالات کر کے اس سے ساری صورت حال معلوم کر لی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ریٹائلڈ کے مطابق یہ ایک کوٹھی تھی جس میں باہر دو مسلح گارڈ تھے جبکہ نیچے

تہہ خانے میں یہ کمرہ اور اس کے ساتھ تین اور کمرے تھے جنہیں زیر پورشن کہا جاتا تھا۔ اوپر کارٹن اور ڈینی کی رہائشی کمرے بھی تھے اور آفس بھی جبکہ ایک لڑکی آفس کے ساتھ والے کمرے میں بطور پرسنل سیکرٹری بیٹھتی تھی۔ اس کے علاوہ اندر کوئی اور آدمی نہ تھا۔ رینالڈ یہاں اسی کوٹھی کا انچارج تھا۔ اس کی رہائش گاہ بھی اسی کوٹھی میں تھی۔

”اوکے چونکہ تم نے تعاون کیا ہے اس لئے تمہیں آسان موت مارا جاسکتا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور رینالڈ کی کنپٹی پر پڑنے والے ہک کی بھرپور ضرب کے ساتھ ہی رینالڈ کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

”تتویر اسے آف کر دو ورنہ کسی بھی لمحے ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے“..... عمران نے مڑتے ہوئے تتویر سے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باقی ساتھیوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ اس کمرے سے باہر راہداری میں آگئے۔ چند لمحوں بعد تتویر بھی راہداری میں آگیا۔ عمران چونکہ رینالڈ سے کوٹھی کا نقشہ معلوم کر چکا تھا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا اوپر والے پورشن میں آگیا۔

”اس لڑکی کو اس طرح بے ہوش کرنا ہے کہ اس کے منہ سے آواز نہ نکلے“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے اس کمرے کا

دروازہ کھولا جس میں پرسنل سیکرٹری بیٹھی ہوئی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کمرہ خالی تھا۔ البتہ اس کمرے میں دیوار کے ساتھ ایک قدم آدم عجیب و غریب ساخت کی مشین نصب تھی۔

”اوہ۔ یہ تو خالی ہے“..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہیں کچھ فاصلے سے دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی اور پھر نسوانی قدموں کی آواز اس طرف آتی سنائی دی تو عمران نے اشارہ کیا اور وہ سب سائیڈ کی دیواروں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ہی موڑ سے ایک نوجوان لڑکی تیزی سے مڑ کر سامنے آئی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی صفدر کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے اس لڑکی کے منہ سے اورغ کی آواز نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔

”تتویر اور خاور تم دونوں باہر جاؤ اور ان گارڈز کو ہلاک کر دو۔ ہم اس کارٹن اور ڈینی کا بندوبست کرتے ہیں“..... عمران نے آہستہ سے کہا تو تتویر اور خاور دونوں سر ہلاتے ہوئے اس طرف کو بڑھ گئے جہاں سے راستہ باہر کو جاتا تھا جبکہ عمران، صالحہ، جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر سے یہ لڑکی آئی تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ کارٹن اور ڈینی اس کمرے میں ہے جسے رینالڈ نے آفس کہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے مڑ کر ایک نظر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ تیرنے لگی کیونکہ اس کے لینے سمیت

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

اس کے سارے ساتھیوں کے جسم اس طرح خون آلود نظر آ رہے تھے کہ دیکھنے والا ایک نظر دیکھ کر ہی سمجھ سکتا تھا کہ یہ لوگ اتہائی شدید زخمی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہوا تو سلمے کرسی پر بیٹھی ہوئی ڈینی کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کے ہاتھ میں موجود شراب سے بھرا ہو جام نیچے جا گرا۔ اس کا چہرہ یکھت زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا“..... کارٹن جو ایک فائل پر جھکا ہوا تھا، نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر اٹھایا اور دوسرے لمحے اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے ڈینی کا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود فائل بھی گر گئی اور اس کا چہرہ بھی یکھت زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں حیرت اور خوف سے کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے وہ دونوں یکے بعد دیگرے ہراتے ہوئے نیچے قالین پر گرتے چلے گئے۔

”حیرت ہے۔ یہ بلیک تھنڈر اور بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ مزدوروں سے اس قدر خوف کھاتے ہیں تو زندہ انسانوں کے سلمے ان کا کیا حال ہوتا ہوگا“..... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا جبکہ عمران کے باقی ساتھیوں نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو اٹھا کر وہیں کرسیوں پر ڈال دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو سی مور سیکشن ہیڈ کو ارٹر کے بارے میں تفصیلی

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فائل ہے۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ مرنے کے بعد آدمی زیادہ خوش قسمت ہو جاتا ہے۔ ویری گڈ“..... عمران نے فائل اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان کا کیا کرنا ہے۔ یہ حیرت کے جھٹکے سے خوفزدہ ہوئے ہیں۔ ابھی ہوش میں آجائیں گے“..... جو یانے تیز لہجے میں کہا۔

”ان کی تلاشی لے لو اور پھر ان دونوں کو کرسیوں پر کسی ریسی سے باندھ دو۔ میں ذرا اطمینان سے فائل دیکھ لوں۔ پھر ان سے تفصیلی بات ہوگی“..... عمران نے کہا اور ایک طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ کر وہ اس طرح فائل کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا جیسے اسے اچانک کوئی نعمت غیر مترقبہ ہاتھ لگ گئی ہو۔

”یہاں کوئی نہ کوئی خفیہ سسٹم ہوگا اس لئے انہیں وہاں لے چلو جہاں رینالڈ کی لاش ہے“..... جو یانے کہا۔

”لیکن مس جو یانے اگر اس دوران کوئی کال آگئی تو پھر اس کا تو کسی کو علم ہی نہ ہو سکے گا“..... صفدر نے کہا۔

”عمران فائل پڑھ کر فون وہیں لے آئے گا۔ چلو اٹھاؤ انہیں۔ یہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتے ہیں“..... جو یانے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے بے ہوش کارٹن اور ڈینی کو اٹھا کر کاندھوں پر لا دیا اور پھر تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ صالحہ اور جو یانے بھی اس کے پیچھے باہر چلی گئیں جبکہ عمران دنیا و ما فیہا سے لاتعلق ویسے ہی فائل پڑھنے میں مصروف رہا۔ فائل پڑھ کر اس نے جیسے ہی ختم کی میز پر

موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اٹھ کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”کارٹن بول رہا ہوں“..... عمران نے کارٹن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”چیف بول رہا ہوں فرام سیکشن ہیڈ کوارٹر“..... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”یس چیف“..... عمران نے لہجے کو مودبانہ کرتے ہوئے کہا۔

”فائل دیکھ لی ہے تم نے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس چیف“..... عمران نے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر کم الفاظ بول رہا تھا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کہیں کال سیکشن ہیڈ کوارٹر میں چمیک نہ ہو رہی ہو۔

”اسے جلا دینا۔ یہ ضروری ہے اور بغیر ہماری طرف سے کال کے تم نے سیکشن ہیڈ کوارٹر کا نہ رخ کرنا ہے اور نہ کال کرنی ہے۔ سمجھ گئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس چیف“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور پھر فائل کو اس نے موڑ کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فون کی تار کو ساکٹ سے باہر نکالا اور پھر اسے فون پر پلٹ کر وہ فون اٹھائے اس آفس سے باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا زیر سیکشن کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کمرے میں پہنچا جہاں انہیں گولیاں ماری گئی تھیں تو تنویر

اور خاور بھی وہاں پہنچ چکے تھے اور کارٹن اور ڈینی دونوں کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے جکڑا جا چکا تھا۔

”عمران صاحب۔ صفدر بتا رہا ہے کہ سیکشن ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کوئی فائل مل گئی ہے“..... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ شاید ہماری موت کی خوشی میں ان دونوں پر سیکشن ہیڈ کوارٹر اوپن کیا گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کارٹن کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے۔

”فون کی تار کو ساکٹ سے جوڑ دو“..... عمران نے کہا تو خاور نے فون اٹھایا اور اس کی تار کھولنے لگا۔ چند لمحوں بعد ڈینی کے جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے اور پھر تھوڑے سے وقفے سے کارٹن اور ڈینی دونوں ہوش میں آگئے۔

”یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم زندہ ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... ان دونوں کے چہروں پر ایک بار پھر حیرت شدت سے ابھرنے لگی۔

”ارے۔ ارے۔ اب بے ہوش نہ ہونا۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں بار بار ہوش میں لاتے رہیں۔ بڑی مشکل سے ہم نے عالم بالا پہنچنے سے پہلے تم سے چند باتیں کرنے کی مہلت حاصل کی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم کیسے زندہ رہ سکتے ہو۔ نہیں نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔“

ان دونوں کی حالت واقعی لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔

”ڈینی نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے فائر کھولا تھا اس لئے گولیاں ہمارے پیٹ سے اوپر والے حصے میں ہی لگی تھیں اور ایس وی ٹی جیکٹس نے نہ صرف گولیاں ہضم کرنا شروع کر دیں بلکہ ان کی جگہ جیکٹ کے خانوں میں بھرا ہو مصنوعی خون باہر نکلنا شروع ہو گیا۔ باقی ساری اداکاری تھی۔ تم نے تو ہمیں ریہرسل کا موقع ہی نہیں دیا لیکن اس کے باوجود تم نے دیکھ لیا کہ ہم نے بغیر ریہرسل کے بھی بے داغ اداکاری کی ہے“..... عمران نے جلدی جلدی وضاحت کرتے ہوئے کہا تاکہ وہ کہیں دوبارہ بے ہوش نہ ہو جائیں۔

”ایس وی ٹی جیکٹس۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا۔ اوہ۔ اسی لئے تم اس قدر مطمئن تھے“..... کارٹن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم نے بھی شاید پہلی بار انہیں استعمال کیا ہے کیونکہ ہمارا خیال تھا کہ بلیک تھنڈر انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتی ہے اس لئے ہمارے میک اپ چیک نہ ہو جائیں اور کہیں سے ہم پر فائر نہ کھول دیا جائے لیکن ہمیں بہر حال یہ معلوم تھا کہ تم دونوں ہمیں بچ نکلنے کا کوئی موقع نہ دو گے اور اللہ تعالیٰ ان جیکٹس کو ہی ہماری زندگی کے لئے حصار بنادے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاش ہم تمہارے سروں کا نشانہ بناتے لیکن اب بھی تم بچ کر یہاں سے نہ جا سکو گے۔ تمہاری آوازیں چیک ہو رہی ہوں گی“

کارٹن نے کہا۔

”بے فکر رہو اب ہم نے پاکیشیائی زبان نہ استعمال کی ہے اور نہ آئندہ کبھی استعمال کریں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم پھر بھی بچ کر نہیں جا سکتے۔ سیکشن ہیڈ کو ارٹر کسی بھی لمحے مجھے کال کر سکتا ہے اور جیسے ہی میری بجائے تم بولے تم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی“..... کارٹن نے کہا۔ ڈینی ہونٹ بھیچنے خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

”تمہارے چیف کی مجھ سے بات ہو چکی ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ میں فائل پڑھ کر جلا دوں اور بغیر وہاں سے کال وصول کئے سیکشن ہیڈ کو ارٹر کا رخ نہ کروں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہاں تو وائس چیکنگ مشین موجود ہے۔ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا“..... کارٹن نے حتیٰ لہجے میں کہا۔

”شاید تمہارے چیف کو بھی یقین آچکا ہے کہ ہم ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے اس نے وائس چیکنگ مشین آن کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی ہو گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”انہیں ختم کرو۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو“..... اچانک جویا نے کہا۔

”یہ شیٹ لینڈ میں رہتے ہیں اس لئے اب یہ بتائیں گے کہ بیٹر بیڈ

شیٹ لینڈ کا کون سا علاقہ ہے..... عمران نے کہا تو کارٹن کے ساتھ ساتھ ڈینی بھی بے اختیار چونک پڑی۔ کارٹن کے چہرے پر یقیناً چمک ابھرائی۔

”ہمیں نہیں معلوم۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔“ کارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”تمہیں نہیں معلوم تو ڈینی کو تو بہر حال معلوم ہو گا۔ ویسے بھی عورتیں مردوں کی نسبت جغرافیے میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہیں۔“ عمران نے ڈینی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم۔ میں بھی یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں۔“ ڈینی نے کہا۔

”جولیا اگر ڈینی کو معلوم نہیں ہے تو پھر اسے زندہ رہنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے بخلی کی سی تیزی سے ساتھ کھڑے ہوئے تنویر کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹ لی۔

”میں سچ کہہ رہی ہوں.....“ ڈینی نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”یہ سچ کہہ رہی ہے۔ اسے نہیں معلوم.....“ کارٹن نے بھی چیتنے ہوئے کہا۔

”جو نہیں جانتا اسے ختم کر دو.....“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”اس عورت نے ہی مشین گن سے ہم پر گولیاں برسائی تھیں۔“

اسے تو ہر صورت میں مرنا چاہئے.....“ جولیا نے اسٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ڈینی کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ جولیا نے اسی طرح ڈینی کے جسم پر پورا برسٹ کھول دیا تھا جیسے ڈینی نے کھولا تھا۔

”یہ۔ یہ۔ تم نے کیا کیا۔ اوہ۔ اوہ.....“ کارٹن نے ہڈیانی انداز میں چیتنے ہوئے کہا۔

”اب تم بتاؤ۔ ورنہ.....“ جولیا نے مشین گن کا رخ کارٹن کی طرف گھماتے ہوئے اتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم۔ تم ایشیائی بزدل ہو بندھے ہوئے پر فائر کھول رہے ہو۔“ کارٹن نے ہڈیانی انداز میں چیتنے ہوئے کہا۔

”اور تم نے تو ہمیں باندھنے کے ساتھ ساتھ بے حس بھی کر رکھا تھا۔ کیا تم بہادر ہو.....“ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”اگر یہ بتا دے جولیا تو اسے چھوڑ دینا۔ اسے ڈینی کی جگہ دوسری بیوی تو مل سکتی ہے لیکن زندگی دوبارہ نہیں مل سکتی.....“ عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ یہ خصوصی کوڈ ہے۔ ویسے تم کبھی یہ معلوم نہ کر سکو گے لیکن وعدہ کرو کہ مجھے چھوڑ دو گے.....“ کارٹن نے یقیناً تیز لہجے میں کہا۔

”بالکل چھوڑ دیں گے۔ وعدہ.....“ عمران نے کہا۔

”بیٹر بیڈ شیٹ لینڈ کے ساتھ بڑے جریرے رومسٹ کے شمال

میں واقع ایک چھوٹے سے جہیرے کا قدیم نام ہے۔ عام طور پر اس جہیرے کو میڈرڈ کہا جاتا ہے اور چونکہ اس جہیرے پر نہ کوئی درخت ہے اور نہ کوئی چشمہ اس لئے یہ ویران جہیرہ ہے جہاں کبھی کبھار ماہی گیر کچھ وقت کے لئے جا کر رہتے ہیں ورنہ وہاں کوئی نہیں جاتا۔ کارٹن نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ فائل پڑھی ہوگی۔ کیا یہ سیکشن ہیڈ کو آرٹن اس جہیرے کے نیچے بنا ہوا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں بھی یہ پڑھ کر حیران ہوا تھا کیونکہ کبھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس چھوٹے سے ویران جہیرے کے نیچے اتنا بڑا سیکشن ہیڈ کو آرٹن بھی ہو سکتا ہے لیکن فائل کے مطابق یہ وہی ہے۔“ کارٹن نے جواب دیا۔

”اور وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں پاکشیا فی فارمولے پر کام کیا جا رہا ہے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم اور سوائے مین ہیڈ کو آرٹن یا سیکشن ہیڈ کو آرٹن کے اور کسی کو بھی نہیں معلوم ہوگا“..... کارٹن نے کہا تو عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”تم ہمیں اپنے طور پر ہلاک کرنے کے بعد جب اپنے آفس گئے تو کیا باتیں ہوئیں۔ پوری تفصیل بتاؤ اور جھوٹ مت بولنا کیونکہ تمہارے اس فون میں میموری ریکارڈ موجود ہے۔ جھوٹ بولا تو وعدہ ختم ہو جائے گا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کارٹن نے بغیر

RA
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
•
C
O
M

ہچکچائے پوری تفصیل بتادی۔ اس نے مین ہیڈ کو آرٹن کے لمبجٹ کرائسکی کی کال سے لے کر فائل پہنچنے اور پھر ان کی اچانک آمد تک واقعی پوری تفصیل بتادی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر کارٹن کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”کارٹن بول رہا ہوں“..... عمران نے کارٹن کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”چیف فرام دس اینڈ“..... دوسری طرف سے وہی بھاری آواز سنائی دی۔

”یس چیف“..... عمران نے لہجے کو مودبانہ کرتے ہوئے کہا۔
”فائل کا کیا کیا تم نے“..... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔
”آپ کے حکم کے مطابق میں نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہے“
چیف..... عمران نے کہا۔

”سنو۔ تم نے یا ڈینی نے اس بات کو اوپن نہیں کرنا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم نے ہلاک کیا ہے اور اپنے ڈیٹھ گروپ کو بھی منع کر دو کہ وہ کسی صورت بھی سامنے نہ آئے کیونکہ ان کی مسلسل گمشدگی کی صورت میں لازماً پاکشیا سیکرٹ سروس کی کوئی دوسری ٹیم یہاں ان کی تلاش کے لئے پہنچے گی لیکن تم نے انہیں قطعاً

نہیں چھیرنا کیونکہ اصل خطرہ اس عمران سے تھا۔ اس کی ہلاکت کے بعد اصل خطرہ ختم ہو گیا ہے۔..... دوسری طرف سے چیف نے کہا۔
”یس چیف۔ لیکن اگر انہوں نے کسی طرح ہمارا کھوج لگا لیا تو“
عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تم نے یہ بات کیسے کر دی۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور عمران بھی بے اختیار چونک پڑا۔
”سوری چیف۔ میں نے تو ایک خیال ظاہر کیا تھا“..... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم کارٹن نہیں ہو۔ کون ہو تم“..... دوسری طرف سے یفکٹ حلق کے بل چیتے ہوئے کہا گیا۔

”ارے۔ ارے۔ تو تم کارٹن سے بات کرنا چاہتے تھے۔ میں سمجھا تم علی عمران سے بات کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے میں نے بڑی مشکل سے عالم بالا جاتے ہوئے تم سے گفتگو کا سلسلہ جوڑا تھا“..... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو تم زندہ ہو۔ تم زندہ ہو اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ“..... دوسری طرف سے یفکٹ چیتے ہوئے کہا گیا اور پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور کریڈل پر پٹ دیا۔

”اسے ختم کر کے نکلو یہاں سے۔ اب کسی بھی لمحے یہ کوٹھی متباہ ہو سکتی ہے“..... عمران نے چیخ کر کہا تو صفدر بجلی کی سی تیزی سے

یچھے ہٹا اور جو لیا نے یفکٹ ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی کارٹن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

”جلدی آؤ۔ جلدی“..... عمران نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب واقعی انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اوپر والے پورشن میں پہنچے اور پھر باہر کی طرف اس طرح لپکے جیسے ان کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ باہر کوٹھی کے برآمدے کے قریب دو افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب برآمدے سے نکل کر پھانک کی طرف دوڑ پڑے۔ اسی لمحے ان کے عقب میں انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور ان سب کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین اچانک ان کے پیروں تلے سے نکل گئی ہو اور وہ سب اچھل کر منہ کے بل نیچے گرے ہی تھے کہ دوسرے لمحے انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ہزاروں انگارے ان کے جسموں میں اترتے چلے جا رہے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے احساسات یفکٹ اندھیروں میں ڈوبتے چلے گئے۔ عمران کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ آخر کار وہ یقینی موت کا شکار ہو گئے ہیں۔

ختم شد

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

فائل فائٹ

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

بلیک تھنڈر جس کا سیکشن ہیڈ کوارٹر عمران نے تباہ کرنا تھا لیکن عین آخری لمحات میں عمران نے ارادہ بدل دیا۔ کیوں؟

سیکشن ہیڈ کوارٹر جس کی حفاظت کے انتظامات اس قدر سخت تھے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھ سوائے موت کے اور کچھ نہ آسکتا تھا۔

آر۔ لیبارٹری راڈار پر کام کرنے والی ایک ایسی لیبارٹری جہاں پاکیشیائی فارمولے پر کام ہو رہا تھا اور جسے تیاری کے بعد اسرائیل کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

آر۔ لیبارٹری جس کو ٹریس کرنا تقریباً ناممکن تھا اس لئے عمران لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کے لئے سیکشن ہیڈ کوارٹر میں گھسنا چاہتا تھا۔ لیکن؟

وہ لمحہ جب بلیک تھنڈر کے سپر اور ٹاپ ایجنٹ مسلسل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آتے رہے مگر؟

R
A
F
F
R
E
X
O
@
H
O
T
M
A
I
L
.
C
O
M

بلیک تھنڈر جس نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایسی جدید مشینری استعمال کرنا شروع کر دی جس کا کوئی توڑ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس نہ تھا۔ پھر؟

وہ لمحہ جب عمران نے آر۔ لیبارٹری تباہ کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا لیکن وہ جدید مشینری کے سامنے بے بس تھا۔

کیا عمران فائل فائٹ میں شکست کھا گیا۔ یا؟

وہ لمحہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر اور کھل کر عمران کے خلاف ہو گئی لیکن عمران نے فائل فائٹ کے سلسلے میں کسی کی پرواہ نہ کی۔ کیسے اور کیوں؟

وہ لمحہ جب عمران بغیر ہاتھ ہلائے فائل فائٹ جیت گیا اور بلیک تھنڈر کو بھی یقین آ گیا کہ اس فائل فائٹ میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے سرے سے شرکت ہی نہیں کی لیکن اس کے باوجود عمران فاتح تھا۔ انتہائی حیرت انگیز سچویشن

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز، بے پناہ سنسنس اور تیز رفتار ایکشن پر مبنی
ایک منفرد انداز کی کہانی